

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

نزہۃ البساتین

حصہ دوم

ملقب بہ

افانین الیاسمین



ترجمہ

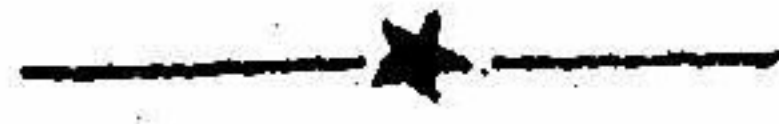
(حضرت مولانا) جعفر علی صاحب نگینوی

ناشر

سچ-اندر-کھینچی

آبے منزلے، پاکستان چوکے کراچی

جملہ حقوق محفوظ



۲۹۷۶۶۳
ک ۱۲۹
۱۷۸۲۱

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس کراچی



تاریخ طبع

جون سالہ ۱۹۷۱ء

مطابق

ربیع الثانی سالہ ۱۳۹۱ھ



قیمت

پچھروپے (۶)



مشرقی پاکستان آفس

قرآن منزل

بابو بازار ڈھاکہ

فہرست مضامین

نزہت البساتین حصہ دوم الملقبہ افانین الیاسمین

صفحہ	عنوانات
۵	خطبہ مترجم
۸	تقریر حضرت المحترم مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی
۱۱	حکایات منتخبہ از تاریخ الخلفاء
۱۰	حکایات منتخبہ از تہذیب التہذیب (جلد اول)
۲۳	حکایات منتخبہ از تذکرۃ الحفاظ
۳۵	حکایات منتخبہ از کنز العمال
۴۷	حکایات منتخبہ از اصحابہ
۷۸	حکایات از مہلکات و منجیات احیاء العلوم
۷۹	
۷۵	

۱۹/۵/۲۱

۱۹/۵/۲۱

۱۹/۵/۲۱

عرض ناشر

اہل کتاب روضۃ الریاحین میں اولیٰ کرام اور بزرگان دین کی پانچ سو حکایات درج ہیں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایما سے جب اس کا ترجمہ اردو میں کرایا گیا تو اس میں حضرت موصوف نور اللہ مرقدہ کے حسب ہدایت و حسب پسند اسی انداز کی دوسری پانچ سو سے زائد معتبر حکایات کا اضافہ کر دیا گیا۔ اور یہ مکمل کتاب ”ہزار داستان“ بن گئی۔ جب یہ کتاب ہندوستان کے مشہور مطبع مجیدی کانپور سے نزمۃ البساتین کے نام سے شائع ہوئی تو اس کے دوسرے حصے کا نام ”افانین الیاسین“ رکھا گیا۔ پہلے اس کتاب کے دونوں حصے ایک ہی جلد میں تھے اب علیحدہ علیحدہ شائع کئے گئے ہیں۔

اسکا ذکر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ ایک وقت معین کرو جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کرو تھوڑے دنوں کے بعد انشاء اللہ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جائے گی اور خود بخود حکمتیں کھلنے لگیں گی۔ دوسرے کسی بزرگ کی صحبت میں بیٹھا کرو اور اہل محبت کے تذکرے دیکھا کرو! میں نے ایک کتاب ”رضی الریاحین“ کا جس میں پانچ سو بزرگوں کی حکایتیں ہیں اردو میں ترجمہ کر دیا ہے، پانچ سو وہ اور پانچ سو دوسری معتبر حکایتوں کا اضافہ کر کے اس کا لقب ”ہزار داستان“ رکھا ہے جو عنقریب طبع چھپ جائے گی۔

میر القیوم ہے کہ جو شخص ساری کتاب اچھی طرح سمجھ کر دیکھے گا۔ ضرور عاشق ہو جائے گا۔ آخر ایک ہزار عشاق کے تذکرے دیکھنے سے کہاں تک اثر نہ ہوگا۔ اور بھی کتابیں اس قسم کی ہیں، مثلاً اجیاء العلوم، مقاصد الصالحین وغیرہ الغرض یہ مجموعہ اجزاء محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے، پھر سب حصے سہل ہو جائیں گے اب دعا کرو کہ حق تعالیٰ اپنی محبت دے آمین“

۱۔ سلسلہ التلیع کا وعظ ۱۳۷۱ مسمیٰ الامتحان (رسالہ البلیغ ۳۷ جلد پنجم بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ
۲۔ یہی کتاب مطبع مجیدی کانپور سے نزمۃ البساتین کے نام سے شائع ہوئی تھی اسمیں دوسرے حصہ کا نام ”افانین الیاسین“ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ از ترجمہ عفی عنہ

ہے لائقِ حمد ذاتِ باری
 اک قطرہ سے آدمی بنا یا
 مخلوق تھی جتنی بحسب و بزرگی
 ہے اشرفِ مخلوق آدمی زاد
 مٹی تھی پر آسماں بنا یا
 پھر اسپہ کیا ظہور اپنا
 ڈالیں جو ظہور کی رنگا ہیں
 کی طائرِ روح نے وہ پرواز
 اللہ بڑی ہے شان تیری
 مقبول کو دم میں کروے مردود
 تو چاہے تو بھوت بھی ولی ہو
 ہوں کس سے بیاں صفات تیری
 پوری میرے دل کی آرزو ہو
 دم جائے نکل تری شنا میں

ہر شے میں ہے جس کی طرفہ کاری
 دریا سے بڑھا چڑھا دکھایا
 پر ایک کو جدا جدا خبر کی
 تقلیدِ خرد میں سب سے آزاد
 خورشید سے ذرہ کو بڑھایا
 چمکا دیا دے کے نور اپنا
 مکشوف ہوئیں طلب کی راہیں
 پہنچا در قدس تک بصد ناز
 ہے سب سے نرالی آن تیری
 مردود ہو ایک پل میں محمود
 کفار کی صلب میں نبی ہو
 اے پاک ہے پاک ذات تیری
 جب تک جیوں لب پہ تو ہی تو ہو
 اور نعتِ رسولِ مجتہد میں
 ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَفَعَ رَاوِيَاثِهِ ذِكْرًا اَوْ جَعَلَ لَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ بُشْرًا وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ
 عَلٰى سُوْلِهِ مُحَمَّدٍ اِمَامٍ اَوْلِيَاثِهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَصَّ صَفِيَاثِهِ
 اَمَّا بَعْدُ اَوْلِيَاثِهِ كَاذِكْرٍ مُّوجِبٍ نَزْوَلِ رَحْمَتِ هُوَ نَاظِرٌ هُوَ بَاہِرٌ هُوَ مَحْتٰجٌ دَلِيْلٌ نَهِيْلٌ اُوْرَانِ كِ

واقعات کا مذاکرہ مورثِ محبتِ الہی اور باعثِ حلاوتِ قلبی، مفتقر الی البربان نہیں اسی لئے
 صلحا سلف و خلف اس باب میں سائل و کتبِ مدون کرتے چلے آئے ہیں اور آج تک یہی
 طریقہ جاری ہے۔ چنانچہ منجملہ ان رسائل کے دوضتہ التریاحین فی حکایات الصالحین بھی ہے جس کے
 مصنف نام جلیل جرنیل لابی محمد عبداللہ ابن اسعد مینی یا فعی ہیں۔ حضرت مصنف ممدوح کا تبحر
 فی الحدیث اور تقویٰ شہرہ آفاق ہے۔ چونکہ یہ مستند کتاب عربی زبان میں تھی اور عربی خوانوں کے
 سوا اور کوئی مستفید نہیں ہو سکتا تھا اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ اسے سلیس اردو میں ترجمہ
 کر کے شائقینِ کاشف العلوم کی خدمت میں خصوصاً اور دیگر اصحاب کے لئے عموماً پیش کیا جا
 حق سبحانہ و تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمارے اس ارادے کو پورا فرمائے اور اسے مقبول و
 نافع فرما کر ہمارے لئے ذخیرہ سعادتِ اخروی کرے۔ آمین یا رب العالمین
 بحفظہ و یسین۔

واضح ہو کہ ہم نے ترجمہ میں اصل مقصود کی رعایت رکھی ہے۔ خصوصاً عنوان کا
 لحاظ نہیں رکھا گیا اگرچہ محض لفظی ترجمہ کرتے تو شائقین کو لطف نہیں آتا۔ کہیں ہم نے نظم
 کا ترجمہ کیا ہے۔ کہیں ترک کر دیا ہے بجنسہ عربی اشعار لکھ دئے ہیں۔ غرض کہ جہاں
 جہاں جیسا موقع و مناسب دیکھا عملدرآمد کیا ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریر حضرت المحترم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم پاکستان و صدر دارالعلوم کراچی

اولیاء اللہ کی زیارت و صحبت حسب طرح انسان کی عملی و اخلاقی اصلاح کیلئے نسخہ کثیر
اسی طرح دوسرے درجہ میں اُن کے حالات و ملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سُننا بھی بجد
مفید و مجرب لیکن ان حضرات کے حالات و ملفوظات کو جمع کرنے والوں نے عموماً
نقل و روایت کے موافق میں بہت تساہل برتا ہے ان بزرگوں کی طرف بہت سی ایسی
چیزیں منسوب کر دی ہیں جو عوام کے اعمال و اخلاق بلکہ عقائد کیلئے بھی مضر ہیں اسلئے ضروری ہے کہ اس
کام کیلئے صرف مستند و معتبر مصنفین کی کتابوں کو پڑھا جائے آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم
اور ولی اللہ حضرت یافعیؒ کی کتاب روض الریاحین ایسی ہی کتاب ہے جسکی حکایت و روایت پر اعتماد کیا جاسکتا
یہ کتاب عربی میں تھی اسکا اردو ترجمہ نزہۃ البساتین کے نام سے عرصہ دراز ہوا مشترکہ ہندوستان
میں مطبع مجیدی کانپور سے شائع ہوا تھا اور پھر نایاب ہو گیا۔

ہمارے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ اپنے اصحاب مریدین کو
اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ مگر اب اسکی نایابی کے سبب یہ مشکل ہو گیا تھا۔

اتفاقاً ایک روز عزیز می محمد ذکی صاحب جو مالک مطبع مجیدی کے فرزند ارجمند ہیں سے میری ملاقات
ہو گئی تو میں نے انکو یاد دلایا کہ آپکے والد ماجد نے ایک بہترین کتاب شائع کی تھی اب وہ عرصہ سے نایاب
کیا آپ اسکی طباعت کی طرف توجہ دینگے؟ موصوف نے بڑی خوشدلی سے اسکو قبول کیا اور بجز اللہ
اب وہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر ناظرین کے سامنے آئیوالی ہر امید ہے کہ اہل دین و اصلاح اسکی قدر پہچانیں گے
اور اپنے گھروں میں اس کا مطالعہ کرنے اور دوسرے گھروں کو سنانے کا اہتمام کریں گے۔

ضروری ہدایا لیکن بزرگوں کے حالات و مقالات کا نرا مطالعہ بعض اوقات غلط فہمیوں کا
بھی سبب بن جاتا ہے اسلئے سطور ذیل لکھی جاتی ہیں کہ انکی رعایت پیش نظر رہے تو مضر پہلو سے نجات ہو سکے۔

لہ حضرت مولانا مفتی صاحب ظلہ العالی نے یہ تقریر نزہۃ البساتین حصہ اول کے لئے تحریر
فرمائی تھی جو تیسرا اس حصہ دوم میں بھی شامل کر دی گئی ہے۔

(۱) اکابر اولیاء اللہ کے حالات تین طرح کے ہیں ایک انکی کشف و کرامت کے واقعات دوسرا اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں انکے اعلیٰ مقامات تیسرے انکو ملفوظات و ہدایات جو عام مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ارشاد فرمائے۔ انہیں سے عوام کو اہتمام کے ساتھ پڑھنے سیکھنے کی چیز تیسرا ہی نمبر چودہویں انکی تعلیمات کا خلاصہ ہے اور اصلاح عوام کے لئے اکسیر اعظم ہے اور دوسرے نمبر کے حالات اس حیثیت سے مفید ہیں کہ ان بزرگان دین کی عظمت و محبت دلوں میں پیدا ہوا اور اس محبت کے معنوی ثمرات عام لوگوں کو حاصل ہوں، لیکن بعض عوام ان اکابر کے اعلیٰ حالات و مجاہدات اور انکی کشف و کرامت کے عجیب واقعات دیکھ کر اپنے زمانے کے مشائخ کو اسی معیار سے جانچنے لگتے ہیں اور جب انہیں وہ نظر نہیں آتے تو ان سے غیر معتقد ہو کر ان سے استفادہ کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ شیطان کا بہت بڑا فریب ہے۔ آج جس طرح صحابہ و تابعین کا دور لوٹ کر نہیں آسکتا آپکی اصلاح کیلئے فاروق اعظم اور علی مرتضیٰ نہیں آسکتے اس طرح منینہ شبلی اور معروف کرخی۔ ابراہیم بن ادھم، ذوالنون مصری بھی آج آپکو نہیں ملیں گے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں جو متبع شریعت اللہ والے ہوں کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دیتے ہوں عام مشغل ذکر اللہ یا علم دین کا ہو کسی معروف بزرگ کے خلیفہ مجاز ہوں اتنا دیکھ لینا کافی ہے اور جسکو ایسا کوئی مرئی لمجائے اسکو غنیمت جان کر انکی صحبت طاعت اختیار کر کے پچھلے بزرگوں کی ریاضت و مجاہدات یا کشف و کرامت اگر انہیں نظر نہ آئیں تو ان کو بدگمان ہوں بزرگوں کی سب بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ تمہارے باطنی حالات اور اخلاق کو درست کر دیں اسکو دیکھو۔

(۲) دوسری ضروری بات یہ ہے کہ بعض بزرگوں کے حالات یا مقالات میں اگر آپکو کوئی ایسی چیز نظر پڑے جو خلاف شرع ہو تو اسکے متعلق انکی طرف سے تو اتنا خیال کر لینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ انکا کوئی عذر ہو یا ممکن ہے کہ واقعہ کے مثل میں غلطی ہو گئی ہو اسلئے بدگمانی سے اپنے آپکو بچائے مگر اسکا اتباع اپنے عمل میں ہرگز نہ کرنا اتباع اسی چیز کا ہے جو جوہور اُمت کے نزدیک شریعت کا حکم ہے۔ (۳) تیسری بات یہ ہے کہ کتاب کا یہ اردو ترجمہ بہت پرانا ہے اور زبان بھی علمی انداز کی اختیار کی گئی ہے اگر کسی جگہ تردد و تامل ہو تو اپنی رائے سے اسکا فیصلہ نہ کریں کسی عالم کو دریافت کریں

(۴) اس کتاب میں بہت سے مواقع میں اصطلاحی الفاظ اور عربی جملے ایسے آئے ہیں کہ عوام نہیں سمجھ سکتے میراجی چاہتا تھا کہ دوسری طباعت میں مشکل الفاظ کی تسہیل کر کے اور غیر مترجم عربی عبارت کا ترجمہ کر کے شائع کیا جائے مگر خود اتنی فرصت نہ تھی اس لئے اسوقت اسکو غنیمت سمجھا کہ پہلی طباعت کی بعینہ نقل ہی ہو رہی ہے آجائے۔ ممکن ہے کہ تیسری طباعت میں اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اس کام کیلئے آمادہ کر دے واللہ الموفق و آمین

بندہ محمد شفیع عنی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نزہت البساتین

حصہ دوم

ملقب بہ

افانین الیاسمین

حکایات منتخبہ از تاریخ الخلفاء

حکایت (۵۰۱) حضرت ابو احمد حاکم، معاذ ابن جبل سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک بار ایک باغ میں گئے تو دیکھا کہ ایک پرندہ درخت کے سائے میں بیٹھا ہے، اسے دیکھ کر آپ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا تجھے مبارک ہو اسے پرندے! تو درخت کے کھاتے اور اس کے سائے میں رہتا ہے اور بدون حساب کتاب کے قیامت میں نجات پائیگا۔ کاش! ابو بکرؓ بھی تجھ جیسا ہوتا رضی اللہ عنہ۔

حکایت (۵۰۲) ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب شرح کی جاتی تھی تو فرماتے تھے۔ اے اللہ! تو مجھ سے زیادہ میرا حال جانتا ہے، اور میں اپنا حال ان تعریف کرنے والوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے اللہ! تو مجھ کو ان کے گمان سے اچھا کر دے اور جو میری برائی یہ نہیں جانتے وہ بخش دے، اور ان کے کہنے پر مجھ سے مواخذہ نہ کر۔

حکایت (۵۰۳) احمد بن حنبل نے کتاب الزہد میں ابو عمران جوئی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے

کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ کاش کسی عبد مومن کے پہلو میں میں بال بن کے رہتا۔

حکایت (۵۰۴) حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کتاب الزہد میں مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا ایک لکڑی کھڑی کر دی گئی ہے، یہ حالت خشوع و خضوع کی وجہ سے ہوتی تھی۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھے روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی حالت تھی۔

حکایت (۵۰۵) حضرت احمد بن حنبل نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں درخت ہوتا اور مجھے کاٹا جاتا اور کھا یا جاتا۔

حکایت (۵۰۶) حضرت احمد بن حنبل نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے تھے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں گھاس ہوتا اور جانور مجھے چر لیتے۔

حکایت (۵۰۷) حضرت احمد بن حنبل نے ضمیرہ ابن لبیب سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کی وفات کا وقت قریب ہوا اس حالت میں وہ بچھولنے کی طرف دیکھتے تھے جب ان کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے صاحبزادے کو ہم نے دیکھا کہ وہ اس بستر کو دیکھ رہے تھے اور انہیں اس بستر پر سے اٹھایا گیا تو دیکھا گیا کہ اس کے نیچے پانچ دینار تھے یا چھ۔ حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں ہاتھ پر باٹھل کے انا اللہ وانا الیہ راجعون ٹا پڑھا، اور فرمایا۔ اے شخص میرے نزدیک تجھے کوئی عذر کی گنجائش نہیں، کہ ایسے وقت تو نے انہیں دیکھا۔

حکایت (۵۰۸) حضرت نسائی رضی اللہ عنہ نے اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، اس وقت حضرت ابو بکر اپنی زبان پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اس نے مجھے آفتوں میں پھنسا یا۔

حکایت (۵۰۹) حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے علیہ میں حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اہل بن آئے اور قرآن شریف سن کر رونے لگے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم بھی پہلے ایسے ہی تھے پھر ہمارے دل سخت ہو گئے۔ حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں دل سخت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دل قوی اور مطمئن ہو گئے اللہ کی معرفت کی وجہ سے۔

حکایت (۵۱۰) حضرت زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ موقوفیات میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں سو اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو نہیں جانتا جسے اللہ کے معاملے میں کسی کی لامنت کا کوئی اندیشہ ہی نہ ہو۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا۔ فرمایا حضرت عمرؓ بہت زود فہم ہوشیار آدمی تھے۔ اور تمہا پیرنے والے تھے اللہ کے کام میں کسی مانع کی پروا نہیں کرتے تھے۔

حکایت (۵۱۱) زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ہی موقوفیات میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا، بہر حال ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہ دنیا طلب کی نہ دنیا نے انہیں طلب کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا نے طلب کیا مگر انہوں نے دنیا کو طلب نہ کیا۔ اور ہم تو دنیا ہی میں گھس گئے ہیں اور اس میں اوندھے سپرے لوٹ رہے ہیں۔

حکایت (۵۱۲) حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اصف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا، ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے تھے ایک لونڈی گری لوگوں نے کہا، امیر المؤمنین کی لونڈی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ وہ امیر المؤمنین کی لونڈی نہیں ہے نہ ان کے واسطے حلال ہے۔ وہ اللہ کے مال میں سے ہے۔ ہم نے پوچھا، پھر امیر المؤمنین کو اللہ کے مال سے کیا چیز حلال ہے۔ فرما عمر کے واسطے اللہ تعالیٰ کے مال سے کچھ حلال نہیں ہے، سوائے دو چیزوں کے ایک گرمی کا ایک سردی کا۔ اور حج و عمرہ کا خرچ اور میری اور میرے اہل کی خوراک مثل ایک آدمی قریشی کے، جو متوسط درجہ کا ہو، نہ بہت غنی ہو نہ بہت فقیر، پھر اس کے بعد میں ایک آدمی مسلمان ہوں، جو اور مسلمانوں کا حق ہے وہی میرا ہے۔

حکایت (۵۱۳) حضرت خزمیہ ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو اپنی جانب سے عامل اور حاکم بنا کے بھیجتے تھے تو اسے لکھ دیتے تھے اور اس سے یہ شرط کر لیتے تھے کہ عمدہ گھوڑے پر سوار نہ ہو جسے اور میدہ کی روٹی نہ نہ کھائے اور باریک کپڑا نہ پہنے اور حاجت مندوں پر اپنا دروازہ بند نہ کرے اگر ایسا کیا تو سزا کا مستحق ہوگا۔

حکایت (۵۱۴) حضرت عکرمہ بن خالد وغیرہ کہتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ ابن عمر وغیرہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور کہا کہ اگر آپ اچھا کھانا کھائیں تو آپ حق پر اور زیادہ قوی ہوں گے، فرمایا کیا ان سب کی یہی رائے ہے۔ کہا ہاں سب کی یہی رائے ہے۔ فرمایا، میں تمہاری نصیحت سمجھ گیا لیکن میں نے اپنے دونوں دوستوں کو ایک راہ پر چلتے چھوڑا ہے، اگر میں ان کا طریقہ چھوڑ دوں گا تو منزل میں ان کے پاس نہ پہنچوں گا اور فرمایا ایک سال قحط واقع ہوا تو آپ نے اس سال نہ چکنائی کھائی نہ کسی فریب جانور کا گوشت کھایا۔

حکایت (۵۱۵) حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ عقبہ ابن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی عتدا کے کی نسبت کچھ کہا، آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ کیا میں اپنے حصے کی نعمت دنیا ہی میں کھا لوں اور اس سے فائدہ بھی حاصل کر لوں۔

حکایت (۵۱۶) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لڑکے کے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے دیکھا تو وہ گوشت کھا رہے تھے، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ کہا ہمارا جی گوشت کو چاہتا تھا۔ فرمایا کیا جس چیز کو جی تمہارا چاہے اسے تم کھاتے ہو، انسان کے لئے یہی اسراف کافی ہے۔ کہ جس چیز کو جی چاہو ہی کھانے لگے۔

حکایت (۵۱۷) حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے جی میں تازہ مچھلی کی خواہش ہو رہی ہے۔ یہ سن کر آپ کے مولے نافع رضی اللہ عنہ سوار پر پالان کس کے اس پر سوار ہوئے اور چار میل آگے اور چار میل و پچھلے گئے اور ایک ٹوکری تازہ مچھلی کی خرید لائے اور حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس اسے پہنچا کر اپنی سواری کے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم میرے ساتھ رہو اور میری خدمت کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم میرے ساتھ رہو اور میری خدمت کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم میرے ساتھ رہو اور میری خدمت کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم میرے ساتھ رہو اور میری خدمت کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم میرے ساتھ رہو اور میری خدمت کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم میرے ساتھ رہو اور میری خدمت کرو۔

حکایت (۵۲۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم میرے ساتھ رہو اور میری خدمت کرو۔

حکایت (۵۲۴) حضرت عبداللہ ابن عامر ابن ربیعہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھاس کا تنکا زمین پر سے اٹھایا اور کہنے لگے کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں کچھ نہ ہوتا، کاش مجھے میری ماں نہ جنتی اور حضرت عبداللہ ابن عامر ابن حفص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مشک پانی سے بھری ہوئی اٹھائی اس کے متعلق لوگوں نے کچھ کہا، فرمایا مجھے اپنا نفس اچھا نظر آئے لگتا تھا میں نے اسے ذلیل کرنا چاہا۔

حکایت (۵۲۵) حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں آپ کے خسر آئے اور چاہا کہ انہیں بیت المال سے کچھ دیا جائے حضرت نے انہیں ڈانٹا، اور فرمایا، تم چاہتے ہو اللہ تعالیٰ سے میں خاؤن بادشاہ بن کے ملاقات کروں پھر انہیں اپنے مال میں سے دس ہزار درہم دیئے۔

حکایت (۵۲۶) حضرت نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے زمانے میں تجارت کرتے تھے۔

حکایت (۵۲۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عام رما میں تیل کھانے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ میں قراقرہ ٹوٹنے لگا۔ اور آواز پیدا ہوئی، آپ نے گھی اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ آپ پیٹ کو انگلی سے دبا کے فرمایا، ہمارے پاس اس تیل کے سوا کچھ نہیں ہے، یہاں تک کہ لوگ دوبارہ سرسبز ہوں۔

حکایت (۵۲۸) حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، سب دوست میرے نزدیک وہ ہے جو میرے عیب بظاہر کرے۔

حکایت (۵۲۹) حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ایک ہاتھ سے انہوں نے گھوٹے کا کان پکڑا اور ایک ہاتھ سے اپنا کان پکڑا، پھر اس کی پشت پر سوار ہوئے۔ اور حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا اور ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا گیا یا اللہ کا خوف دلایا گیا، یا کسی نے کوئی آیت قرآن شریف کی تلاوت کی تو اس وقت وہ اپنے ارادے سے

۱۰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کئی سال پے در پے قحط سالی ہوئی، اس زمانے کو عام رما دہتے ہیں۔

رک جاتے تھے۔

حکایت (۵۳۰) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسلم سے پوچھا، تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا پاتے ہو، کہا سب اچھے آدمی ہیں لیکن جب انہیں غصہ آتا ہے تو بہت سخت غصہ آتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں غصہ کے وقت ان کے پاس ہوتا تو قرآن شریف کی تلاوت کرتا، یہاں تک کہ ان کا غصہ ختم جاتا۔

حکایت (۵۳۱) حضرت احوص ابن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گوشت لایا گیا جس میں گھی پڑا تھا، آپ نے اس سالن کو جس میں گوشت اور گھی دونوں پڑے ہوں کھانے سے انکار کیا اور فرمایا ان میں سے ہر ایک مستقل سالن ہے۔ یہ تمام آثار ابن سعد نے بیان کئے ہیں۔

حکایت (۵۳۲) ابن سعد نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی ضرورت ہوتی، متولی بیت المال سے جا کر قرض لے لیتے تھے، کبھی آپ پر گئی ہوتی اور ادا کرنے میں تاخیر ہوتی تو متولی تھا حنا کرنے آتے اور آپ کو تنگ کرتے۔ اور آپ عذر و حیلہ کرتے، اور کبھی آپ کا حصہ نکل آتا تو ادا کر دیتے۔

حکایت (۵۳۳) ابن سعد ہی نے حضرت براء ابن معرور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن گھر سے نکل آئے اور آپ بہا رہتے آپ سے شہد کی تعریف کی گئی کہ بہت مفید ہے، اس وقت بیت المال میں ایک شہد کا کپڑا تھا آپ نے فرمایا اگر تم لوگ مجھے اس شہد میں سے لینے کی اجازت دو تو اس میں لوں گا ورنہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے اجازت دیدی۔

حکایت (۵۳۴) ابن سعد ہی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر فرماتے تھے، مجھے خوف ہے کہ کہیں تیری تکلیف کی وجہ سے پوچھی نہ جائے۔

حکایت (۵۳۵) ابن سعد ہی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے فرماتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی شے سے لوگوں کو منع کرتا چاہتے تھے تو پہلے اپنے گھر میں آتے اور فرماتے مجھے یہ معلوم ہونے نہ پائے کہ جس چیز سے میں نے منع کیا ہے اسے

تم میں سے کوئی کرتا ہے، ورنہ دو گنی سزا دوں گا۔

حکایت (۵۳۶) حضرت عبد الرزاق اپنے مصنف میں حضرت عکرمہ ابن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی رطخ کانگھی کر کے اور عمدہ کپڑے پہن کے آپ کے پاس آیا، آپ نے اس کے یہاں تک درے مارے کہ وہ رونے لگا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ آپ نے اسے کیوں مارا فرمایا میں نے دیکھا کہ وہ اپنے نفس پر اتر رہا تھا، میں نے چاہا کہ اس کے نزدیک اس کا نفس ذلیل اور خوار نظر آئے۔

حکایت (۵۳۷) حضرت یحییٰ بن یساف الایمان میں ضحاک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ میں یہ چاہتا ہوں کاش میں راستے کے کنارے پر ایک درخت ہوتا، مجھ کوئی اونٹ گذرتا اور مجھے نوح کے اپنے منہ میں ڈالتا اور چبا کے نکلتا پھر اس کی ہڈیاں گھٹا اور میں آدمی نہ ہوتا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کاش گھر کا دہنہ ہوتا جب تک چاہتے مجھے موٹا کرتے جب میں خوب موٹا ہوتا تو کوئی ان کی زیارت کو آتا اور مجھے ان بہانوں واسطے فرج کرتے میرے حصے کے کباب پکاتے اور کچھ گوشت پکاتے اور مجھے کھاتے اور میں آدمی نہ ہوتا۔

حکایت (۵۳۸) ابن عساکر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمرؓ کے انتقال ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ انہیں مجھے خواب میں دکھا دے ایک سال کے بعد میں نے انہیں دیکھا تو وہ اپنی پشیمانی سے پسینہ صاف کر رہے تھے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں اے امیر المؤمنین تمہاری کیا حالت ہے۔ فرمایا ابھی فارغ ہوا ہوں قریب تھا کہ عمر کا تخت ٹوٹ جاتا اور ویران ہو جاتا گو میں نے اللہ کو بڑا مہربان رحم پایا

حکایت (۵۳۹) فرات ابن سائب کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ کی بی بی فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس ایک ہیرا تھا جو ان کے باپ عبدالملک نے انہیں دیا تھا کہ ویسا کہیں نہیں دیکھا گیا تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو یا تو اپنا زیور بیت المال کو دیدو یا مجھے اپنے سے جدا ہونے کی اجازت دیدو میں بڑا جانتا ہوں کہ میں اور تم اور یہ زیور سب ایک گھر میں رہیں۔ انہوں نے کہا میں اس زیور

پر بلکہ اس کے اصناف پر بھی آپ کو ترجیح دیتی ہوں۔ اور پسند کرتی ہوں چنانچہ آپ کے حکم سے وہ زیور مسلمانوں کے بیت المال میں لا کر رکھا گیا جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہوا اور ان کے بجائے زبیر خلیفہ ہوا تو اس نے فاطمہ سے کہا اگر تم چاہو تو وہ زیور بھریں دیدوں۔ کہا تم ہے اللہ کی جہان کی زندگی میں اس زیور پر خوش نہ ہوئی تو ان کی موت کے بعد اس کی طرف ہرگز رجوع نہ کروں گی۔

حکایت (۵۴۰) عبدالعزیز کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو کسی حاکم نے لکھا کہ ہمارا شہر ویران ہو گیا۔ پس امیر المؤمنین کی رائے ہو تو کچھ مال ہمیں عطا فرمائیں جس سے شہر کی مرمت کی جائے۔ آپ نے جواب لکھا، جب تو میرا خط پڑھے تو اس شہر کو عدل سے مضبوط کر اور اس کے راستوں کو ظلم سے صاف کر یہی اس کی مرمت ہے۔ والسلام۔

حکایت (۵۴۱) ابراہیم سکونی کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا جب سے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ بولنا جھوٹے کے حق میں عیب ہے۔ اس وقت سے میں نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔

حکایت (۵۴۲) حضرت حسن قصاب کہتے ہیں کہ میں نے جنگل میں دیکھا کہ بھڑے بکریوں کے ساتھ عمر ابن عبدالعزیز کی خلافت میں پھرتے ہوئے تھے میں نے کہا سبحان اللہ! بھڑے بکریوں میں اور انہیں ضرر نہیں پہنچاتا۔ تو چرواہے نے کہا کہ جب کہ سر میں صلاحیت ہو تو جسم کو کوئی اندیشہ نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ جب بادشاہ ہو تو رعیت کو تکلیف نہیں ہو سکتی۔

حکایت (۵۴۳) حضرت مالک ابن دینار فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر ابن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو چرواہوں نے کہا یہ کون نیک بخت شخص ہے جو لوگوں پر خلیفہ عادل مقرر ہوا ہے کہ بھڑے ہمارے بکریوں سے رک گئے۔

حکایت (۵۴۴) موسیٰ ابن امین کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی خلافت میں کرمان میں بکریاں چراتے تھے اور بھڑے اور بکریاں ایک ہی جگہ پر چراتیں ایک شب ہم نے دیکھا کہ بھڑے نے بکریوں سے تعرض کیا تو ہم نے کہا ہمارے خیال میں اس نیک بخت خلیفہ کا انتقال ہو گیا چنانچہ دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کا اس شب کو انتقال ہوا تھا۔

حکایات منتخب از تہذیب التہذیب (جلد اول)

حکایت (۵۴۵) حضرت ابو ذر عدہ را زنی فرماتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں ان سے پوچھا گیا، آپ کو کیونکر معلوم ہوا، کہا میں نے ان سے ابواب حدیث حاصل کئے ہیں اور حضرت نوح ابن حبیب فرماتے ہیں، میں نے ۱۹۸ ہجری میں حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو مسجد حنیف میں دیکھا آپ اس کے مینار سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اور اصحاب حدیث آپ کے پاس آتے تھے اور آپ ان کو فقہ اور حدیث کی تعلیم کرتے تھے۔ اور لوگوں کو فتوے بھی دیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد دن رات میں تین سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت ہلال ابن علاء فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے چار شخصوں کو پیدا کر کے اپنے اپنے زمانے میں اس امت پر احسان کیا ایک امام شافعی سے انہوں نے حدیث شریف میں تفقہ حاصل کیا اور امام احمد بن حنبل سے وہ مصیبت اور آزمائش میں ثابت قدم رہے اگر وہ ہنوتے تو لوگ کافر ہو جاتے۔

حکایت (۵۴۶) ابن حبان نے ثقات کے بیان میں لکھا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل حافظ حدیث تھے، متقی تھے، فقیہ تھے، پرہیزگار تھے، عبادات پر مداومت کرنے والے تھے۔ ان کی وجہ سے حق تعالیٰ نے امت محمدیہ کی فریاد رسی فرمائی، کیونکہ مصیبت اور محنت میں ثابت قدم رہے اور اپنی جان اللہ کی راہ میں فدا کی، حتیٰ کہ قتل کے ارادے سے آپ کو کوڑے مارے گئے اور اللہ نے آپ کو کفر سے بچا لیا۔ اور آپ کو ایسی علامت بنایا جسکی اقتداء کی جائے اور ایک پناہ گاہ بنایا جس کی پناہ لی جائے۔

حکایت (۵۴۷) ابو الحسن ابن زاعونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب شریف ابو جعفر ابن بوموسیٰ کو حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا تو آپ کی قبر کھلی گئی تو دیکھا گیا آپ کا کفن بالکل صحیح سلامت تھا، پرانا بوسیدہ نہیں ہوا تھا۔ اور آپ کا پہلو بھی متغیر نہیں ہوا تھا اور یہ واقعہ حضرت احمد بن حنبل کی وفات سے دو سو تیس سال کے بعد واقع ہوا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حکایت (۵۴۸) حضرت ابو القاسم بغوی فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے دادا سے خبر ملی ہے یعنی حضرت احمد بن منیع بغوی سے آپ فرماتے تھے کہ میں چالیس سال سے ہر تیسرے روز ایک قرآن ختم کرتا ہوں۔

حکایت (۵۴۹) حضرت ابو القاسم بغوی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے دادا یعنی احمد بن منیع بغوی ابدال میں سے تھے۔ آپ نے کوئی اینٹ میں لگا ہوا تنکانہ چھوڑا، ہم نے کتابوں کے سوا ان کی ساری ملکیت چوبیس دسہم میں فروخت کی۔

حکایت (۵۵۰) حضرت محمد بن سید فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن اسمعیل ابن ابی جبیب انصاری بڑے نمازی اور عابد تھے، ساٹھ برس روزے رکھے اور حدیث بہت کم بیان کرتے تھے ۱۶۵ میں وفات پائی۔

حکایت (۵۵۱) حضرت یونس ابن عبید سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو صرف دیکھتا اور نہ ان کی باتیں سنتا نہ ان کا عمل دیکھتا وہ بھی فائدہ اٹھاتا اور حماد بن سلمہ یونس ابن عبید اور حمید طویل سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے فقہا بہت دیکھے لیکن حسن بصری رضی اللہ عنہ کا سا کا مل مروت والا کسی کو نہ دیکھا۔ اور حجاج ابن ارطاط کہتے ہیں، میں نے عطاء ابن ابی رباح سے سوال کیا تو مجھ سے فرمایا، تم اس شخص کو لازم پکڑو، وہ بڑے امام ہیں، ان کی اقتداء کی جاتی ہے اور ابو جعفر رازی ربیع بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دس برس تک آتا جاتا رہا اس کے علاوہ اور بھی جب خدا نے چاہا اس دن سے آپ سے ایسی ہی بات سنتا ہوں جسے میں نے پہلے نہیں سنا تھا یعنی روزی بات سننے میں آتی ہے اور حضرت اعش فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری ہمیشہ حکمت جمع کرتے رہے، پھر اسے کہنا شروع کیا۔ جب ان کا ذکر ابو جعفر کے پاس یعنی امام باقر کے پاس ہوتا تھا تو فرماتے تھے، وہ ایسا شخص ہے کہ اس کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے۔

حکایت (۵۵۲) حضرت مطروراق فرماتے ہیں کہ جابر ابن زید ایک شخص بصرہ کے رہنے والے تھے، جب حضرت حسن بصری ظاہر ہوئے تو معلوم ہوا کہ گویا کہ ایک شخص آخرت میں تھا جو آکر وہاں کی معائنہ کی ہوئی اور دیکھی ہوئی خبر سنا رہا ہے۔

حکایت (۵۵۳) حضرت ابراہیم ابن علی مدافعی اپنے باپ سے اور وہ اپنی ماں سے تڑپ

کرتے ہیں جو زینب بنت ابی رافع ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے صاحبزادوں کو لے کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی، اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یہ آپ کے بچے ہیں انہیں کسی شے کا وارث بنائیے فرمایا حسن (رضی اللہ عنہ) میں میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) میں میری جرأت اور جود ہے۔ محمد بن عبداللہ ابن ابی رافع نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے چچا ابو رافع سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حکایت (م ۵۵) شرجیل ابن مدرک جعفری عبداللہ ابن نجی سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور وہ حضرت کی طہارت کا لوٹا سنبھالتے تھے جب نینوا کے محاذات پر پہنچے جو عین کا راستہ تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مکرر یہ آواز دی کہ اے عبداللہ فرات کے کنارے پر صبر کرو، میں نے عرض کیا کہ یہ ابو عبداللہ کون شخص ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ میں حضرت کے پاس پہنچا، آپ کے آنسو جاری تھے، میں نے عرض کیا یا خلیفۃ اللہ آپ کو کس نے غضبناک کیا۔ فرمایا نہیں ابھی اس کے آگے جبریل میرے پاس گئے ہیں اور مجھ سے بیان کیا کہ میں فراط کے کنارے پر شہید ہوں گے اور فرمایا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں وہاں کی مٹی آپ کو سونگھاؤں میں نے کہا ہاں آپ نے ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی بھری وہاں کی اٹھائی اور میرے حوالے کی، مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میرے آنسو جاری ہو گئے۔ اور عمر ابن ثابت نے اعمش سے انہوں نے شقیق سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میرے گھر میں کھیل رہے تھے اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت آپ کے بعد اس مٹی کو قتل کرے گی۔ اور ہاتھ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور انہیں سینے سے لگا لیا۔ پھر آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ میں تیرے پاس یہ مٹی رکھتا ہوں، اور اسے آپ نے سونگھا اور فرمایا کہ رب و بلا کی بواقی ہے۔ اور فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی سخن بن جائے تو جان لو کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا۔ حضرت ام سلمہ نے اس مٹی کو ایک بوتل میں ڈال رکھا تھا اور ہر روز سے دیکھا کرتی تھیں کہ جس دن تو خون بن جائے وہ سخت دن ہو گا۔ اس باب میں حضرت عائشہ اور زینب بنت جحش و ام الفضل بنت حارث اور ابی امامہ و انس بن حارث وغیرہم سے بھی روایت آئی ہے اور

حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت کعب پر گزرے تو انہوں نے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس شخص کی اولاد میں سے ایک شخص ایک جماعت کے ساتھ شہید ہوگا۔ جو اپنے گھوڑوں کے پینڈے سوکھنے سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے اتنے میں حضرت حسنؓ گزرے، لوگوں نے پوچھا یہ، کہا نہیں، پھر امام حسین رضی اللہ عنہ گزرے لوگوں نے حضرت کعبؓ سے پوچھا یہ ہیں، فرمایا ہاں یہی ہیں۔ اور ابن سعدؒ نے فرمایا ہمیں کئی ابن حمادؒ نے خبر دی کہ ان سے ابو عوانہ نے سلیمان یعنی اعمش سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ ان سے ابو عبد اللہ رضی نے بیان کیا کہ ہم علی ابن مرثم رضی کے پاس پہنچے جب کہ وہ صفین سے واپس آئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ ہم صفین سے لوٹتے ہوئے کربلا میں اترے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر مٹی بھر ہرن کی مینگنیاں اٹھائیں اور انہیں سونگھا اور پھر فرمایا افسوس افسوس! ان مینگنیوں میں ایک ایسی قوم قتل کی جائے گی جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگی، اور اسحاق ابن سلیمان رازی کہتے ہیں ہم سے عمر ابن ابی قیس نے اور ان سے کئی ابن سعید نے اور ان کی جان نے اور ان سے قدامہ رضی نے اور انہوں نے جرداہ بنت سمیر سے انہوں نے اپنے زوج ہرثمہ ابن سلمی سے روایت بیان کی وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ہمراہ نکلے آپ چل کر کلا پہنچے اور ایک درخت کے نیچے اترے اور اسلی طرف نماز ادا کی پھر وہاں کی زمین سے کچھ مٹی اٹھائی اور اسے سونگھ کر فرمایا افسوس ہے اسے مٹی تجھ پر ایک ایسی قوم قتل ہوگی جو بلا حساب جنت میں جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم اس غزوہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور میں وہ حدیث بھول گیا، پھر میں اس فوج میں شریک رہا جس میں کہ امام حسینؓ پر چڑھائی کی گئی تھی جب میں ان کے پاس اپنی فوج کے ہمراہ پہنچا تو وہ درخت نظر آیا اور وہ حدیث بھی یاد آگئی۔ میں نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اسے لگے بڑھایا۔ اور کہا اے نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو بشارت دیتا ہوں اور وہ حدیث بھی سنائی، آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تم ہمارے ساتھ رہو گے یا ہمارے دشمنوں کے ساتھ، میں نے کہا نہ آپ کے ساتھ نہ آپ کے حملہ کرنے والوں کے ساتھ، میں نے خیال کو بھی چھوڑا اور اس فوج کو بھی چھوڑ دیا۔ فرمایا تو تم بھاگ کر زمین میں کہیں غائب ہو جاؤ

کیونکہ قسم سے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں حسینؑ کی جان ہے، آج ہمارے قتل میں جو شخص حاضر ہوگا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اسی وقت منہ پھیر کے اور مقام پر بھاگ گیا۔ حتیٰ کہ آپ کی قتل گاہ مجھ سے پوشیدہ ہوگئی۔ اور ابوالولید احمد بن خباب حبیبی کہتے ہیں کہ ہم سے خالد بن یرید ابن اسد نے بیان کیا کہ ان سے عمار بن معاویہ دہنی نے بیان کیا وہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی ابن حسینؑ سے کہا کہ مجھ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ بیان کرو اس طرح پر کہ گویا میں موجود تھا۔ حضرت ابو جعفرؑ نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اس وقت ولید بن عتبہ ابن ابی سفیان مدینہ پر حاکم تھا اس نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے پاس بیعت لینے کے واسطے قاصد بھیجا۔ آپ نے فرمایا مجھے مہلت دو اور مجھ پر زمی کرو اس نے مہلت دی اور آپ کو مخطہ چلے گئے وہاں آپ کے پاس اپنی کوفہ کے قاصد پہنچے اور کہا کہ تم نے آپ کے واسطے اپنے کو روک رکھا ہے اور جمعہ کے واسطے وانی کے ساتھ حاضر نہیں ہوئے۔ آپ ہمارے یہاں تشریف لائیے۔ راوی کہتے ہیں اس زمانے میں نعمان بن بشیر انصاریؓ کوفہ کے حاکم تھے۔ حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما نے مسلم بن عقیل ابن ابی طالبؓ اپنے چچا زاد بھائی کے پاس آدی بھیجا اور ان سے فرمایا کہ تم کوفہ جاؤ اور دیکھو کہ جو کچھ مجھے انہوں نے لکھا ہے، کیا صحیح ہے اگر سچ ہے تو میں ان کے پاس جاؤنگا۔ حضرت مسلم چل کر مدینہ پہنچے اور وہاں سے دورا ہنما ساتھ لے جو انہیں جنگل کے راستے لے چلیں، انہیں سخت تشنگی کا سامنا ہوا اور ایک رہبر مر گیا حضرت مسلمؓ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہیں اس کام سے معاف کریں آپ نے معاف نہیں فرمایا اور لکھا کہ تم کوفہ جاؤ، چنانچہ حضرت مسلمؓ چل کر کوفہ پہنچے اور کوفہ والوں میں ایک شخص عوسجہ نامی کے یہاں ٹھہرے۔ جب کوفیوں نے آپ کے آنے کی خبر سنی تو چپکے سے آپ کے پاس آئے اور آپ کے ہاتھ پر بارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی ایک شخص جو یرید ابن معاویہ کا ہوا خواہ تھا جس کو عبید اللہ ابن مسلم ابن شعبہ حضری کہتے تھے وہ کھڑا ہوا اور حضرت نعمان ابن بشیر انصاریؓ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ آپ یا تو ضعیف ہیں یا ضعیف بن گئے ہیں شہر میں فساد ہو گیا۔ اس سے حضرت نعمانؓ نے کہا مجھے ضعیف بن کر اللہ کی اطاعت میں رہنا پسند ہے، اس سے کہ میں قوی ہو کر اللہ کی نافرمانی کروں، میں اس پردے کو پھاڑنا نہیں چاہتا جسے اللہ نے ڈھکائے اسے

آپ کا قول یزید کے پاس لکھنے بھیجا۔ یزید نے اپنے غلام سرحون کو بلا یا جس سے وہ مشورہ کیا کرتا تھا، اور سارا حال بیان کیا۔ اس غلام نے کہا اگر حضرت معاویہؓ زندہ ہوتے اور کوئی بات کہتے تو تو قبول کرتا یا نہیں، کہا ہاں، کہا تو میری بھی ایک بات قبول کرو۔ یہ ہے کہ کوفہ کے لئے عبید اللہ بن زیاد کے سوا کوئی مناسب حاکم نہیں، اس کو کوفہ کا حاکم بنا ان دنوں یزید اس سے خفا تھا اور اس کو معزول کرنے کا قصد کر رہا تھا اور وہ بصرہ میں حاکم تھا فوراً ہی یزید نے اسے لکھا کہ میں تجھ سے خوش ہوں اور میں نے بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی تجھے حاکم مقرر کیا ہے، اور لکھا کہ مسلم بن عقیل کو تلاش کر کے قتل کر دے۔ چنانچہ عبید اللہ بن زیاد بصرہ کے سرداروں کے ساتھ چل کر کوفہ پہنچا۔ اس صورت سے کہ اس کے منہ پر نقاب پڑا ہوا تھا اور اس نے لباس اہل حجاز کا پہنا اور اسی راستہ کو اختیار کیا جس سے امام حسینؑ کے آنے کا خیال تھا اور جس مجلس پر اہل کوفہ کے گذر کر سلام کرتا تو وہ جواب دیتے وعلیک السلام یا ابن رسول اللہ، لوگوں نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ شخص حسین ابن علی رضی اللہ عنہما ہیں اور عبید اللہ قصر حکومت میں پہنچا اور اپنے ایک غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دیئے اور کہا انہیں لیجا اور اس شخص کو تلاش کر جس کے ہاتھ پر اہل کوفہ بیعت کر رہے ہیں، اور ان سے کہہ کہ میں ایک شخص حمص کا رہنے والا ہوں اور بیعت کے ارادے سے آیا ہوں اور یہ مال ہے جو انہیں دونگاتا کہ اس سے وہ اپنی حالت قوی کریں۔ وہ غلام نکلا اور بڑے لطائف الجیل اور تری سے ایک ایسے شیخ تک اس کی رسائی ہوئی جو حضرت سے بیعت کروانا تھا، اس شیخ سے مل کر اپنی حالت بیان کی اس شیخ نے کہا تجھ سے مل کر مجھے خوشی بھی ہوئی تو رنج بھی ہوا، خوشی تو اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ نے تجھے اس نیک کام کی ہدایت کی، اور رنج یوں ہوا کہ اب تک ہماری حالت قوی نہیں ہوئی ہے پھر اسے حضرت مسلمؓ کے پاس لے گیا آپ نے اس سے مال لے لیا اور وہ آپ سے بیعت کر کے عبید اللہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا حال کہہ سنایا اور جب عبید اللہ کوفہ میں آیا تو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اس مکان سے جہاں وہ تھے ہانی ابن عروہ مرادسی کے مکان پر چلے گئے اور مسلم نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ یہاں اہل کوفہ سے بارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی ہے، آپ چلے آئیے، حضرت ابو جعفر فرماتے ہیں یہاں عبید اللہ نے سرداران اہل کوفہ سے کہا، کیا بات ہے کہ ہانی ابن عروہ میرے پاس نہیں آیا۔ اور ان میں نہ تھا جو لوگ مجھ سے ملنے آئے۔ یہ سن کر محمد بن اشعث چنر

کو فیوں کے ساتھ نکلا ان کے دروازے پر آیا اور وہ دروازے پر تھے اور ان سے کہا کہ
 امیر نے تمہیں یاد کیا تھا اور تمہاری تاخیر کی وجہ دریافت کی ہے، اس کے پاس چلے چلو
 انہوں نے اصرار کیا اور وہ سوار ہو کر اس کے ہمراہ عبید اللہ ابن زیاد کے پاس پہنچے۔
 عبید اللہ ابن زیاد کے پاس قاضی شریح بیٹھے تھے۔ جب عبید اللہ نے ہانی ابن عمرو کو دیکھا
 تو قاضی شریح سے مخاطب ہو کر کہا یہ آگیا اس کے پاؤں خیانت کی وجہ سے لڑکھڑاہے
 ہیں۔ جب سلام کیا تو پوچھا، اسے ہانی مسلم کہاں ہیں، انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس
 وقت عبید اللہ نے اس غلام کو جس نے درہم دیئے تھے کہا، اس کے سامنے آ۔ جب وہ
 سامنے آیا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اسے معلوم ہے۔ کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے، واللہ میں نے
 انہیں اپنے گھر پر نہیں بلایا، لیکن انہوں نے خود آ کر میرے یہاں پناہ لی، کہا تو انہیں ہمارے
 پاس لا، انہوں نے جواب میں کہا کہ واللہ اگر مسلم ہمیں پاؤں کے نیچے ہوں تب بھی میں انہیں
 وہاں سے نہیں اٹھاؤں گا۔ عبید اللہ نے لوگوں سے کہا، اسے میرے پاس لاؤ جب پاس
 لائے گئے تو انہیں ایک چھتری سے مارا اور ان کی پیشانی کو زخمی کیا۔ اور ہانی ایک سپاہی کی تلوار
 کی طرف جھکے تاکہ اسے کھینچیں تو انہیں روک دیا گیا۔ اور عبید اللہ نے کہا، اللہ نے تیرا خون حلال
 کیا۔ اور حکم کیا، چنانچہ انہیں قصر کے ایک کونہ میں قید کر لیا گیا۔ یہ خبر قبیلہ مذحج کو پہنچی اس وقت
 قصر کے دروازے پر شور کی آواز سنائی دی، اسے عبید اللہ نے سنا، پوچھا کیسی آواز ہے،
 لوگوں نے کہا قبیلہ مذحج آگیا ہے، اس نے قاضی شریح سے کہا ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ
 میں نے دریافت کے واسطے اسے قید کیا ہے۔ اور اپنے غلاموں میں سے ایک جاسوس شریح
 کی حفاظت کے واسطے مقرر کر دیا تاکہ سنے، وہ کہا کہ میں چنانچہ قاضی شریح ہانی کے پاس ہو کر گزریں
 ان سے ہانی نے کہا اے شریح اللہ سے ڈرو اس نے مجھے قتل کے واسطے قید کیا ہے اور
 شریح نکل آئے، اور قصر کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور کہا ہانی پر کوئی اندیشہ نہیں اسے
 امیر نے دریافت کرنے کے واسطے قید کیا ہے۔ لوگوں نے کہا سچ ہے اسے اندیشہ نہیں ہے۔
 حضرت ابو جعفر نے فرمایا یہ سن کر لوگ وہاں سے متفرق ہو گئے۔ حضرت مسلم کو اس کی خبر ملی آپ نے
 اس اشارے سے جو آپس کی مدد کے واسطے قرار دیا گیا تھا، پکارا چنانچہ چالیس ہزار آدمی کو فنی آپس
 مدد کے واسطے جمع ہو گئے۔ آپ نے مقدمہ اور مہینہ میرہ مرتب کیا اور قلب میں آپ نے سوار
 ہو کر عبید اللہ کے اوپر حملہ کیا۔ عبید اللہ نے سرداران کو فہ کے پاس آدمی بھیج کر انہیں اپنے پاس

قصر شاہی میں بلایا۔ جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ چل کر قصر کے دروازے پر پہنچے تو ان سرداران کو فہ نے قصر سے اپنی قوم اور قرابت والوں کو جھانک کر دیکھا، اور ان سے کلام کر کے انہیں ٹوٹایا اور امام مسلم کے ساتھی کھینکے لگے، یہاں تک کہ شام کے وقت صرف پانسو آدمی رہ گئے جب خوب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی چل دیئے۔ جب حضرت مسلم نے دیکھا کہ آپ تمہارے گئے تو راستہ تلاش کیا اور ایک گھر کے دروازے پر پہنچے وہاں سے ایک عورت نکلی اس سے فرمایا پانی پلا دے۔ اس نے پانی پلایا پھر وہ گھر میں چلی گئی، کچھ دیر پھر کے پھر مکان سے نکلی تو آپ دروازے پر ہی تھے اس نے کہا اے عبداللہ تمہاری نشست سے شک معلوم ہوتا ہے، یہاں سے چل جاؤ اپنے اسے فرمایا میں بن عقیل ہوں کیا تیرے پاس مجھے پناہ مل سکتی ہے، کہا ہاں ہاں و آپ اسکے گھر تشریف لگے، اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا غلام تھا جب اس غلام کو آپ کا حال معلوم ہوا تو وہ مجھنا اشعث کے پاس گیا اور اسے اطلاع کی اسی وقت عبید اللہ نے کو تو ال کو ان کی طلب میں بھیجا۔ اس کے ساتھ مجھ ابن اشعث بھی تھا۔ ابھی حضرت مسلم کو خبر بھی نہ تھی کہ وہ مکان گھیر لیا گیا۔ جب مسلم رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو تلوار لے کر نکل کھڑے ہوئے اور ان سے مقاتلہ کیا۔ محمد بن اشعث نے آپ کو امان دی اور آپ کے ہاتھ سے بچ کر آپ کو عبید اللہ کے پاس لے آیا اور عبید اللہ کے حکم سے آپ کو قصر کے اوپر لے گئے اور وہاں پر آپ کی گردن مار دی گئی۔ اور آپ کا جسم لوگوں کے پاس پھینک دیا گیا اور ہانی ابن عروہ کو کنا سہ میں لے جا کر سولی دی گئی انہیں کے شاعر کا قول ہے س

فان كنت لا تدرين ما الموت فانظري الى هاتفي في السوق وابن عقيل

ترجمہ :- اگر تو موت کو نہیں جانتی تو دیکھ لے ہانی کو بازار میں اور ابن عقیل کو۔

اور مسلم رضی اللہ عنہ کا خط دیکھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ ان کی طرف چلے، جب آپ کے اور قادیسیہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ رہ گیا تو آپ سے حرا بن یزید پتھمی نے پوچھا کہاں کا قصد رکھتے ہو فرمایا اس شہر کا، انہوں نے کہا لوٹ جائیے۔ میں نے پیچھے آپ کے واسطے کوئی بہتری نہیں چھوٹی ہے جسکی امید ہو۔ آپ نے لوٹنے کا قصد کیا۔ آپ کے ہمراہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہوں نے کہا، واللہ ہم نہیں ٹوٹیں گے، جب تک اپنے بھائی کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے یا قتل کئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تمہارے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں ہے، اور آگے چلے تو آپ کو عبید اللہ کے رسالے کا مقدمہ الجیش ملا، اسے دیکھ کر آپ کو بلا کی طرف پلٹے اور بانسی کو پشت پر

لے کر ڈیرے لگائے تاکہ سامنے ہی کی جانب سے لڑائی ہو سکے۔ آپ کے ساتھیوں میں تیرالیس
 سوار اور تقریباً ایک سو پیدل آدمی تھے۔ اور عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد بن ابی قحاص
 کو رے کا حاکم بنایا تھا اور عہد کیا تھا۔ انہیں بلا کر کہا، اس شخص سے مجھے بچالے، انہوں نے کہا
 مجھے معاف کر اس نے معافی سے انکار کیا، کہا مجھے آج کی رات کی مہلت دے، اس نے مہلت
 دی، رات کو اس نے سوچا اور صبح اس کی تمہیل کے واسطے راضی ہو گئے اور اس کے پاس
 پہنچے۔ چنانچہ عمر بن سعد نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے اوپر چڑھائی کی۔ جب آپ کے
 پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا تین باتوں میں سے ایک اختیار کر لے، یا تو مجھے چھوڑ دے میں
 کسی سر حائیں جا رہوں یا مجھے چھوڑ دے میں زید کے پاس چلا جاؤں یا مجھے چھوڑ دے میں
 جہاں سے آیا تھا وہیں چلا جاؤں عمر بن سعد نے اسے قبول کیا اور عبید اللہ کو لکھا، عبید اللہ
 نے لکھا، نہیں نہیں! جب تک میرے ہاتھ پر بیعت نہ کریں کوئی ان کی عزت نہیں کی جاسکتی
 حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا، یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا، چنانچہ آپ نے ان سے
 مقاتلہ کیا اور آپ کے سب ساتھی شہید ہوئے۔ ان میں سڈن سے زیادہ آپ کے اہل بیت کے
 نوجوان تھے۔ آپکی گودی میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا اس کے ایک تیرا لگا۔ اور وہ بھی شہید ہو گیا
 آپ اس کے چہرے سے خون صاف فرماتے تھے اور کہتے تھے، اے اللہ! تو فیصلہ کر ہمارے
 اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہمیں بلا یا کہ مدد کریں گے اور پھر ہمیں قتل کیا۔ پھر آپ نے
 حکم فرمایا چنانچہ ایک جبری پانچا مے کو پھاڑا گیا اور اسے پہن کر تلوار ہاتھ میں لی اور مقاتلہ کیا
 یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ اور آپ کو قبیلہ مذحج کے ایک آدمی نے شہید کیا اور آپ کا سر کاٹ
 کیے گیا اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچا، اس نے زید کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں
 آپ کا سر مبارک بھی تھا وہ سر مبارک اس کے سامنے رکھا گیا۔ اور آپ کے حرم و عیال کو
 لے کر عمر بن سعد عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچا، اور آپ کے اہل بیت میں سوائے
 ایک بیمار بچے کے کوئی نہیں بچا تھا وہی عورتوں کے ساتھ تھے۔ عبید اللہ نے انہیں بھی قتل
 کرنے کا حکم دیا حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو ان پر ڈال دیا اور کہا جب تک
 مجھے قتل نہ کر دو گے انہیں قتل نہ کر سکو گے تو انہیں چھوڑ دیا، پھر انہیں جمع کر کے زید کے
 پاس روانہ کیا، جب یہ لوگ زید کے پاس پہنچے تو جو لوگ اہل شام کے اس کے دربار
 میں تھے سب جمع ہو کر زید کے پاس گئے اور اسے مبارکباد دی اور تہنیت کی ان میں سے

ایک سرخ رنگ نیلی آنکھوں والا کھڑا ہوا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کی ایک لونڈی کو دیکھ کر کہا اے امیر المؤمنین یہ لونڈی مجھے عنایت فرمائیے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا یہ شرف نہ تجھے حاصل ہے نہ اسے یعنی زید کو یہاں تک کہ تم اللہ کے دین سے نکل جاؤ۔ اس قول کو ازرق نے پھر دہرایا، اسے زید نے کہا چپ رہ۔ پھر انہیں اپنے اہل و عیال میں پہنچایا اور وہاں سے تیاری کر کے مدینہ منورہ پہنچایا۔ جب وہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو اولاد عبد المطلب میں سے ایک عورت کھلے سر بال بچھرے سر پہ ہاتھ رکھے ہو نکلیں اور ان کے سامنے گئیں اور یہ اشعار پڑھتی تھیں اور روتی تھیں۔

مَاذَا تَقُولُونَ اِنْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
بَعِثْتِي وَبِأَهْلِي بَعْدَ مُفْتَقِدِي
مَا كَانَ هَذَا اجْزَائِي اِذْ لَضَحْتِ لَكُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ اِحْرَاالْاُمَمِ
مِنْهُمْ اَسَا سِرِّي وَكُنْتِي ضَرْجًا اَبْدَمِ
اِنْ تَخْلَفُوا فِي بَشْرِي ذَوِي رَحْمَةٍ

ترجمہ :- تم کیا کہو گے جب نبی کریم سوال کریں گے کہ تم نے یہ کیا کیا۔ تم تو آخری اہمت تھے یعنی باوجود افضل الامم ہونے کے تم نے اس فعل قبیح کا کیوں ارتکاب کیا میری اولاد اور میرے اہل کے ساتھ میرے فقدان کے بعد۔ ان میں تو کوئی قیدی تھا کوئی شہید خون آلود تھا، میری نصیحت کی جڑا یہ تو نہ تھی کہ میرے ذریعہوں کے ساتھ میرے پیچھے جو تم نے کیا۔

حضرت سفیان ابن عیینہ اسرائیل ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے تھے کہ میں نے حسن بصری سے سنا کہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ امام حسین کے اہل بیت سے سولہ آدمی شہید ہوئے۔ اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ ہم سے ابو عبد اللہ ابن حبیب ابن ابی ثابت نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید ابن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عوض ستر آدمی قتل کئے ہیں اور آپ کے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کرونگا اور اور خلف ابن خلیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سیاہ ہو گیا اور دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اور محمد ابن صلت اسدی فرماتے ہیں کہ ان سے ربیع ابن ثوری نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی خوشخبری لوگوں کے پاس لے آیا۔ پھر میں نے دیکھا تو وہ اندھا ہو گیا تھا، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر چلایا جاتا تھا، اور یعقوب ابن سفیان فرماتے ہیں کہ ہم سے سلیمان بن

حرب نے بیان کیا کہ ان سے حماد ابن زید نے معمر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت
 زہری پہلے پہل یوں مشہور ہوئے کہ انہوں نے ولید ابن عبد الملک کے دربار میں گفتگو کی ولید
 نے دریافت کیا کہ تم میں کون شخص یہ جانتا ہے کہ امام حسین کی شہادت کے دن بیت المقدس
 کے پتھروں کا کیا حال ہوا تو زہری نے فرمایا مجھے روایت پہنچی ہے کہ کوئی پتھر اٹھایا نہیں
 جاتا تھا، مگر اس کے نیچے سے خون تازہ نکلتا تھا۔ اور ابن معین فرماتے ہیں کہ ان سے بیان
 کیا جری نے اور ان سے زید ابن زیاد نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں
 میں چودہ سال کا تھا فوج میں جو واس تھا وہ راکھ بن گیا تھا اور افق آسمان سُرخ ہو گیا تھا
 اور فوج میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا، دیکھا کہ اس کے گوشت میں سے آگ نکلتی ہے اور حمیدی
 ابن عیینہ سے اور وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی تھیں واللہ میں نے واس کو لکھ
 بنا ہوا دیکھا اور گوشت کے اندر میں نے آگ دیکھی جب کہ امام حسین رضی اللہ عنہ شہید
 ہوئے۔ اور ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ دو شخص جعفری حضرت
 امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوئے تھے، ان میں سے ایک کا ذکر یہاں تک لہا
 ہو گیا تھا کہ وہ اسے لپیٹا تھا، اور دوسرا بچھال میں منہ لگا کر سارا پانی پی لیتا تھا حضرت
 سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کے بیٹے کو دیکھا ہے، وہ مجنون تھا۔ اور حماد
 ابن جمیل ابن مرہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن آپ کی
 فوج سے کچھ اونٹ بکڑے گئے اسیں سے ذبح کر کے لوگوں نے پکایا تو وہ اندران کی مانند
 کڑوا تھا، اس میں سے کچھ بھی نہ کھا سکے۔ قرہ ابن خالد سدوسی نے ابی رجار عطار دی سے
 روایت کی ہے انہوں نے کہا اسی گھرانے والوں کو گالی مت دو کیونکہ ہمارا ایک بھائی
 بلجیم سے تھا وہ ہمارے یہاں کوفہ سے آیا، اس نے کہا تم اس فاسق ابن فاسق کو نہیں
 دیکھتے ہو، خدا سے ہلاک کرے۔ اللہ نے دوستارے اس کی آنکھوں میں پھینک رکھے
 اور دونوں آنکھیں اس کی پھوٹ گئیں۔ اور ثعلب نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے عمر ابن
 سبتہ زہری نے کہا ان سے عبید ابن جواد نے کہا کہ مجھ سے عطار ابن مسلم نے بیان کیا کہ سدوسی
 نے کہا کہ میں کربلا گیا تاکہ کپڑا فروخت کروں، جلی کے ایک بوڑھے نے ہمارے واسطے کھانا پکایا

اور رات کا کھانا ہم نے اس کے ساتھ کھایا۔ ہم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذکر کیا اور کہا جو ان کے قتل میں شریک ہو وہ بُری حالت سے مرا۔ اس نے کہا اے اہل عراق تم بڑے جھوٹے ہو، میں بھی تو اس قتل میں شریک تھا کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ شخص چراغ کے پاس گیا تاکہ اس کی بتی ٹھیک کرے چنانچہ تیل ڈال کر بتی آگے بڑھاتا تھا کہ اس بتی میں آگ لگ گئی اسے تھوک سے بجھانے لگا تو ڈاڑھی میں آگ لگ گئی اور بھڑک اٹھی اس نے اپنے آپ کو پانی میں گرایا۔ پھر میں نے اسے دیکھا تو وہ مانند کوئلے کے سیاہ ہو گیا تھا۔ اور حضرت ابراہیم تختی فرماتے ہیں کہ اگر میں امام حسینؑ سے جنگ کرنے والوں میں ہوتا اور پھر حنبت میں داخل کیا جاتا تو مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھتے ہوئے شرم آتی اور حماد ابن سلمہ نے عمار ابن ابی عمار سے اور انہوں نے عبداللہ ابن عباسؑ سے روایت کی ہے۔ فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو دو پہر میں خواب میں دیکھا آپ عباراً اودہ تھے آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے، اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے کہا، آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یا رسول اللہؐ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ حسینؑ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں تمام روز اسے اکٹھا کرتا رہا اور آج اکٹھا کر چکا ہوں چنانچہ اسی دن حضرت شہید ہوئے تھے اور حماد ہی نے عمار سے اور انہوں نے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے فرماتی تھیں کہ جنوں کو میں نے امام حسینؑ پر روتے سنا اور ابن سعد فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد ابن عبداللہ انصاریؑ نے کہا کہ ان سے قرہ ابن خالد نے بیان کیا کہ ان سے عامر ابن عبدالواحد شہر ابن حوشب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا مجھے چیخنے کی آواز آئی اور آگے آیا اور حضرت ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا انہوں نے فرمایا امام حسینؑ شہید ہوئے یہ کام جن لوگوں نے کیا خدا تعالیٰ ان کے گھر آگ سے بھر دے اور بیہوش ہو کر گر پڑیں اور ہم ان کے پاس سے اٹھ گئے اور ابو خالد حمر نے بیان کیا کہ مجھ سے زرین نے کہا کہ ان سے سلمی نے بیان کیا کہ میں حضرت ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، وہ رو رہی تھیں میں نے کہا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ کے سر پر اوریش مبارک پر خاک پڑی تھی، میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کو کیا ہوا۔ فرمایا میں حسینؑ کے مقتل میں گیا تھا، اور ابو الیٰسیر ابن محمد تمیمی نے بیان کیا کہ مجھ سے احمد ابن محمد مصقلی نے کہا

کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا کہ جب امام حسینؑ ابن علیؑ شہید ہوئے تو ایک شب ایک منادی کو یہ اشعار ندا کرنے سے سنا اس کی آواز سنائی دیتی وہ نظر نہیں آتا تھا۔

عقرت ثمود ناقة فاستو صلوا
فبنو رسول الله اعظم حرمة
وَجرت سوا نهم بغیر الاسعد
واجل من ام الفصیل المقعد
عجبها لهم التوالم مسخوا
والله يملی للطغاة الجحد

ترجمہ :- ثمود نے ناقہ (صلح) کی کوچیں کاٹیں اور تباہ و برباد ہوئے، اور ان کے منجوس واقعات جاری ہوئے، اور اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رتبہ میں بہت بزرگ و برتر ہے (صلح) کی اس اونٹنی سے جو (بوجہ) کوچیں کاٹ ڈالنے کے بھلا دی گئی تھی (یعنی بھڑکی نہ ہو سکتی تھی) تعجب ہے ان پر کہ جب انہوں نے ایسے کام پر پیش قدمی تو وہ مسخ نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کسب منکروں کو دوزخ کو بھرنے۔

اور حضرت زبیر نے ابن عیینہ سے اور وہ جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ان کی اٹھاون سال کی عمر تھی۔ زبیر ابن بکار کہتے ہیں پہلی روایت آپ کی عمر میں زیادہ مضبوط ہے یعنی چھپن سال اور زبیر ابن بکار نے کہا یہ واقعہ عاشورہ کے روز سالہ ہجری میں ہوا، اسی طرح لیث ابن سعد اور ابو بکر ابن عیاس اور ابو قیس مدنی اور واقدی اور خلیفہ اور اور لوگوں نے بھی بیان کیا ہے اور واقدی نے کہا یہی روایت میرے نزدیک زیادہ قابل وثوق ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ آپ کی عمر پچھن سال کی تھی اور کچھ مہینے اور بعضوں نے کہا ہے ستہ ہجری کے اخیر دن آپ کی شہادت ہوئی اور اس کے سوا دو کس قول بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں ابن کی نے قتل حسینؑ کا قصہ طویل بیان کیا ہے جسے ابن سعد نے واقدی اور اپنے دیگر مشائخ سے روایت کیا ہے، میں نے اس کا اختصار کر لیا ہے کہ اگلے واقعات سے کفایت ہے، جن اسانید حسان سے نقل کیا گیا ہے۔

حکایت (۵۵۵) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ ہشیم رحمۃ اللہ علیہ سے فرما رہے تھے، اے ہشیم! اللہ تعالیٰ تمہیں میری امت کی جانب سے جزائے خیر عطا کرے۔

حکایات منتخب تذکرۃ الحفاظ

حکایت (۵۵۶) حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ امام تھے فقیہ اور مجتہد تھے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے، بڑی شان والے تھے، جرمی اور مضبوط دل رکھنے والے تھے، حجت تھے، حافظ تھے اللہ تعالیٰ کے مطیع عابد تھے، اور اس کی جانب رجوع کرنے والے، توبہ کرنے والے تھے۔

حکایت (۵۵۷) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عدل اور زہد کے ساتھ مثال دیجاتی ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خلفاء پانچ ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم۔

حکایت (۵۵۸) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تعلیم کے واسطے آئے تھے اور آخر میں ہم نے ان سے تعلیم حاصل کی، اور سیمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ علماء حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے سامنے شاگرد معلوم ہوتے تھے، اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ کے پاس سے شعراء اور خطباء ہٹ گئے اور بجائے ان کے زہاد اور علماء قائم ہوئے اور یہ لوگ فرماتے تھے کہ جب تک ان کا فعل ان کے قول کے مخالف نہ ہو ہم ان سے جدا نہیں ہو سکتے۔

حکایت (۵۵۹) ضمروہ ابن ربیعہ سری بن کحی سے اور انہوں نے حضرت ریاح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے ہاتھ پر ہمارا دیئے چل رہے تھے، میں نے کہا یہ بڑا ظالم ہے، جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے دریافت کیا یہ کون شخص تھا۔ انہوں نے فرمایا کیا تو نے انہیں دیکھا میں نے کہا ہاں، فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم نیک اور صالح آدمی ہو وہ میرے بھائی خضر علیہ السلام تھے مجھے خوشخبری دی گئی کہ عنقریب میں حاکم بنوں کا اور عدل کرونگا۔ اس روایت کو یعقوب قسوی نے اپنی تاریخ میں محمد بن عبدالعزیزؓ ابن ضمروہ سے روایت جید کے ساتھ نقل کیا ہے۔

حکایت (۵۶۰) معاویہؓ ابن صالح فرماتے ہیں کہ مجھ کو سعید ابن سوید نے خبر دی کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے انہیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور پھر بیٹھے ان کے کرتے کے گریبان میں پیوند لگا تھا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کو اللہ نے بہت کچھ مال عطا کیا ہے، اگر آپ لباس بناتے تو اچھا ہوتا۔

حکایت (۵۶۱) حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں لوگ مجھے زیادہ کہتے ہیں واقع میں اہل توحید حضرت عمر ابن عبدالعزیزؓ ہیں، ان کے پاس نیا آئی اور انہوں نے ترک کر دی۔

حکایت (۵۶۲) حضرت اسمعیل ابن عیاش عمرو ابن مہاجر سے روایت کرتے ہیں، فرماتے تھے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؓ کے اہل کا نفقہ ہر روز دو درہم کا تھا۔

حکایت (۵۶۳) حضرت مغیرہ ابن کلیم کہتے ہیں کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبد الملک ابن مروان زوجہ عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؓ نے زیادہ وضو نماز والے لوگ اور بھی ہوں گے لیکن اپنے رب سے ڈرنے والا ان سے زیادہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جب عشاء کی نماز پڑھ چکے تو مسجد میں بیٹھ جاتے پھر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ نیند کا ان پر غلبہ ہو جاتا پھر بیدار ہوتے اور اسی طرح دعا کرتے رہتے یہاں تک کہ پھر آنکھ لگ جاتی ہر رات یہی کیا کرتے تھے۔

حکایت (۵۶۴) اور حضرت فاطمہ زوجہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؓ نے جب سے کہ خلیفہ ہوئے غسل جنابت نہ فرمایا۔ یعنی کبھی ضرورت ہی غسل کی نہ ہوئی۔

حکایت (۵۶۵) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر ابن عبدالعزیزؓ نے فرمایا، میری نسبت لوگ کیا کہتے ہیں میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے، فرمایا مجھ پر جادو نہیں کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے ایک غلام کو بلایا اور فرمایا تجھ پر انسوس ہے کس چیز نے تجھے مجھ کو زہر پلانے پر آمادہ کیا۔ اس نے کہا ہزار دینار مجھے دیئے گئے اور آزاد کئے جانے کا وعدہ کیا گیا۔ فرمایا وہ ہزار دینار لے آ اس نے حاضر کئے حضرت عمر ابن عبدالعزیزؓ نے ان ہزار دینار کو بیت المال میں داخل کیا اور اس سے کہا ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھ سکے۔

حکایت (۵۶۶) نقل ہے کہ خلیفہ مکتفی باللہ نے ارادہ کیا کہ ایک وقف کرے جس پر علماء کے اقوال مجتمع و متحد ہوں، راوی کہتے ہیں کہ اس کام کے لئے خلیفہ کے پاس ابن جریر حاضر کئے گئے آپ نے اس کے متعلق ایک کتاب تالیف کی، آپ کے واسطے انعام تجویز کیا گیا آپ نے قبول نہ کیا، آپ سے کہا گیا کہ قضاء حاجت کی بھی ضرورت ہے فرمایا میں امیر المؤمنین سے سوال کرتا ہوں کہ جمعہ کے روز سوال کرنے سے سائلوں کو منع کیا جائے چنانچہ خلیفہ نے یہ حکم کیا۔ اسی طرح وزیر نے ان سے درخواست کی کہ اس کے واسطے فقہ میں ایک کتاب لکھے، آپ نے ان کے واسطے کتاب الحنفیہ تحریر کی وزیر نے آپ کے پاس ہزار دینار بھیجے۔ آپ نے لوٹا دیئے۔

حکایت (۵۶۷) ابو بکر ابن بابویہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام الامام ابن خزیمہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں ادیم زبیر پر محمد ابن جریر سے بڑا عالم نہیں جانتا ہوں ان پر خدا نے ظلم کیا۔ ابو محمد فرغانی فرماتے ہیں کہ محمد ابن جریر پر اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی کی ملامت کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ باوجودیکہ بہت سائے گئے لیکن اہل دین و اہل علم تو ان کے علم کے منکر نہ تھے نہ ان کے زہد کے منکر تھے نہ آپ کے ترک دنیا کے منکر تھے، نہ آپ کی قناعت کے منکر تھے۔ آپ کے والد نے بلرستان میں جو ورثہ چھوڑا تھا اس میں سے جو کچھ حصہ آتا تھا اس پر اکتفا کرتے تھے اور حضرت محمد ابن جریر طبری پر قصداً پیش کی گئی۔ آپ نے انکار کر دیا۔

حکایت (۵۶۸) امام فرغانی فرماتے ہیں کہ امام محمد ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے جوان ہو کر شہر اہل سے دیگر بلاد کی طرف سفر کیا اور ان کے والد دوران سفر میں ان کی مالی امداد فرماتے رہے اور وہ ہمیشہ اپنی زندگی میں میرے پاس شہروں میں کچھ نہ کچھ بیچتے رہتے تھے جب میرے پاس آئے تو کہا، مجھ کو والد کے نفقہ نے دیر کی حتیٰ کہ میں نے قیص کے ہر دو آیتین فروخت کر دیئے۔

حکایت (۵۶۹) ابن حازم اعرجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ابن حسین زین العابدین سے زیادہ افضل ہائیں میں کیسے نہیں دیکھا، اور ابن مسیب فرماتے

۱۲ محمد بن جریر طبری، والفضل بن احمد الزہری، محمد بن جریر طبری، والفضل بن احمد الزہری، محمد بن جریر طبری۔

ہیں، میں نے ان سے زیادہ پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ دن رات میں اپنی وفات تک ہر روز ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے، فرمایا اتنی عبادت کی وجہ سے ان کا نام زین العابدین رکھا گیا تھا۔ حضرت فضیل ابن عزیوان نے حضرت زین العابدینؑ سے روایت کی ہے، فرمایا جو شخص ہنسا ہے وہ علم کو تھوکتا ہے۔ اور آپ ہی سے مروی ہے، فرمایا جب بدن بیمار نہیں ہوتا تو وہ بہت برا ہے اور آپ ہی سے روایت آئی ہے کہ آپ چھپا کر بہت سخاوت کیا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

حکایت (۵۶۰) حضرت عمران ابراہیم ابن یزید ابن فلیس بن اسود کو فی مخلص علماء میں سے تھے، مغرہ کہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ سے ایسی ہیبت کھاتے ہیں جیسے کہ امیر سے اور اعش کہتے ہیں کہ بسا اوقات میں ابراہیمؑ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا تھا۔ پھر ہمارے پاس کچھ دیر آ کر بیٹھتے تھے، اس طرح پر گویا مریض ہیں، اور فرمایا کہ ابراہیمؑ حدیث کے صراف تھے۔ یعنی حدیث پر کھنے والے۔ اور شہرت سے بچتے تھے، اور ستوں سے تیکہ لگا کے نہیں بیٹھتے تھے، اور حضرت شعیبؑ کو جب ابراہیمؑ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا انہوں نے اپنے بعد اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

حکایت (۵۶۱) اور ہنیدہ زوجہ ابراہیمؑ رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ آپ علم میں کلام نہیں کرتے تھے۔ جب تک کہ آپ سے سوال نہیں کیا جاتا تھا۔ اور ابن عون نے ابراہیمؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا پہلے لوگ برا جانتے تھے کہ جب جمع ہوں اچھی باتیں جو انہیں یاد ہیں بیان کریں۔

حکایت (۵۶۲) اصبح ابن یزید نے قاسم ابن ابی ایوب سے روایت کیا ہے فرمایا

یعنی محض بغرض ظہار علمیت و افتخار بلا کسی مفاد کے معلومات کا اظہار نہ فرماتے تھے اور ممکن ہے کہ چونکہ بلا طلب اور بغیر حاجت کسی چیز کے حصول کی اس کی وقعت اور قدر نہیں ہوتی۔ لہذا بلا ضرورت، بغیر طلب کے قیمتی باتوں کا بیان کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ ۱۲ محمد عمر گنگوہی۔

کہ حضرت سعید ابن جبیرؓ رات کو رو پا کرتے تھے حتیٰ کہ چوند صبح ہو گئے اور انہیں سنا گیا کہ اس آیت کو بیس بار سے زیادہ دہراتے رہتے **وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ** یعنی اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف رجوع کرو گے۔ اور نقل ہے کہ حضرت سعید ابن جبیرؓ ایک شب کو کعبہ کے اندر کھڑے ہوئے اور ایک ہی رکعت میں سارا قرآن شریف ختم کر دیا، اسے حماد بن ابی سلیمان نے ان سے روایت کیا ہے اور عبد الملک بن ابی سلیمان نے حضرت سعید ابن جبیر سے نقل کیا ہے کہ آپ ہر دو راتوں میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔

حکایت (۵۷۳) حضرت ابو اسحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن مہیون نے ایک سو حج اور عمرے کئے اور جب روایت کرتے تھے تو اللہ کا ذکر کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ عمرو ابن مہیونؓ جب بہت بوڑھے ہو گئے تو ان کے واسطے دیوار میں ایک میخ گاڑ دی گئی تھی جب نمازیں کھڑے کھڑے تھک جاتے تھے تو اس میخ سے سہارا لیتے تھے۔

حکایت (۵۷۴) اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا باپ یعنی عروہ ابن زبیرؓ ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔ اور روزہ ہی میں وفات پائی اور ابن شوذب کہتے ہیں کہ عروہ رضی اللہ عنہ ہر روز قرآن میں بمقدار تلاوت کرتے تھے رات کو نماز میں اسے پڑھتے تھے۔ اسے کبھی نہیں چھوڑا صرف ایک شب جس میں کہ آپ کا پاؤں کاٹا گیا تھا۔ کیونکہ اس میں آکلہ پڑ گیا تھا اسے آپ نے ترشوا یا۔

حکایت (۵۷۵) حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے زیادہ عمدہ نمازی کسی کو نہیں دیکھا۔ جب میں انہیں دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ یہ خدا سے ڈرتے ہیں۔

حکایت (۵۷۶) اور ابن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن جریج رضی اللہ عنہ بڑے عابد تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ صرف مہینے میں تین دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اور پکی بی بی بھی عابدہ تھیں۔

حکایت (۵۷۷) امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ انا وقت تھے، پرہیزگار، عالم باطل اور عابد کبیر الشان تھے۔ سلطان کے عطایا قبول نہیں فرماتے تھے بلکہ تجارت سے کالی کرتے تھے۔

حکایت (۵۷۸) حضرت ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہشام دستوائی علم حدیث میں امیر المؤمنین ہیں۔ اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ آپ سے زیادہ اثبت کوئی نہ تھا، اگرچہ آپ کا مثل ممکن ہے کہ اور بھی کوئی ہو۔ یعنی حضرت ہشام دستوائی کا اور حضرت شاذان بن فیاض فرماتے ہیں کہ حضرت ہشام دستوائی رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ آپکی آنکھیں خراب ہو گئیں اور حضرت ہشام فرمایا کرتے تھے کہ کاش! ہم حدیث شریف کی روایت کرنے سے چھوٹ جاتے اور فرمایا مجھے عالم پر تعجب ہے کہ وہ کیونکر سنتا ہے۔

حکایت (۵۷۹) حضرت فلاں کہتے تھے کہ حضرت ابو محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کو ان کی سچائی کی وجہ سے مصحف کہا جاتا تھا۔ اور حضرت یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ اسلام کی علامت تھے۔ اور حضرت جرمی کہتے ہیں کہ حضرت اعمش نے اپنے پیچھے اپنے سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والا نہیں چھوڑا۔ اور حضرت وکیع نے فرمایا حضرت اعمش تتر سال کے قریب ایسے رہے کہ ان سے تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی۔

حکایت (۵۸۰) حضرت ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو حازم سلمہ ابن دینار مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے مثل ان کے زمانے میں کوئی نہ تھا۔ اور عبد الرحمن ابن زید ابن مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ حکمت اس کے منہ میں ابو حازم سے زیادہ قریب ہو اور یعقوب بن عبد الرحمن نے حضرت ابو حازم سے روایت کی ہے، فرمایا جس کام سے موت تیرے نزدیک ناپسند ہوتی ہے وہ کام چھوڑ دینا پھر تجھے ضرر نہیں جب کبھی تو مرے، اور ابو عثمان محمد مطرف فرماتے ہیں کہ مجھے ابو حازم نے خبر دی، فرمایا جب بندہ اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان کا تعلق ٹھیک اور اچھا کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا تعلق لوگوں کے ساتھ بھی اچھا فرما دیتے ہیں اور جب اللہ کے اور اپنے درمیان کا تعلق بگاڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے تعلقات بھی بگاڑ دیتے ہیں۔ ایک کارا صنی اور خوش کر لینا سارے لوگوں کے خوش کرتے پھرنے سے اچھا ہے۔ اور خلیفہ ہشام نے ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اس کام سے نجات کی کیا صورت ہے یعنی بادشاہت میں کوئی گرفت نہ ہو۔ فرمایا آسان ہے، سوائے حلال کے کوئی شے نہ لی جائے اور اسے حق کے سوا کہیں خرچ نہ کرے، یہ بہتر ہے اس شخص کے واسطے

جس کی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی ہے۔ اور خواہش نقصانی سے سلامت رکھا ہے۔ اور
نفس اس کا فقیہ ہو گیا ہے۔

حکایت (۵۸۱) حضرت یزید ابن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ
میں کسی اپنے بھائی کو اپنے اوپر دوبارہ خفا ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ جس بات کو وہ ناپسند کرتا ہے میں اسے
سوچ کر چھوڑ دیتا ہوں۔

حکایت (۵۸۲) حضرت سعید ابن عفیر ابو خالد مروی نے فرمایا کہ ریان ابن عبد العزیز
نے حضرت یزید ابن ابی حبیب کے پاس قاصد بھیجا کہ میرے پاس آؤ میں کچھ علمی سوال کرنا چاہتا ہوں
آپ نے اس کے جواب میں کہا بھیجا تم ہی میرے پاس آ جاؤ کیونکہ تمہارا میرے پاس آنا تمہارے واسطے
بہتر ہے، اور میرا تمہارے پاس آنا تمہارے حق میں عیب ہے۔

حکایت (۵۸۳) حضرت ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن منکدر صحابہ
صدق تھے، آپ کے پاس صالحین جمع ہوتے تھے، اور حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن منکدر
حافظ حدیث تھے، اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن منکدر نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی سماعت کی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن
منکدر سید القراء تھے، میں کہتا ہوں آپ کے ثقہ اور علم و عمل میں مقدم ہونے پر اجماع ہے،
اور آپ عطاء رضی اللہ عنہ کے طبقہ میں ہیں، لیکن آپ کی وفات دیر میں ہوئی نقل ہے کہ ایک
شب حضرت منکدر نے تہجد پڑھی اور بہت روئے، آپ سے بھائیوں نے دریافت کیا
فرمایا میں نے یہ آیت تلاوت کی تھی۔ وَبَدَّ الْوَجْهَ مِنْ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتَى بِشَيْءٍ مِنَ اللَّهِ

یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ سے ظاہر ہوگی جسکا وہ گمان نہیں کرتے تھے، نقل ہے، جب
آپ کی وفات قریب ہوئی تو بہت گھبرائے اور فرمایا میں اس آیت سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ایسی بات ظاہر ہو جس کا میں گمان نہیں کرتا ہوں۔ حضرت ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ ابن
منکدر کا ایک ہمایہ مبتلا سے مصیبت تھا اور حضرت ابن منکدر جب اپنے ہمایہ کی مصیبت
زود آواز سنتے تو شکر کے ساتھ آواز بلند کرتے اور حضرت ابن منکدر سے روایت ہے،
فرمایا میں نے اپنے نفس پر چالیس سال تک مصیبت جھیلی اور میں نے ابو الفضل اسدی
سے سنا ہے اور انہوں نے ابن علیل سے کہ ان کو ابو المکارم معدل نے خبر دی ہے اور
ان سے ابو علی مقبری نے بیان کیا اور ان سے ابو نعیم نے اور ان سے ابو علی صواف نے اور

ان سے ابو اسمعیل ترمذی نے اور ان سے عبد العزیز اویسی نے اور ان سے امام مالک نے بیان کیا کہ ابن منکدر سید القراء تھے۔ جب کبھی کوئی ان سے حدیث دریافت کرتا تھا تو روتے تھے۔

حکایت (۵۸۴) غالب قطان نے بکر ابن عبد اللہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں جو شخص اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عابد دیکھنا چاہے تو ثابت بنانی کو دیکھے، ہم نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو ان سے زیادہ عابد ہو۔ اور جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا حافظ دیکھنا چاہے تو قنابہ کو دیکھے اور روح نے شعبہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ دن رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اور حماد ابن زید نے فرمایا کہ میں نے ثابت بنانی کو روئے دیکھا حتیٰ کہ ان کی پللیاں ادھر سے ادھر گئیں اور جعفر ابن سلیمان نے فرمایا کہ حضرت ثابت بنانی اس قدر روئے قریب تھا کہ انکی آنکھیں جاتی رہیں، انہیں رونے کی نسبت نصیحت کی گئی، فرمایا آنکھیں نہ روئیں تو ان میں خوبی ہی کیا ہے۔ اور اس کے تدارک سے انکار کیا۔

حکایت (۵۸۵) حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے طلب علم میں نشوونما پائی آپ کے والد ماجد فقیر تھے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو سو سو کے بعد دیکرے دیا کرتے تھے۔ اور حضرت امام مزنی فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کی اتباع میں سب فقہاء سے بڑھے ہوئے ہیں اور حضرت یحییٰ ابن یحییٰ تمیمی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف کو سنا کہ اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ میں نے جن قدر فتوے دیئے ہیں ان سب سے میں نے رجوع کیا مگر وہ جو کتاب و سنت کے موافق ہیں، ایک روایت میں ہے مگر وہ جو قرآن شریف میں ہے، اور مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے۔ اور ابو اسحق ابراہیم ابن ابی داؤد برنسی نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، فرمایا اصحاب الرائے میں امام ابو یوسف سے زیادہ حدیثیں جانتے والا اثبت دوسرا کوئی نہیں ہے۔

حکایت (۵۸۶) اور حضرت عباس نے ابن معین سے روایت کی ہے، فرماتے تھے

کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب حدیث اور صاحب سنت تھے اور حضرت ابن سماعہ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بعد قاضی ہونے کے دن میں دو سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور امام احمد فرمایا کہ ابو یوسف حدیث میں حکایت (۵۸۷) حضرت امام زہری فرماتے ہیں کہ والد میں حضرت عبداللہ ابن مبارک سے حُبّ فی اللہ رکھتا ہوں اور ان کی محبت پر ثواب کی امید رکھتا ہوں کیوں کہ انہیں حق تعالیٰ نے تقویٰ، عبادت، اخلاص، جہاد، وسعت علم، اتقان جو انہی سارے صفات حمیدہ عطا فرمائے تھے۔

حکایت (۵۸۸) حضرت شعیب ابن حرب فرماتے ہیں اگر میں اپنی ساری ہمت و کوشش صرف کروں اور چاہوں کہ سال میں تین دن حضرت عبداللہ ابن مبارک کے مثل ہو جاؤں تو میں نہیں ہو سکتا۔ اور ابو اسامہ فرماتے ہیں کہ ابن مبارک حدیث میں امیر المؤمنین ہیں اور حضرت حسن ابن علیؑ ابن ماسر جس فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب جمع ہوئے انہوں نے کہا کہ حضرت کے عبادات کا شمار کرو، کہا ان میں بہت سی عادتیں جمع ہیں۔ علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، زہد، شجاعت، کشائش، فصاحت، قیام بیل، عبادت حج، غزو، بیکار باتوں سے بچنا، انصاف اور اپنے اصحاب سے خلاف کم کرنا۔

حکایت (۵۸۹) حضرت علی ابن حسن ابن شقیق فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک شب مسجد سے نکلنے کے قصد سے اٹھ کھڑا ہوا وہ رات بہت سرد تھی، آپ نے مجھ سے ایک حدیث کا ذکر فرمایا، میں نے بھی ایک حدیث بیان کی پھر آپ حدیث شریف کا تذکرہ فرماتے رہے، حتیٰ کہ مؤذن صبح کی اذان کے واسطے آپ ہو بچا۔ اور اس نے اذان کہی۔

حکایت (۵۹۰) حضرت نعیم ابن حجاج فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک جب کتاب الزہد پڑھتے تھے تو ایسا حال ہوتا تھا کہ مثل ذبح کئے ہوئے بیل کے ٹڑپتے تھے اور کلام نہیں کر سکتے تھے۔

حکایت (۵۹۱) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے سن ابن عبدالوہاب وراق نے فرمایا کہ اپنے والد عبدالوہاب وراق کو میں نے کبھی نہتے ہوئے نہیں دیکھا صرف مسکراتے تھے نہ میں نے کبھی انہیں دلگی کرتے دیکھا۔ ایک بار مجھے میری والدہ کے

ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے صاحب قرآن ایسا ہنستا ہے۔ اور حضرت امام احمد بن حنبل نے حضرت عبد الوہاب کا ذکر کیا، فرمایا خدا انہیں عافیت دے دیا آدمی بہت کم دیکھا گیا ہے میں کہتا ہوں وہ امام احمد کے ساتھ بہت خصوصیت رکھتے تھے اور حضرت مروزی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمد سے سنا فرماتے تھے کہ عبد الوہاب بہت صالح آدمی ہے انہیں کاسا آدمی کا حق کے پانے کی توفیق عطا کیا جاتا ہے۔

حکایت (۵۹۲) حضرت حاکم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر ابن علق سے سنا ہے فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو اپنے پیچھے خراسان میں ابو عیسیٰ کے مثل کسی کو نہ چھوڑا نہ علم میں نہ حفظ میں نہ اتنا اور زہد میں حضرت ابو عیسیٰ خوف الہی سے اس قدر روئے کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں اور کئی سال تک نابینا رہے۔

حکایت (۵۹۳) حضرت ابو بکر ضعی فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ابن نصر امام وقت ہیں، ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کوئی میری نظر سے نہیں گذرا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ نماز میں ایک بھڑان کی پشانی پر آبیٹھی اور اس کے ڈنک لگانے سے خون بہنے لگا۔ مگر آپ نے حرکت نہیں کی۔ اور ابن حزم فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ابن نصر کے کان پر نماز میں کبھی بیٹھ جاتی اور خون بہنے لگتا لیکن اسے ہنکاتے نہ تھے ان کی نماز کی خوبی اور ان کے خضوع و خشوع سے ہم تعجب کرتے تھے۔ وہ اپنی تھوڑی کو سینہ پر رکھ کر مثل لکڑی کے کھڑے ہوتے تھے۔ اور بہت خوبصورت تھے، گویا ان کے چہرے پر انار کے دانے پھوڑ دیئے گئے ہیں۔ ریش مبارک سفید تھی۔

حکایت (۵۹۴) حضرت محمد ابن عبد الوہاب ثقفی فرماتے ہیں کہ اسمعیل ابن احمد والی خراسان حضرت محمد ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ کو سال میں چار ہزار درہم عطا کرتے تھے اور ان کے بھائی اسحاق ابن احمد بھی اسی قدر دیا کرتے تھے، اور اہل مرقند بھی اسی قدر دیا کرتے تھے۔ وہ سارا آپ بدون خیال کے خرچ کر دیا کرتے تھے لوگوں نے کہا اگر آپ جمع کریں تو اچھا ہو۔ فرمایا مجھے قوت مصر میں ملتی ہے اور کپڑے اور کاغذ میں میرا خرچ سال میں بیس درہم ہیں اور ہمارا گمان یہ ہے کہ اگر یہ جاتا رہا تو وہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضرت سلیمان فرماتے ہیں کہ حافظ محمد ابن نصر امام وقت آسمان سے توفیق دیئے گئے ہیں۔

حکایت (۵۹۵) حضرت محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے مکہ مستطرد کے ارادے سے چلا، میرے ساتھ میری ایک لونڈی تھی کشتی غرق ہو گئی اور دو ہزار ہزار جلتے رہے، اور میں اور وہ لونڈی ایک جزیرے میں جا پہنچے، وہاں ہمیں کوئی نہ ملا، اور مجھے شدت کی پیاس لگی اور پانی میسر نہ ہو سکا، میں لونڈی کی ران پر سر رکھ لے رضاے موت میں لیٹ گیا۔ ناگاہ ایک شخص میرے پاس ایک پانی سے بھرا ہوا کوزہ لے آیا، میں نے بھی پانی پیا اور لونڈی کو بھی پلایا، پھر وہ شخص چلا گیا، نہ معلوم وہ کہاں سے آیا تھا۔

حکایت (۵۹۶) وزیر ابو الفضل بلہی کہتے ہیں کہ میں نے وزیر اسمعیل بن احمد سے سنا، کہتے تھے کہ میں سمرقند میں تھا، اور ظلم پر آمادہ ہو بیٹھا تھا، ناگاہ محمد بن نصر داخل ہوئے میں ان کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہو گیا جب وہ نکلے تو مجھ پر میرے بھائی اسحاق خفا ہوئے اور کہا کہ رعیت کے آدمی کے واسطے تو کھڑا ہوتا ہے، میں رات کو سویا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میرے ساتھ میرا بھائی بھی تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور میرا بازو پکڑ کے فرمایا، تیری اور تیری اولاد کی سلطنت محمد بن نصر کو تعظیم دینے کی وجہ سے ثابت ہو گئی اور تیرے بھائی کی سلطنت محمد بن نصر کے استیفاء کی وجہ سے جاتی رہی۔

حکایت (۵۹۷) حضرت بقی ابن مخلد ثقہ تھے، حجت تھے، عابد صالح، مجتہد، یاد الہی میں رونے والے تھے، اپنے زمانہ میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے، یہ احمد بن ابی خنیس نے بیان کیا ہے کہ ہم ان کو کمنہ کے نام سے پکارتے تھے۔ یعنی پناہ کی جگہ۔

حکایت (۵۹۸) حضرت عبدالملک قرظی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت بقی ابن مخلد طویل القامت مالدار تھے ڈاڑھی والے بہت صبر کرنے والے تھے، بہت متواضع تھے جنازہ میں ضرور شریک ہو کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ اس کے طلب علم کے زمانے میں اس کی خوراک کے واسطے کچھ نہیں ملتا تھا اور عرف کرنب کے پتوں پر اس کی اوقات بسر ہوتی تھی وہ شخص خودی ہی تھے۔ (اخفاہ حال کی وجہ سے غائبانہ کلام کیا، صحیح)

حکایت (۵۹۹) حضرت بقی ابن مخلد سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں جس کسی کے پاس گیا پیدل

اپنے پاؤں سے چل کر گیا، اور بھی ان سے بہت سی نیکیاں اور عبادات اور ایثار منقول ہیں حتیٰ کہ اپنا کپڑا بھی دیدیتے تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔

حکایت (۶۰۰) نقل ہے کہ حضرت یحییٰ ابن مخلد ہر شب تیرہ رکعتوں میں سارا قرآن شریف ختم کرتے تھے، اور ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔ اور ستر غزوں میں شریک ہوئے تھے۔

حکایت (۶۰۱) حضرت ابو حاتم رازی فرماتے ہیں کہ میں سنہ ۲۱۲ ہجری میں بصرہ میں رہا حتیٰ کہ اپنے کپڑے بیچے، وہ بھی ختم ہو گئے تو دو دن بھوکا رہا۔ اور اپنے ایک دوست سے ذکر کیا، انہوں نے کہا میرے پاس ایک دینار ہے، چنانچہ انہوں نے نصف دینار مجھے عنایت کیا۔ ایک بار ہم دریا سے اترے تو ہمارا توشہ ختم ہو چکا تھا، تین دن تک ہم چلے اور کچھ نہ کھایا ہم نے اپنے آپ کو گرا دیا، ہم میں ایک بوڑھا آدمی تھا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہم نے اسے آن کے ہلایا تو اس میں ہوش ہی نہ تھے۔ انہیں چھوڑ کر ہم ایک فرسخ آگے گئے تو میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور میرا ساتھی آگے گیا تو ایک کشتی دیکھی وہ لوگ ساحل پر اترے اس نے کپڑے کے اشارے سے بلایا انہوں نے آگے سے پانی پلایا، اس نے کہا میرا دو ساتھی ہیں ان کی بھی مدد کرو، میں ہوش ہو گیا تھا، ناگاہ ایک شخص نے میرے منہ پر پانی چھڑکا پھر پانی پلایا پھر اس بوڑھے کے پاس گئے، ہم کئی روز تک وہاں رہے۔ حتیٰ کہ سانس لوٹ آئی۔ (المذاکر طلب علم کے واسطے کس قدر مصیبتیں برداشت کرتے تھے ۱۲) صحیح ترجمہ

حکایت (۶۰۲) حضرت احمد بن سلمہ نیشاپوری فرماتے ہیں کہ حضرت ہناد رضی اللہ عنہ بہت گریہ و زاری کرتے تھے، ایک روز ہمیں بڑھا کر اٹھے پھر وضو کر کے مسجد میں آئے اور زوال تک نماز پڑھتے رہے، میں ان کے ہمراہ مسجد میں تھا، پھر گھر گئے اور وضو کر کے آئے اور ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور عصر تک نماز پڑھتے رہے اور قرآن شریف بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ اور بہت روتے تھے۔ پھر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن میں دیکھ کر پڑھنے لگے پہان تک کہ میں نے مغرب کی نماز پڑھ لی۔ میں نے ان کے ہمسایہ کے ایک شخص سے کہا کہ یہ شخص عبادت پر کس قدر صابر ہے اس نے کہا ستر برس سے یہ ان کی عبادت ہے اگر تم ان کی شب کی عبادت دیکھو گے تو کیا کہو گے کبھی نکاح نہیں کیا۔ نہ کوئی لونڈی خرید کر رکھی، انہیں راہب کو فہمیت تھی۔

حکایات منتخب از کنز العمال

حکایت (۶۰۳) مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ کو ساتھ لے کر ہجرت کی اور انہیں لے کر ایک شہر میں پہنچے جہاں کوئی بادشاہ یا کوئی ظالم تھا اس سے کہا گیا کہ حضرت ابراہیم ایک عورت کو لے کر جا رہے ہیں جو نہایت حسین اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اس نے آپ کے پاس دریافت کے واسطے آدمی بھیجا کہ اے ابراہیم یہ عورت کون ہے جو تمہارے ہمراہ ہے۔ آپ نے فرمایا میری بہن ہے پھر حضرت سارہ کے پاس پہنچے اور فرمایا مجھے جھوٹا مست کھجوا، میں نے لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ تم میری بہن ہو، واللہ زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ بس تم میری دینی بہن ہو۔ چنانچہ اس ظالم نے آدمی بھیج کر حضرت سارہ کو اپنے پاس بلوایا۔ اور آپ کے پاس جانے کا قصد کیا، آپ نے بھی وضو کر کے نماز شروع کر دی اور کہا اے اللہ! میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنے نفس کو زوج کے سوا اوروں سے محفوظ رکھا ہے تو تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر، اسی وقت وہ دبایا گیا اور پاؤں مارنے لگا، پھر حضرت سارہ نے کہا، اے اللہ اگر مجھے تو لوگ کہیں گے کہ اس نے اسے قتل کیا ہے۔ یہ کہتے ہی وہ فوراً چھوڑ دیا گیا۔ پھر دوبارہ اس نے آپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا، پھر آپ نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی کہ اے اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے نفس کو زوج کے سوا اوروں سے بچائے رکھتی ہوں تو تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر، پھر وہ دبایا گیا اور زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ پھر آپ نے کہا، اے اللہ اگر یہ مجھے مر جائے گا لوگ کہیں گے اس نے قتل کیا ہے۔ پھر چھوڑ دیا گیا، اس بادشاہ نے لوگوں سے کہا، واللہ تم میرے پاس شیطان کو لائے ہو اسے ابراہیم ہی کو لوٹا دو اور ہاجرہ کو انہیں دے دو۔ چنانچہ حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچیں اور کہا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو کس طرح ذلیل کیا اور ایک لونڈی خدمت کے واسطے عطا کی۔ (بخاری نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے)

حکایت (۶۰۴) مروی ہے کہ حضرت نبی اللہ ایوب علیہ السلام پر اٹھارہ سال

تک مصیبت رہی اور آپ بلا میں مبتلا رہے اپنے بیگانوں نے آپ کو چھوڑ دیا مگر ان کے
 بھائیوں میں سے دو آدمی جو زیادہ خصوصیت رکھتے تھے وہ صبح و شام آپ کے پاس آیا
 کرتے تھے ان میں ایک دن ایک نے دوسرے سے کہا تم چلتے ہو، حضرت ایوب علیہ السلام
 نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے جو دنیا میں کسی نے نہیں کیا ہے دوسرے ساتھی نے کہا وہ کیا ہے
 اس نے کہا اٹھارہ سال سے اللہ نے ان پر رحم نہ کیا اور ان کی بلا دفع نہ فرمائی۔ جب حضرت
 ایوب کے پاس دونوں پہنچے تو اس سے صبر نہ ہوا اور حضرت ایوب علیہ السلام سے وہ
 واقعہ بیان کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا تم جو کچھ کہہ رہے ہو ویسا گناہ تو کوئی
 مجھے معلوم نہیں البتہ میں دو شخصوں پر گذرتا تھا جو آپس میں لڑتے تھے پھر اللہ کا ذکر
 کرتے تھے، میں ان سے انکار کر کے اپنے گھر لوٹ آتا تھا مجھے یہ بڑا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ
 تعالیٰ کا ذکر بے موقع کیا جائے۔ آپ قضاء حاجت کو جاتے تھے، جب فارغ ہوتے تو
 آپ کی بی بی صاحبہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ پر پہنچاتیں، ایک دن آپ نے دیر لگائی
 اور حق تعالیٰ نے آپ پر اس جگہ پر جہاں آپ قضاء حاجت کو گئے تھے وحی نازل فرمائی
 کہ اپنا پاؤں زمیں پر مارے یہ ٹھنڈا پانی ہے غسل کے واسطے، اور پینے کے واسطے۔ بی بی
 صاحبہ دیر تک آپ کے انتظار میں کھڑی رہیں، آپ جب ان کے سامنے آئے تو حق تعالیٰ
 نے آپ کی بلا دفع کر دی تھی اور پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو رہے تھے۔ جب بی بی صاحبہ
 نے آپ کو دیکھا تو کہا خدا تم میں برکت کرے تم نے اللہ کے نبی ان مصیبت زدہ ایوب
 کو بھی کہیں دیکھا، واللہ جب وہ تندرست تھے تو تم سے زیادہ کوئی ان کے مشابہ نہ تھا
 آپ نے فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ آپ کے یہاں دو خزانے تھے ایک میں گہوں اور ایک
 میں جو رہتا تھا۔ حق تعالیٰ نے دوا بر بھیجی ان میں سے ایک نے گہوں کے خزانے پر
 پہنچ کر اس پر سونا برسایا یہاں تک کہ وہ خزانہ بھر گیا اور باہر نکلنے لگا اور دوسرے
 ابر نے جو کے خزانے پر پہنچ کر اس پر چاندی برسائی حتیٰ کہ وہ بھر گیا اور اس میں
 سے بھی باہر نکلنے لگا۔ اس کو ابن حبان نے مستدرک میں اور دیلمی
 نے السنن سے روایت کیا ہے۔

حکایت (۶۰۵) حضرت حن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں
 کہ میں نے بصرہ کی جامع مسجد میں ایک مجلس پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ چند اصحاب نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم وہاں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زہد کا اور انہی سے جو اسلام کو فتوحات ہوئیں ان کا اور ان کی عادات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ میں ان کے پاس گیا تو ان میں حضرت ابن قیسؓ بھی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ بیٹھے تھے، میں نے ان سے سنا فرماتے تھے کہ ہم کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک فوج میں عراق کو روانہ کیا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے عراق کو فتح کیا اور شہر فارس کو بھی فتح کیا۔ وہاں ہمیں فارس و خراسان کے کپڑے ملے وہ کپڑے بھی ہم نے ساتھ لے گئے اور ہم نے ان میں سے پہنے۔ جب ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئے تو آپ نے ہم سے منہ پیر لیا اور کچھ کلام ہم سے نہ کیا۔ یہ بات اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی گراں گذری اور ہم آپ کے صاحبزادے عبداللہ ابن مگر کے پاس گئے وہ مسجد ہی میں بیٹھے تھے اور ان سے اس ظلم کی شکایت کی جو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہم پر ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ نے ہم سے کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ امیر المؤمنین نے تم پر ایسا لباس دیکھا جسے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا نہ آپ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہنا یہ سن کر ہم لوگ اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور ان کپڑوں کو اتار کر اپنے معمولی استعمال کے کپڑے جنہیں آپ پہلے دیکھتے تھے پہنے اور پھر آپ کے یہاں حاضر ہوئے ہمیں دیکھ کر آپ کھڑے ہو گئے اور اس طرح ایک ایک کو دیکھ کر سلام کیا اور ایک ایک سے معافی لیا گویا آپ نے ہم سے اس سے پہلے ملاقات ہی نہیں کی یہ دیکھا۔ ہم نے مال غنیمت آپ کے سامنے پیش کیا، آپ نے ہمارے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیا۔ اس غنیمت میں ایک قسم کی سرخ و زرد روٹی جو ضبیص کی قسم سے تھی آپ کے سامنے پیش ہوئی آپ نے اسے چکھا تو وہ بہت خوش ذائقہ اور خوشبودار تھی آپ ہمارے طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین و انصار اس کھانے پر تم میں بٹیا باپ کو اور بھائی بھائی کو قتل کرے گا پھر آپ کے حکم سے وہ کھانا ان مہاجرین و انصار کی اولاد کو پہنچایا گیا جن کے باپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شہید ہوئے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور منہ پھیر کر چلے اور انہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے، اے گروہ مہاجرین و انصار اس شخص کے زہد و تقویٰ کو اور گلے کو کیا دیکھتے ہو جب سے کہ حق تعالیٰ نے اس شخص کے ہاتھ سے کسری اور قیصر کا ملک اور اطراف مشرق و مغرب کو

فتح کیا ہے اور عرب و عجم کے وفدان کے پاس آتے ہیں اور انہیں اس حالت میں دیکھتے ہیں
 کہ ان کے بدن پر یہ جبہ ہے جس میں بارہ پوئیاں لگے ہیں تو ہم اپنی نظریں خود حقیقہ و ذلیل نظر آنے
 لگتے ہیں، اور تم انے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے لوگ ہو آپ کے ساتھ لڑائی
 میں اور شاہد میں شریک رہنے والے ہو۔ اور مہاجرین و انصار میں سبقت رکھنا لے ہو، اگر
 آپ لوگ درخواست کریں کہ وہ اس جبہ کے بجائے کوئی نرم کپڑا پہنیں جس میں ان کی ہیبت
 اور رعب ظاہر ہو اور صبح و شام ان کے سامنے کھانے کا خوان پیش ہو اگر سے جس میں حاضرین
 مہاجر و انصار بھی شامل ہو اگر میں تو مناسب ہو سب نے بالاتفاق کہا کہ کام یا تو علی ابن ابی
 طالب کر سکتے ہیں جو آپ کے خسر ہیں اور آپ کے سامنے جرأت بھی کر سکتے ہیں یا آپ کی
 صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کر سکتی ہیں، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ
 مطہرہ ہیں اور حضور کی زوجہ ہونے کے لحاظ سے یہ کام ان کے مناسب ہے۔ چنانچہ حضرت
 علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا تم ازواج مطہرات میں سے
 کسی سے کہلو اور کیونکہ وہ امہات المؤمنین ہیں وہ آپ پر جرأت کر لیتی ہیں۔ حضرت احنف
 ابن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس بارے میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ
 عنہما سے کہا گیا، وہ دونوں ایک ہی جگہ جمع تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا
 اس کا امیر المؤمنین سے سوال کروں گی اور حضرت حفصہ نے فرمایا میری رائے میں وہ ایسا
 نہیں کریں گے۔ اور عنقریب یہ امر واضح ہو جائے گا۔ چنانچہ دونوں حضرت امیر المؤمنین کے
 پاس تشریف لے گئیں، آپ نے انہیں اپنے قریب بلایا حضرت عائشہ نے فرمایا، امیر المؤمنین
 مجھے اجازت ہے کہ میں آپ سے کچھ کہوں، فرمایا اے ام المؤمنین فرمائیے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اپنے ہی راستے پر سدھارے اور اللہ کی جنت اور رضامندی کی طرف تشریف لے گئے
 نہ دنیا نے آپ کا قصد کیا نہ آپ نے دنیا کا قصد کیا۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
 بھی آپ کے نقش قدم پر آپ کی سنت کو زندہ کر کے اور کذابوں کو قتل کر کے، ان کے
 جھوٹے دلائل کو پامال کر کے رعیت میں عدل و انصاف کر کے اور برابر کی تقسیم کر کے اپنا
 راستہ سنبھالا اور حق تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت اور رضوان کی طرف اٹھایا اور اپنے نبی
 کے ساتھ انہیں رنج و اعلیٰ مکان میں پہنچا دیا نہ انہوں نے دنیا طلب کی نہ دنیا نے انہیں
 طلب کیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں سے کسری اور قیصر کے خزانے اور ملک فتح کئے

اور ان کا مال تمہارے پاس اٹھا کر لایا گیا، اور اطراف مشرق و مغرب تمہارے تابع ہو گئے اور آپ کو اللہ سے اور زیادتی کی امید ہے اور اسلام میں تائید ہے عجم سے قاصد آپ کے پاس آتے ہیں اور عرب کے وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ یہ جبہ پہنتے ہوتے ہو جس میں بارہ پیوند لگے ہیں اگر اس کے بجائے کوئی نرم کپڑا آپ پہنیں جس میں آپ کی کمیت اور رعب ظاہر ہو اور صبح و شام آپ کے سامنے دسترخوان چنا جائے جس پر حاضرین مہاجر و انصار شریک ہوں تو مناسب ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت رونے پھر فرمایا، خدا کے واسطے میں تم سے پوچھتا ہوں، کیا تم جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دس دن تک پیٹ بھر کے گہوں کی روٹی کھائی ہے یا پانچ دن تک یا تین دن تک یا صبح و شام دونوں وقت کھائی ہے اپنی وفات تک، فرمایا نہیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا زمین سے ایک بالشت اونچے دسترخوان پر بھی پیش ہوا، آپ کے حکم سے کھانا زمین پر رکھا جاتا تھا اور خواجہ اٹھایا جاتا تھا، دونوں نے کہا ہاں بے شک پھر فرمایا ان سے، تم دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہو اور مہمات المؤمنین ہو تمہارا مسلمانوں پر حق ہے اور مجھ پر خصوصیت کے ساتھ لیکن تم میرے پاس آئی ہو اور مجھے دنیا کی ترغیب دلاتی ہو اور میں جانتا ہوں کہ نبی علیہ السلام نے اُن کا جبہ پہنا ہے، کبھی کبھی اس کی سختی سے آپ کی جلد مبارک چھل جاتی تھی کیا نہیں یہ بھی معلوم ہے۔ انہوں نے کہا ہاں بیشک، فرمایا تم جانتی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جبہ پہنے اسی کے ایک جانب کو بستر کر کے لیٹ جاتے تھے اور اسے عائشہ آپ کے گھر میں ایک ٹاٹ تھا جس کا دن میں فرش کیا جاتا تھا اور شب کو اسی کا بستر بنا کے آپ لیٹ جاتے تھے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تو آپ کے پہلو پر پورے کے نقش پڑے ہوئے دیکھتے، اسے حفصہ یاد کر دیتے تم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک بار تم نے کسی نرم بستر کی حضرت سے تعریف کی اس کی نرمی دیکھ کر آپ اس پر سو گئے تو صبح بلاں کی اذان سن کر اٹھے اور تم سے فرمایا اسے حفصہ تم نے یہ کیا کیا مجھ سے رات جھوٹے کی تعریف کی حتیٰ کہ صبح تک میں نیند میں رہا۔ مجھے دنیا کی کیا حاجت ہے۔ مجھے کیوں تم نے نرم بستر میں مشغول کر دیا۔ اسے حفصہ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

انکے پچھلے گناہ بخش دئے گئے تھے، آپ نے بھوکے رات گزاری اور سجدے میں سوئے اور ہمیشہ رکوع میں سجدے میں اور روتے میں اور گریہ و زاری میں رات و دن مشغول رہے حتیٰ کہ آپ کو حق تعالیٰ نے اپنی رحمت و رضوان کی طرف بلایا، اگر عمر اچھا کھانا نہ کھائے اور نرم لباس نہ پہنے تو وہ اپنے صاحبین کی اقتدا پر ہے۔ دو سالن ملا کر سوائے نیک اور تیل کے کبھی حج نہیں کرے گا۔ اور گوشت مہینہ میں ایک بار کھائے گا یہاں تک کہ دن گزارے گا، جیسا کہ قوم کے اور لوگ گزارتے ہیں۔ دونوں یہ سن کر وہاں سے نکل آئیں اور اس کلام کی اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور آپؐ اسی حالت پر رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے انتقال فرمایا۔ اسے ابن عبد کرس نے روایت کی ہے۔ مرفوع۔

حکایت (۶۰۶) حضرت امیر ابن جابر سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک محدث تھے جو ہمیں حدیثیں سنایا کرتے تھے۔ جب وہ حدیث سنا چکے تو لوگ ادھر ادھر ہو جاتے اور ایک جماعت منجھی رہتی تھی جس میں ایک شخص ہوتے تھے جو ایسی باتیں کیا کرتے تھے کہ وہ کلام کسی کو کرتے ہیں نے نہیں سنا۔ میں بھی ان کی باتیں سنا کرتا تھا۔ پھر وہ غائب ہو گئے میں نے ساتھیوں سے کہا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جو ہمارے پاس بیٹھا کرتا تھا جس کی ایسی حالت تھی ان میں سے ایک نے کہا ہاں میں انہیں جانتا ہوں وہ اوس قرنی میں نے پوچھا کیا تم ان کا گھر بھی جانتے ہو، اس نے کہا ہاں میں اس شخص کے ساتھ گیا اور اس کا حجرہ کھٹکھٹایا وہ میرے پاس حجرے سے نکل کر آئے میں نے کہا بھائی صاحب کس چیز نے آپ کو ہم سے روکا فرمایا برہنگی نے۔ میرے ساتھی ان سے تمسخر کیا کرتے تھے اور انہیں ستاتے تھے میں نے کہا یہ چادر لو اور اسے اوڑھو، کہا ایسا نہ کرو کیونکہ وہ لوگ مجھے ستائیں گے جب یہ چادر اوڑھے مجھے دیکھیں گے۔ میں نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے اوڑھ لی اور لوگوں کے پاس سجدے میں آئے تو ان لوگوں نے کہا کون ہے جس نے اسے چادر دے کر بہکا یا ہے یہ نہ کہ وہ میرے پاس آئے اور چادر رکھی اور کہا کیا تو نہیں دیکھتا ہے لوگوں کو چنانچہ میں مجلس میں آیا اور کہا۔ اس شخص سے تم کیا چاہتے ہو، اسے ایذا دیتے ہو، ایسے شخص کو جو کبھی پہنتا ہے کبھی برہنہ رہتا ہے، میں نے انہیں خوب ہی برا بھلا کہا۔ اتفاقاً اہل کوفہ کا مدین کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو اوس قرنی سے تمسخر کیا کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم میں کوئی قرنی بھی یہاں ہے۔ اس شخص تمسخر

کرنے والے کو لایا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ ایک شخص مین سے ہمارے پاس آئے گا جس کا نام اولیں ہو گا جس کا مین
 میں ماں کے سوا کوئی نہ ہو گا اس میں سپیدی تھی انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے
 ان سے وہ سپیدی دور کر دی صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے تم میں جو اس سے ملے تو
 تو اس سے اپنے واسطے دعا کے معصرت کرائے اس حدیث شریف کو بیان فرما کے حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ شخص مین سے ہمارے یہاں آیا میں نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں
 سے آئے ہو انہوں نے کہا مین سے، پوچھا تمہارا کیا نام ہے، انہوں نے کہا اولیں میں نے
 کہا مین میں کسے چھوڑ آئے ہو کہا صرف اپنی ماں کو بھر میں نے پوچھا کیا تم میں سپیدی تھی اور تم
 نے دعا کی تو وہ جاتی رہی اور اللہ نے تم سے دور کی کہا ہاں، میں نے کہا میرے واسطے دعا کے
 معصرت کرو، کہا کیا میرے جیسا آدمی آپ کے واسطے اے امیر المؤمنین استغفار کرے۔ پھر
 حضرت عمر نے فرمایا کہ انہوں نے میرے واسطے معصرت کی دعا کی، میں نے کہا تم میرے
 بھائی ہو مجھ سے جدا ہونو مگر وہ نرمی کے ساتھ میرے پاس سے چلے گئے اب مجھے خبر ملی ہے کہ
 وہ تمہارے یہاں کو فہ میں آگئے ہیں۔ وہ شخص جو حضرت اولیں سے تمسخر کیا کرتا تھا اور
 حقارت کرتا تھا اس نے کہا کہ یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے نہ ہم اسے جانتے ہیں۔ حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تم میں ہے اور اس کی حالت یہ ہے اور ان کی حقیر حالت بیان
 فرمائی تو اس نے کہا، اے امیر المؤمنین ہم میں اولیں نامی ایک شخص ہے جس سے ہم تمسخر کرتے
 ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جلدی سے انہیں پالو اور انہیں راضی کر لو شاید تم کو بخش
 کر کے انہیں نہ پاؤ گے۔ جب وہ شخص لوٹ کے کو فہ آیا تو اپنے گھر جانے سے پہلے حضرت اولیں
 کے پاس گیا، اپنے فرمایا یہ تو تیری عادت نہ تھی تجھے کیا ہوا اس نے کہا کہ مین نے حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ کو تمہارے حق میں ایسا ایسا کہتے سنا ہے اے اولیں میرے واسطے معصرت کی
 دعا کرو، اپنے فرمایا کہ میں ایسا تو جب کرونگا کہ تم شرط کرو کہ مجھ سے تمسخر نہیں کرو گے اور حضرت
 عمر کا قول کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔ پھر اس کے واسطے دعا کے معصرت کی۔ اسیر ابن جابر اس کے
 راوی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں چند ہی روز گذرے تھے کہ یہ خبر کو فہ میں شہور ہو گئی، میں آپ کے
 پاس گیا اور کہا اے بھائی میں آپ کو تعجب کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ ہم آپ کی قدر جانتے ہی
 نہ تھے۔ فرمایا اس میں لوگوں سے بچاؤ تھا ہر شخص اپنے عمل کی جزا پاتا ہے۔ پھر ان میں سے بھی نکل گئے

اور چلے گئے اس قصے کو ابن سعد نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل النبوت میں لکھا ہے اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

حکایت (۶۰۷) ہنشل ابن سعید ضحاک ابن مزاحم سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اوس قرنیؓ کو تلاش کرتے رہے اور پوچھتے رہے، پھر ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اہل بن جو تم میں مراد کارہنے والا ہو کھڑا ہو جائے چنانچہ جو مراد کے رہنے والے تھے وہ کھڑے ہو گئے اور دوسرے لوگ بیٹھے رہے۔ پھر دریافت فرمایا تم میں اوس ہے ایک شخص نے کہا اے امیر المؤمنین اوس کو تو ہم نہیں جانتے لیکن میرا ایک بھتیجا ہے اس کا نام بھی اوس ہے وہ بہت ضعیف اور حقیر آدمی ہے آپ جیسا آدمی ویسے آدمی کو دریافت نہیں کر سکتا آپ نے پوچھا کیا وہ ہمارے حرم کے اندر ہے کہا ہاں وہ عرفات کے پہلوؤں میں ہے اور قوم کے اونٹ چراتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دو گدھوں پر سوار ہوئے اور ان پہلوؤں میں پہنچے دیکھا تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور لاغری سے ان کا ایک عضو دوسرے عضو میں گھسا جاتا تھا اور سجدے کی جگہ پر نظر تھی، جب انہیں دیکھا تو ایک نے دوسرے سے کہا جس کی ہم تلاش کر رہے ہیں اگر وہ کوئی ہے تو یہی ہے۔ انہوں نے جب آپ کی آہٹ سنی تو نماز میں تخفیف کی اور سلام پھیرا انہوں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا، انہوں نے پوچھا خدا تم پر رحم کرے تمہارا نام کیا ہے کہا میں اونٹوں کا چرواہا ہوں، فرمایا اپنا نام بتاؤ کہا ان لوگوں کا مزدور ہوں، کہا نام کیا ہے کہا عبداللہ، حضرت علیؓ نے فرمایا ہم جانتے ہیں آسمان وزمین پر جو کوئی ہے سب عبداللہ ہیں، میں تم کو اس کعبہ کے رب کی... اور اس حرم کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں تمہارا وہ نام کیا ہے جو تمہاری ماں نے رکھا ہے، کہا اس سے تمہارا کیا مطلب ہے میں اوس ابن بدار ہوں۔ فرمایا اپنا بایاں پہلو کھول دو انہوں نے کھولا تو اس پر درہم کی مقدار سپیدی تھی جو چمکتی تھی۔ اور معیوب نہیں معلوم دیتی تھی حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے دوڑ کے اسے بوسہ دیا۔ پھر ان سے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں سلام کریں اور تم سے دعا طلب کریں، کہا میری دعا مشرق و مغرب کے سارے مسلمانوں کے واسطے ہے خواہ مرد ہوں یا عورتیں فرمایا ہمارے واسطے دعا

دعا کرو، انہوں نے دعا کی انہیں بھی اور سارے مسلمان مرد و عورت کو بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں کچھ اپنے رزق و عطا سے تمہیں دیتا ہوں تم اپنی حاجت روائی کر سکو، کہا میرے کپڑے دونوں نے ہیں میرے جوتے لگے ہوئے ہیں اور میرے پاس چار درہم ہیں اور مجھے قوم سے بھی کچھ مل جاتا ہے، یہ جب ختم ہو جائے گا تب آپ سے لے لوں گا کیونکہ جو شخص ایک ہفتہ کی امید کرتا ہے وہ پھر مہینے کی کرنے لگتا ہے اور جو مہینے کی امید کرتا ہے پھر سال کی امید کرتا ہے۔ پھر انہوں نے لوگوں کے اونٹ اُن کے حوالے کئے اور ان سے جدا ہو کر چلے گئے۔ اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا گیا۔ اس قصے کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

حکایت (۶۰۸) حضرت علقمہ ابن مرتد حضرت سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں تابعین میں زہد آٹھ شخصوں پر ختم ہو گیا۔ عامر ابن عبداللہ قیس، اوس قرنی، ہرم ابن جہان عبدی، زبج ابن حثیم ثوری، ابوسلم خولانی، اسود ابن یزید، مسروق ابن اجدع، حسن ابن ابی الحسن بصری۔ لیکن اوس قرنی کو ان کے عزیز مجنون جانتے تھے اور ان کے واسطے گھر کے دروازے پر ایک کوٹھری بنا دی تھی، ایک ایک دو دو سال گذر جاتے تھے جس میں ان کی صورت بھی وہ لوگ نہیں دیکھتے تھے ان کی خوراک کھجور کی کٹھلی سے ہوتی تھی شام کے وقت انہیں بھیکر افطار کے واسطے کچھ خرید لاتے تھے اور اگر ردی کھول جاتی تو افطار کے واسطے اسی کو چاہتے جب حضرت عمرؓ غلیفہ ہوئے تو موسم حج میں لوگوں سے کہا اہل یمن کے سوا جتنے لوگ ہیں سب بیٹھ جائیں، پھر ان سے کہا تم میں جو لوگ اہل کوفہ ہیں وہ کھڑے رہیں اور سب بیٹھ جائیں اور لوگ بیٹھ گئے پھر ان کھڑے ہوؤں سے فرمایا تم میں جو مراد کے رہنے والے ہیں وہ کھڑے رہیں اور باقی بیٹھ جائیں چنانچہ اور لوگ بیٹھ گئے، پھر ان سے کہا تم میں جو قرن کے رہنے والے ہیں وہ کھڑے رہیں باقی بیٹھ جائیں۔ چنانچہ سب بیٹھ گئے اور صرف ایک شخص جو حضرت اوسؓ کے چچا تھے کھڑے رہے حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کیا تم قرنی ہو کہا ہاں، فرمایا اوس کو جانتے ہو، کہا اے امیر المؤمنین اس کی کیا حالت پوچھتے ہو، واللہ اس سے زیادہ ہم میں کوئی حقیر نہیں مجنون اور ذلیل نہیں ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور فرمایا جنون تجھ میں ہے اس میں نہیں ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ان کی شفاعت سے قوم رسیجہ و مضر کے برابر لوگ جنت میں جائیں گے۔ اسے ابن عساکر نے نقل کیا ہے۔ مرفوعاً۔

حکایت (۶۰۹) نوفل ابن سلیمان ہانی سے وہ عبداللہ ابن عمر سے وہ نافع سے اور وہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لقمان علیہ السلام یقیناً نبی نہ تھے بلکہ ایک عبد ہوشیار تھے بہت سوچنے والے تھے، حسن ظن رکھنے والے تھے، انہوں نے اللہ سے محبت کی تو حق تعالیٰ نے بھی ان سے محبت کی، اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے حکمت کی ذمہ داری کی، کیونکہ ایک بار وہ دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے انہیں ایک ندا آئی۔ اے لقمان تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر خلیفہ بنائے اور تم حق پر حکم کرو، آپ بیدار ہوئے اور اس آواز کا جواب دیا، اگر پروردگار خیر دے تو قبول کر لوں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ ایسا کرے گا تو میری اعانت فرمائے گا اور مجھے سکھائیگا اور مجھے خطا سے بچائے گا، اور اگر مجھے اختیار دے گا چاہے کروں یا نہ کروں تو میں عافیت اختیار کروں گا۔ اور مصیبت کو قبول نہ کروں گا۔ ملائکہ نے ایسی آواز سے آپ سے پوچھا جس سے مزاحمت نہیں معلوم ہوتی تھی، یہ کیوں اے لقمان فرمایا حاکم سخت مقام اور مصیبت کی جگہ ہوتا ہے اسے ہر طرف سے ظلمتیں ڈھانک لیتی ہیں یا ان سے نجات پاتا ہے اور مدد کیا جاتا ہے، لایق تو یہی ہے کہ وہ نجات پائے اور اگر غلطی کرتا ہے تو جنت کی راہ خطا کرتا ہے اور جو دنیا میں ذلیل ہو کر رہے وہ شریف ہو کر رہنے سے اچھا ہے اور جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اور پسند کرتا ہے تو دنیا سے فتنہ میں ڈالتی ہے اور آخرت بھی اسے نہیں ملتی۔ آپ کی خوش گوئی سے ملائکہ کو تعجب ہوا۔ پھر آپ سو گئے تو آپ کو حکمت میں ڈب دیا گیا۔ جب بیدار ہوئے تو حکمت کی باتیں کرنے لگے۔ پھر داؤد علیہ السلام کو خلافت کے واسطے ندا کی گئی۔ آپ نے قبول فرمایا اور لقمان علیہ السلام کی سی شرط نہیں لگائی۔ اور بارہا غلطی میں مبتلا ہوئے اور ہر بار اللہ تعالیٰ نے ان سے چشم پوشی کی اور خطا سے تجاوز فرمایا اور ان کی منہضرت کی اور حضرت لقمان علیہ السلام اپنی حکمت و علم سے ان کی مدد کرتے تھے ان کے داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہیں مبارک ہو اے لقمان! تمہیں حکمت بھی دی گئی اور تم سے بلا بھی ٹٹائی گئی اور داؤد کو خلافت دی گئی اور مصیبت اور فتنہ میں مبتلا ہوا۔ اس کو دلیلی اور ابن عساکر نے مرفوعاً روایت کی ہے۔

حکایت (۶۱۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا میری اُمت کے اختیار پانسو ہیں اور ابدال چالیس ہیں نہ وہ پانسو گھٹتے ہیں نہ وہ

چالیس گھنٹے ہیں جب کہ کوئی ابدال ان ابدال سے مرتے ہیں تو پانسویں سے ایک کو ان کی جگہ اللہ تعالیٰ قائم فرماتے ہیں نہ پانسو گھنٹے ہیں نہ چالیس۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کے اعمال سے ہیں مطلع فرمائیے فرمایا وہ لوگ اپنے ظالم کو معاف کرتے ہیں اور برائی کرنے والے سے بھلائی کرتے ہیں۔ اور جو کچھ انہیں حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس پر موافقت کرتے ہیں۔ اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔

وَالْكَافِرِينَ الْعَاقِبِينَ
عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ مَحْبِبُّ الْمُحْسِنِينَ ط

وہ غصہ کے پینے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔

اس روایت کو ابن عساکر نے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

حکایت (۶۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب ابن عمیر کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا ان پر ڈنبا کی کھال تھی جس کا کرتہ پہنا تھا۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دیکھو اس شخص کو جس کا قلب اللہ تعالیٰ نے سنور کیا ہے۔ میں نے اس کو اس کے ماں باپ کے سامنے دیکھا ہے کہ صبح کے وقت ان کے لئے عمدہ کھانا پینا مہیا کر دیتے تھے اور میں نے ان کے جسم پر ایک حملہ دیکھا تھا جسے میں نے دو سو درہم پر خریدا تھا۔ پھر اسے اللہ اور رسول کی محبت نے اس حالت کی طرف جایا جسے تم دیکھتے ہو، اس روایت کو حسن ابن سفیان اور عبد الرحمن سلمیٰ از بعین میں اور ابو نعیم نے از بعین صوفیہ میں نقل کیا ہے۔

حکایت (۶۱۲) مسند جناب ابن ارت میں فرماتے ہیں کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی رضا مندی کے واسطے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارا اجر ثابت ہو گیا چنانچہ ہم میں سے بعض لوگ گذر گئے جنہوں نے اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا انہیں لوگوں میں مصعب ابن عمیر بھی تھے یوم اعد میں شہید ہوئے ان کے کفن کے واسطے سوائے ایک کبیل کے کچھ میسر نہ ہوا۔ جب اس کو سر کی طرف کھینچتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور جب پاؤں پر کھینچتے تھے تو سر کھل جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سر کی طرف کھینچو اور پاؤں پر اذخر ڈال دو اور بعض ہم میں وہ ہیں جن کی کھل کا پھل پک گیا اور وہ اسے توڑتے ہیں۔ مرفوع۔

حکایت (۶۱۳) محمد بن کعب ترمذی سے مروی ہے فرمایا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا

جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ مصعب ابن عمیر ظاہر ہوئے ان پر صرف ایک پیوند لگی ہوئی چادر تھی جس میں کھال کلمہ پیوند تھا، انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے کیونکہ وہ بڑے تنعم میں تھے اور آج ان کی یہ حالت تھی۔ اسے ابو نعیم نے اربعین صوفیہ میں روایت کی ہے۔

حکایت (۶۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، فرمایا اس وقت تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئیگا تو سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ تشریف لائے جب دوسرا روز ہوا جب بھی آپ نے یہی فرمایا اور سعد بن وقاص ہی اپنے مقام میں آئے جب تیسرا روز ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا اور سعد بن ابی وقاص اپنے مقام میں آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو عبد اللہ بن عمرو بن العاص دوڑ کے ان کے پاس گئے اور کہا میں نے اپنے باپ سے لڑ کر قسم کھالی ہے کہ تین رات تک ان کے یہاں نہ جاؤنگا۔ اگر آپ اجازت دیں کہ میں آپ کے یہاں تین رات رہوں اور میری قسم پوری ہو جائے تو آپ کے یہاں میں رہوںگا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو کہتے تھے کہ میں اس رات ان کے یہاں رہا اور وہ رات میں بالکل نہ جاگے البتہ وہ جب بستر پر کر وٹ بدلتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور اللہ کا ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو اچھی طرح سے وضو کر کے سنا ادا کی اور دن میں روزہ بھی نہ رکھا، اب عبد اللہ بن عمرو کہتے تھے کہ میں نے تین دن تین راتیں انہیں اسی طرح سے دیکھا، اس سے زیادہ کوئی عمل وہ نہیں کرتے تھے مگر میں نے انہیں اچھا ہی کہتے سنا جب تین راتیں گزر گئیں تو قریب تھا کہ میں ان کے عمل کی حقارت کرتا میں نے ان سے کہا کہ میرے اور باپ کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوا تھا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار تین مجلسوں میں تمہاری نسبت یہ کہتے سنا تھا کہ فرمایا تمہارے پاس ایک جنتی آتا ہے اور ان تین دفعہ تم ہی آئے میں نے چاہا کہ تمہارے یہاں رہوں تاکہ تمہارے عمل دیکھ کر اس کی اقتدا کروں، میں نے آپ کو بہت کچھ عمل کرتے نہیں دیکھا، پھر تمہیں اس درجہ پر کس چیز نے پہنچایا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا، انہوں نے کہا میرے عمل وہی ہیں جنہیں تم نے دیکھا مگر میرے دل میں کسی مسلمان کی برائی نہیں ہے اور نہ میں کسی کی برائی کرتا ہوں، عبد اللہ نے کہا اسی نے آپ کو اس مرتبہ پر پہنچایا۔ اور یہی ہے جو مجھ سے

نہیں ہو سکتا۔ ابن عساکر نے اسے روایت کیا ہے اس کے رجال رجال صحیح ہیں، مگر ابن شہاب نے یہ کہا ہے کہ مجھ سے ایسے آدمی نے انسؓ سے روایت کی جسے میں متہم نہیں جانتا۔

حکایت (۶۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلالؓ کس چیز سے تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے۔ میں جب جنت میں داخل ہوتا ہوں تو اپنے سامنے تمہاری آواز سنتا ہوں، میں کل شب جنت میں داخل ہوا تو میں نے تمہاری آواز سنی، میں ایک اونچے سونے کے مربع محل میں پہنچا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے تو کہا اہل عرب سے ایک شخص کا ہے، میں نے کہا میں عربی ہوں یہ محل کس کا ہے تو کہا ایک شخص قریش کا ہے میں نے کہا میں قریشی ہوں یہ محل کس کا ہے تو کہا یہ اُمت محمد سے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں محمد ہوں یہ محل کس کا ہے۔ کہا عمر ابن خطابؓ کا ہے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جب میں اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہوں اور جب میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں، آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے۔

حکایت منتخب از اصحابہ

حکایت (۱۱۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ ہمیں خرد بچے کہ یہ امراض جو ہمیں لاحق ہوتے ہیں ان میں ہمیں کچھ ثواب بھی ملتا ہے، فرمایا یہ سب گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اگرچہ بہت تھوڑی سی بیماری ہو، فرمایا اگرچہ ایک کانٹا ہو یا اس سے بھی کم حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ ان سے بخارجدا ہنوحی کہ وہ مرجائیں لیکن انہیں حج، عمرہ، جہاد و فرض نماز بمع عمت سے باز نہ رکھے، راوی کہتے ہیں کہ مرے تک ان کی یہ کیفیت تھی کہ جب کوئی آدمی ان کے بدن کو چھوتا تو اس کو بخارجدا ہنوحی کی گرمی محسوس ہوتی تھی۔ اس کو احمد اور ابو یعلیٰ اور ابن ابی الدینا نے روایت کی ہے۔ اور ابن جان نے اس کی تصریح کی ہے اور طبرانی نے اُبی ابن کعب کی حدیث سے میں نے اس کو روایت کیا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

حکایات از مہلکات و نجات احیاء العلوم

حکایت (۶۱۷) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ خدا کی رحمت ہو اس شخص پر جو مجھ کو میرے عیب بتلا دے اور حضرت سلمان فارسیؓ سے اپنے عیوب پوچھا کرتے، جب حضرت سلمانؓ آپ کے پاس تشریف لاتے تو آپ نے فرمایا کوئی ایسی بات بھی میری تم تک پہنچی ہے جو تمہیں بری معلوم ہو، انہوں نے عرض کیا اس بات سے مجھے معاف رکھنے آپ نے باصرار پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے دسترخوان پر دو سالن جمع کئے اور آپ کے پاس دو لباس ہیں، ایک رات کا اور ایک دن کا آپ نے فرمایا اس کے سوا کچھ اور سنا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ ان دونوں سے تسلی رکھو کہ ان کی ایک وجہ ہے۔

حکایت (۶۱۸) روایت ہے کہ ایک روز ابراہیم ادھمؒ کسی جنگل میں جاتے تھے ایک سپاہی ملا، اس نے کہا کہ تو بندہ ہے، آپ نے فرمایا کہ ہاں، اس نے پوچھا کہ بستی کدھر ہے آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کر دیا، اس نے کہا میں آبادی پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ قبرستان ہی آبادی ہے، اس سے سپاہی کو غصہ آیا، سر میں ایسا کوڑا مارا کہ سر پھٹ گیا اور ان کو شہر میں پکڑ لایا۔ جب دوست آشنا آئے اور حال پوچھا تو سپاہی نے ماجرا بیان کیا، انہوں نے کہا یہ ابراہیم بن ادھمؒ ہیں، سپاہی گھوڑے سے اتر پڑا اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور عذکر نے لگا بعد اس کے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے کیوں فرمایا تھا کہ بندہ ہوں، آپ نے فرمایا اس نے مجھ سے یوں نہیں پوچھا کہ تو کس کا بندہ ہے بلکہ یوں پوچھا کہ تو بندہ ہے، چونکہ میں بندہ خدا تھا اس واسطے کہہ دیا کہ بندہ ہوں، جب اس نے مجھے مارا تو میں نے اس کے لئے دعائے جنت کی لوگوں نے پوچھا کہ اس نے تو آپ پر ظلم کیا تھا، آپ نے فرمایا یہ مجھ کو یقین تھا کہ اس مصیبت پر مجھ کو ثواب ملے گا میں نے یہ اچھا نہ جانا کہ اس کے باعث مجھ کو ثواب ملے اور میری طرف سے اس کو عذاب ہو۔

حکایت (۶۱۹) ابو عثمان حیریؒ کو کسی شخص نے بنظر امتحان دعوت کے بہانے بلایا، جب آپ اس کے گھر گئے تو کہا کہ اس وقت تو مجھ سے کچھ بن نہیں سکا آپ وہاں سے پھر

آئے، جب بہت دور نکل آئے پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ جو اس وقت موجود ہے اسی پر قناعت کیجئے، جب وہ دروازے پر پہنچے تو جیسا پہلے کہا تھا ویسا کہا، پھر آپ لوٹ گئے اسی طرح کئی بار بلایا اور لوٹایا مگر آپ ڈرا مگر نہ ہوئے، پھر وہ شخص پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں نے آپ کو آزمانا چاہا تھا۔ سبحان اللہ! کیا خلق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو بات تو نے میری دیکھی وہ تو صفت کتے کی ہے کہ جب بلاؤ تو چلا آئے اور جب ہنکاؤ تو ہٹ جاتا۔ حکایت (۶۲۰) اور یہ بھی انہیں کا ذکر ہے کہ کسی روز سواد ہو کر کسی کوچہ میں گزرے اوپر سے کسی نے راکھ پھینک دی اور آپ اتر پڑے اور سجدہ شکر ادا کیا اور کپڑوں پر سے راکھ جھاڑ دی۔ اور کچھ نہ کہا، لوگوں نے کہا کہ آپ نے راکھ ڈالنے والے کو جھڑکا نہیں، آپ نے فرمایا کہ جو شخص مستحق آگ کا تھا اس پر راکھ پڑے تو اس کو غصہ کرنا مناسب نہیں۔

حکایت (۶۲۱) اور روایت ہے کہ حضرت علی بن موسیٰ کا رنگ سا نولا تھا اس جہت سے کہ آپ کی والدہ جشن بھین نیشاپور میں آپ کے دروازے پر ایک حمام تھا۔ جب آپ حمام میں جایا چاہتے تو حمامی آپ کے لئے حمام خالی کر دیا کرتا تھا۔ ایک روز جو آپ حمام میں تشریف لے گئے تو وہ دروازہ پھیر کر کسی کام کو چلا گیا اتنے میں ایک شخص رستاقی آیا اور حمام کا دروازہ کھول کر اندر گھسا اور کپڑے اتار کر حمام میں گیا، آپ کو دیکھ کر یہ جانا کہ حمام کا کوئی خادم ہے۔ آپ سے کہا کہ اٹھ کر میرے لئے پانی لا، آپ نے اس کا کہنا کیا اور جو کہتا گیا کرتے گئے جب حمامی پھر کر آیا اور رستاقی کے کپڑے دیکھے اور اس کی گفتگو آپ کے ساتھ سنی ڈر کر بھاگ گیا۔ جب آپ حمام سے نکلے تو حمامی سے لوگوں نے پوچھا۔ کہا وہ خوف کے مارے بھاگ گیا۔ آپ نے فرمایا اس کو بھاگنا کیا ضرور تھا۔ قصور اس کا ہے جس نے اپنا لطف جشن کے حوالے کیا۔

حکایت (۶۲۲) ابو عبد اللہ خیاط کے حال میں لکھا ہے کہ آپ دوکان پر بیٹھتے اور کپڑے سینے، ایک مجوسی جو آپ سے دشمنی رکھتا تھا اپنا کپڑا سلواتا اور کھوٹے درم مزدوری میں دیتا، آپ ان کو لے کر نہ واپس کرتے اور نہ اس کو خبر کرتے ایک روز جو وہ مزدوری دینے آیا تو آپ کو نہ پایا، آپ کا شاگرد بیٹھا تھا اس کو اجرت دے کر اپنا کپڑا مانگا شاگرد نے کھوٹا درم دیکھ کر بھیر دیا۔ جب عبد اللہ آئے تو ان سے حال کہا، آپ نے فرمایا تو نے بڑا کیا، یہ مجوسی ایک برس سے

یہی معاملہ کرتا ہے اور میں چپ چاپ اجرت لے کر کنوئیں میں ڈال دیتا ہوں تاکہ کسی مسلمان کو
دھوکہ نہ دیوے۔

حکایت (۶۲۳) احنف بن قیس سے پوچھا کہ آپ نے حلم کس سے سیکھا، کہا کہ قیس
بن عاصم سے لوگوں نے کہا کہ ان کے حلم کا کیا حال ہے آپ نے کہا کہ ایک روز وہ اپنے گھر میں بیٹھے
تھے ان کی لونڈی ایک بیسنچہ جس پر کباب چڑھے تھے لے کر آئی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ان کے
ایک صغیر سن لڑکے پر گرا کہ اس کے صدمے سے وہ لڑکا مر گیا۔ وہ لونڈی ڈری۔ آپ نے فرمایا کچھ
خوف نہ کریں نے تجھے اللہ آزاد کیا۔

حکایت (۶۲۴) احنف بن قیس کو ایک شخص نے گایاں دینی شروع کیں، آپ
چپ چاپ چلے گئے۔ جب محلے کے قریب پہنچے تو ٹھہر کر اس سے یہ کہا کہ
اگر کچھ اور جی میں رہا ہو تو وہ بھی اب کہہ لے، ایسا نہ ہو کہ محلے کا کوئی بیوقوف تیری آواز
سنے تو تجھے ایذا دے۔

حکایت (۶۲۵) حضرت علیؑ نے ایک بار اپنے غلام کو پکارا وہ نہ بولا تو پھر آپ نے دوبارہ
سہ بارہ پکارا پھر نہ بولا تو آپ خود اس کے پاس تشریف لائے، تو دیکھا کہ لیٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ
تو نے سنا نہیں اس نے عرض کیا کہ سنا تو تھا آپ نے پوچھا کہ پھر جواب کیوں نہیں دیا اس نے عرض کیا
کہ مجھ کو خوف تو تھا ہی نہیں کہ آپ ماریں گے اس لئے کسل کر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے
اللہ تجھے آزاد کیا۔

حکایت (۶۲۶) مالک بن دینار کو ایک عورت نے پکارا کہ او ریاکار اپنے فرمایا کہ یہ نام
تو نے خوب نکالا جو اہل بصرہ بھول گئے تھے۔

حکایت (۶۲۷) سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جر جانی کے پاس ستو دیکھے کہ روکے
بچانک رہے تھے۔ میں نے کہا یہ کس باعث سے آپ کرتے ہیں کہا میں نے چاہنے اور بھانکنے
کا جو حساب لگایا تو ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چاہنے میں زیادہ دیر لگتی ہے اور اسی لئے
چاہیں برس میں سے روٹی کھانی چھوڑ دی۔

حکایت (۶۲۸) عتبہ اپنا آنا گوندھ گرد صوب میں رکھ دیتے جب سوکھ جاتا تو کھالیتے
اور کہتے ایک شکرے اور نمک پر رہنا چاہئے۔ یہاں تک کہ آخرت میں بھنا گوشت اور عمدہ کھانا
تیار ہو جائے۔ اور روزہ اٹھا کر ٹھلیا میں سے پانی پیتے جو تمام دن دھوپ میں رہتی تھی آپ کی

لوٹ سی کہتی کہ اگر اپنا آٹا آپ مجھ کو دے دیا کریں تو میں بچا دیا کروں گی۔ اور پانی ٹھنڈا کر دیا کروں گی۔ آپ جواب دیتے کہ غرض بھوک کے کتے کا روکنا ہے سو یوں بھی رک جاتا ہے۔

حکایت (۶۲۹) شقیق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ادھم کو مکہ منظر کے سوق اسیل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کے قریب ہے دیکھا کہ رستہ سے ایک کنارے پر بیٹھے ہوئے روتے تھے۔ میں بھی راہ چھو کر ان کے پاس جا بیٹھا اور سبب گریہ کا پوچھا، انہوں نے فرمایا خیریت ہے پھر میں نے دور بارہ سو بارہ پوچھا انہوں نے فرمایا کسی سے کہو نہیں تو کہوں، میں نے کہا بہتر آپ فرمائیں انہوں نے کہا میں برس سے میرا دل حریرے کو چاہ رہا تھا مگر میں کمال کوشش سے اس کو روکتا تھا۔ کل رات میں بیٹھا ہوا تھا کہ اونٹن لگا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں سبز پیالہ تھا اس میں بھاپ اور خوشبو حریرے کی آئی، میں نے اپنی ہمت سے نفس کو روکا۔ پھر اس نے پیالہ میرے قریب کر کے کہا اے ابراہیم کھا، میں نے کہا کہ میں نے اس کو اللہ چھوڑ دیا ہے نہ کھاؤں گا، اس نے کہا کہ اگر خدا ہی کھلاوے تو کھانا چاہئے۔ مجھے کچھ جوابا در تو نہ بن آیا روئے لگا۔ پھر اس نے کہا لو کھاؤ میں نے کہا کہ ہم کو حکم ہے کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کھانا کہاں سے آیا ہے تب تک ہاتھ نہ ڈالیں اس نے جواب دیا کہ کھاؤ یہ تمہارے ہی واسطے عزایت ہوا ہے۔ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اے اصغر اس پیالے کو لے جا اور نفس ابراہیم ابن ادھم کو کھلا دے کیونکہ اس نے بہت دنوں سے نفس پر عبیر کر کے اس کو روک رکھا ہے، اب اللہ نے اس پر رحم کیا، اور اے ابراہیم یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے فرشتوں سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ جو شخص عطا کو نہیں لیتا تو پھر اگر وہ طلب کرتا ہے تو نہیں ملتی۔ میں نے کہا اگر یہی حال ہے تو میں تمہارے سامنے ہوں اگ کا عقدہ اللہ ہی کھولے گا پھر میں نے جو دیکھا تو ایک اور شخص نظر آیا کہ اس نے پہلے کچھ دیا اور کہا کہ تو ہی اپنے ہاتھ سے کھلا دے پس اس نے میرے منہ میں لقمہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں سو گیا۔ جب جاگا تو اس کا مزہ منہ میں پایا۔ شقیق کہتے ہیں کہ جب یہ بات ابراہیم نے تمام کی میں نے کہا اپنا ہاتھ تو لاؤ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر بوسہ دیا اور یوں کہنے لگا کہ خداوند جو لوگ اپنی شہوتوں کو اچھی طرح روکتے ہیں تو ان کی آرزو پوری کرتا ہے دل میں یقین تو ہی ڈالتا ہے، دلوں کو ان سے مطمئن تو ہی رکھتا ہے۔ اپنے بندے شقیق پر بھی نظر توجہ ہو پھر حضرت ابراہیم بن ادھم کا ہاتھ آسمان کی طرف

اٹھا کر کہنے لگا۔ الہی اس ہاتھ کی اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس انعام کی برکت سے جو تو نے ان پر فرمایا اپنے بندہ مسکین پر عطا کروہ تیرے ہی فضل و احسان و رحمت کا محتاج ہے۔ اگرچہ اس کا سزاوار نہیں اس کے بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر حرم شریف میں داخل ہوئے۔

حکایت (۶۳۰) مالک ابن دینار کو کہتے ہیں کہ چالیس برس دودھ کو چاہتے رہے مگر نہ پیا اور ایک روز ان کے پاس تر چھوڑے ہدیہ آئے اور لوگوں نے ان کو کھانے کا اصرار کیا آپ نے کہا تم ہی کھا لو، میں نے چالیس برس سے ان کو نہیں چکھا۔

حکایت (۶۳۱) احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ ابو سلیمان دارانی کا دل ایک بار گرم روٹی ٹکین کو ہوا میں سامنے لے گیا آپ نے ایک بار دانت سے کتر کر چھوڑ دیا اور رو کر کہنے لگے کہ بہت سی محنت و مشقت کے بعد تو نے میری آرزو جلد عنایت کی اب میں بچی تو بہ کرتا ہوں مجھے معاف فرما، احمد کہتے ہیں کہ پھر کبھی زندگی بھر نمک نہ کھایا۔

حکایت (۶۳۲) مالک بن ضیفم فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے بازار میں جا رہا تھا ایک ترکاری دیکھی میرے نفس نے کہا کہ رات کو مجھ کو یہ کھلا دے۔ میں نے قسم کھائی کہ چالیس روز نہ کھلاؤں گا۔

حکایت (۶۳۳) یہ بھی انہیں کا قول ہے کہ میں نے دنیا کو چالیس برس سے چھوڑ دیا ہے میرا دل دودھ کو چالیس برس سے چاہتا ہے مگر خدا عمر بھر نہ پونگا۔

حکایت (۶۳۴) حامد بن ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ میں داؤد طائی کے پاس آیا وہ دروازہ بند کئے ہوئے کہہ رہے تھے کہ تو نے روٹی چاہی میں نے کھلا دی۔ پھر خرما کھانا چاہتا ہے میں نے قسم کھائی کہ کبھی نہ کھلاؤں گا۔ پھر جیب میں نے سامنے ہو کر سلام کیا تو معلوم ہوا کہ صرف اکیلے اپنے نفس سے کہہ رہے تھے۔

حکایت (۶۳۵) موسیٰ شیح سے نقل ہے کہ میں برس سے میرا دل در درہ نمک کو چاہتا ہے

حکایت (۶۳۶) احمد بن خلیفہ کہتے ہیں کہ میں برس تک میرا نفس یہی کہتا رہا کہ پانی پیٹا بھر کر پلا دے مگر میں نے کبھی سیراب نہ کیا۔

حکایت (۶۳۷) عتبہ غلام کہتے ہیں کہ سات برس تک میرا دل گوشت کو چاہتا رہا بعد اس کے مجھے شرم آئی کہ کب تک ٹالوں، سات برس سے تو ٹال رہا ہوں، آخر ایک گوشت کا ٹکڑا

لے کر بھونا اور اس کو لے کر ایک روٹی میں لپیٹا اور ایک لڑکے کو دیکھ کر اس سے پوچھا کہ تو فلا نے
 کا بیٹا ہے جو مر گیا ہے، اس نے کہا ہاں پس وہ روٹی اس کے حوالے کی، کہتے ہیں کہ روٹی دے کر
 آپ رونے لگے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ **وَيَطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا**
 امد پھر کبھی گوشت نہ کھایا، اور چند روز ان کا دل خرما کو چاہا کیا ایک روز کسی قدر خرید کر رات
 کے لئے رکھ چھوڑے کہ اسی سے روزہ افطار کروں گا۔ اتنے میں ہوا کا طوفان آیا اور
 اندھیرا ہو گیا، لوگوں کو خوف معلوم ہوا۔ عتبہ اپنے نفس سے کہنے لگے کہ یہ بلا اسی
 سبب سے آئی کہ میں نے تیری خاطر سے اتنے خرے مول لئے اب خبردار ان کو مت چکھنا۔

حکایت (۶۳۸) داؤد طالیؑ نے دھیلے کے نقل اور پیسے کا سرکہ مول لیا اور تمام
 رات نفس سے کہتے رہے کہ اے داؤد قیامت کو کیسا بڑا حساب دینا پڑے گا، پھر
 ہمیشہ روکھی روٹی کھائی۔

حکایت (۶۳۹) عتبہ غلام نے ایک روز عبد الواحد بن زیدؑ سے کہا کہ فلاں شخص اپنے
 نفس میں ایسا درجہ بتلاتا ہے کہ میں اس رتبہ کو اپنے نفس میں نہیں پاتا۔ انہوں نے کہا کہ
 یہ اس لئے ہے کہ تم روٹی کے ساتھ خرما کھاتے ہو، اور وہ صرف روٹی ہی کھاتا ہے، عتبہ نے
 کہا اگر میں خرما چھوڑ دوں تو وہ رتبہ حاصل ہوگا، انہوں نے کہا کہ بیشک پس عتبہ رونے لگے
 لوگوں نے کہا کہ کیا خرما پر روتے ہو۔ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کچھ نہ کہو
 ان کے نفس نے جان لیا کہ ارادہ پکا کرتے ہیں۔ اور جس چیز کو چھوڑیں گے پھر اس کی
 طرف رجوع نہ کریں گے۔

حکایت (۶۴۰) جعفر بن نصر کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت جنیدؑ نے فرمایا کہ تھوڑے انجیر میرے
 لئے خرید لا جب میں مول لے آیا تو افطار کے وقت ایک منہ میں ڈالا۔ اور تھوک دیا اور
 کہا کہ اٹھا لیجائیں نے سبب پوچھا تو فرمایا گوش و دل میں یہ ندا آئی کہ تو نے میری خاطر چھوڑا
 تھا، کیا پھر کھائے گا۔

حکایت (۶۴۱) صالح کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سلمیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کے
 لئے ایک چیز بھیجا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ واپس نہ کریں انہوں نے فرمایا بہتر ہے۔ میں نے
 اپنے لڑکے کے ہاتھ ستوا رکھی اور شہد میں ملا کر بھیج دئے اور کہہ دیا کہ جب تک وہ نہ کھالیں تب تک
 مت آنا۔ آپ نے کھائے۔ دوسرے روز میں نے پھر بھیج دئے، آپ نے نہ چنے اور واپس کر دیئے

پس میں آپ سے تھا ہو کر کہنے لگا کہ سبحان اللہ آپ نے میرا ہدیہ واپس کر دیا۔ جب انہوں نے مجھ کو غصہ میں دیکھا تو فرمایا کہ برا ماننے کی بات نہیں، ایک بار تو میں نے تعمیل کی جب دوسری بار تم نے بھیجا تو ہر چند میں نے کھانا چاہا مگر نہ ہو سکا جب میں ارادہ کھانے کا کرتا تھا یہ آیت یاد آتی تھی۔ **یتجرعہ ولا یجد** (آخترک) صالح کہتے ہیں کہ میں رو پڑا۔ اور دل میں کہنے لگا کہ میں اور کہیں ہوں تم اور کہیں۔

حکایت (۶۴۲) سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ میرا نفس تیس برس سے چاہتا ہے کہ روٹی شیرہ انگور میں تر کر کے کھاؤں مگر میں نہیں کھلائی۔

حکایت (۶۴۳) ابو بکر جلائے فرمایا ہے کہ ایک شخص میں نے ایسا دیکھا ہے کہ اس کا نفس اس سے کہتا تھا کہ میں دس روز تک کچھ نہ کھاؤں گا بشرطیکہ تو دس روز کے بعد جو کہوں وہ کھلاوے۔ اس نے جواب دیا کہ میں دس روز کا فاقہ نہیں چاہتا تو بھی تمنا چھوڑ دے۔

حکایت (۶۴۴) ایک عابد کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے کسی یگانہ کی دعوت کی اور روٹیاں سامنے رکھ دیں، وہ شخص روٹیوں کو ٹوٹنے لگا کہ اچھی دیکھ کر کھاوے عابد نے فرمایا کہ یہ کیا کرتے ہو تم کو معلوم نہیں کہ جس روٹی کو تم نے چھوڑ دیا اس میں کتنی حکمتیں ہیں اور کتنے کاریگروں کے ہاتھ سے تمہارے پاس آئی۔ اول ابر سے چلو کہ اس میں پانی آیا اور پانی سے زمین اور ہوا، اور چوپائے تازے ہوئے اور بہت سے لوگوں نے کام کیا جب کہیں تم تک آئی۔ اب تم ان کو لوٹتے ہو رنجت سے نہیں کھاتے۔

حکایت (۶۴۵) حضرت سفیان ثوریؒ جس رات شکم سیر ہوتے تو تمام راعبادت کرتے اور اگر دن کو سیر ہوتے تو پیالے نماز و ذکر میں مصروف رہتے اور فرماتے کہ کافی بلا کا پیٹ بھرو اور محنت لو، خواہ یوں کہتے کہ گدھے کو شکم سیر کر کے اس سے محنت لو۔

حکایت (۶۴۶) ایک بزرگ نے ایک خوبصورت عورت سے نکاح کیا جب خست کے دن قریب آئے اس کے چوچک نکل آئی اس کے گھر والوں کو نہایت رنج ہوا کہ اب شوہر اس کو پسند نہ کرے گا۔ اس مرد بزرگ نے خبر پا کر بہانہ کیا کہ میری آنکھیں دکھتی ہیں اور بعد اس کے اندھا بن گیا۔ جب وہ عورت گھر میں آئی بیس برس تک رہ کر مری پھر اپنے آنکھیں کھول

دیں۔ لوگوں نے سبب پوچھا، کہا میں جان بوجھ کے اندھا ہوا تھا تا کہ سہل سے رنج
نکریں لوگوں کو کمال حیرت ہوئی اور کہا کہ ایسے لوگ چل بے اب دنیا میں نہیں۔

حکایت (۶۴۷) عبداللہ بن ابی دواعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن المسیب کے
پاس جا کر بیٹھا کرتا تھا۔ چند روز نہ گیا پھر ایک روز جب گیا تو پوچھا، کہاں تھے، میں نے
کہا کہ میری بیوی مر گئی تھی، اس لئے حاضر می سے مقصر رہا، آپ نے فرمایا کہ تم نے ہم کو اطلاع
نہ کی ہم بھی آتے۔ بعد اس کے میں نے اٹھنا چاہا، آپ نے فرمایا کہ اب کوئی اور بیوی ہے
کہ اٹھے جاتے ہو، میں نے عرض کیا کہ حضرت میری دو چار پیسے کی اوقات ہے مجھے کون بیٹی دیتا
ہے، آپ نے فرمایا کہ میں دیتا ہوں، میں نے عرض کیا کہ آپ دیں گے فرمایا کہ ہاں، اور خطبہ
پڑھ کر تھوڑے سے مہر پر اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیا میں وہاں سے اٹھا اور خوشی کے
مارے پھول رہا تھا، اور یہ سوچتا تھا کہ کس سے ادھار یوں، کیا کروں، اس میں مضرب کا وقت
ہوا میں نماز پڑھ کر گھر آیا اور چراغ بجایا روزہ افطار کر کے روٹی اور تیل کھانے بیٹھا اپنے
دروازے سے دستک کی آواز آئی، میں نے پوچھا کون ہے کہا سعید، میں نے بہت فکر کیا کہ
کون سے سعید میں خیال میں نہ آیا اور سعید بن المسیب کا دھیان بھی نہ تھا، کیونکہ انہوں نے
چالیس برس سے مسجد کے سوا جانا بالکل ترک کر دیا تھا۔ جب میں دروازے پر آیا تو دیکھا کہ
سعید بن المسیب ہیں مجھ کو خیال ہوا کہ شاید کوئی ضرورت آپ کو ہوئی ہوگی، میں نے عرض کیا
کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلوایا۔ فرمایا کہ تمہارے پاس آنا ہی مناسب تھا، میں نے پوچھا کہ
کیا حکم ہے فرمایا کہ تم نے نکاح کیا تھا، مجھے تمہارا اکیلا سونا براستلوم ہوا اس لئے تمہاری بیوی
کو پہنچانے آیا ہوں، میں نے جو دیکھا تو واقع میں وہ نیک بخت ان کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے
انہوں نے اس کا ماتھے پکڑ کے دروازے میں کر دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ وہ عورت مارے شرم کے
گر پڑی۔ میں نے دروازے کو خوب بند کر دیا۔ پھر جس پیالے میں روٹی اور تیل رکھا تھا اس کو
چراغ کے سامنے سے ہٹایا کہ عورت کی نظر اس پر نہ پڑے۔ پھر چھت پر چڑھ کر اپنے ہمایوں
کو پکارا سب جمع ہو گئے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ سعید بن المسیب نے آج دن کو اپنی
بیٹی مجھے بیاہی تھی اب مجھے خبر بھی نہ تھی وہ لے سے یہاں پہنچا گئے۔ لوگوں نے تعجب کیا پوچھا کہ
کیا سعید نے تمہارا نکاح کیا ہے میں کہا ہاں، انہوں نے پوچھا کہ لڑکی گھر میں ہے میں نے کہا کہ
ہاں تو سب لوگ اس کے پاس گئے اور میری والدہ کو جو خبر پہنچی انہوں نے آکر کہا کہ اگر

تین دن تک تو نے اس کو چھیڑا تو کبھی منہ نہ دیکھوں گی، تین دن میں ہم اس کو ٹھیک کر لیں گے تب
 مضائقہ نہیں۔ تین دن میں علیحدہ رہا۔ پھر جو میں نے اس کو دیکھا اور اس سے بات چیت
 کی تو نہایت خوبصورت، کلام اللہ کی حافظ اور طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم اور
 حقوق شوہر سے واقف پایا۔ ایک مہینے تک نہ سعید بن المسیب میرے پاس آئے اور نہ
 میں ان کے پاس گیا۔ بعد مہینے کے میں گیا تو آپ حلقہ میں تھے میں نے سلام کیا آپ نے جواب
 سلام کا دیکر کچھ نہ کہا۔ جب لوگ اٹھ گئے اس وقت پوچھا کہ اس آدمی کا کیا حال ہے، میں
 نے کہا بہت اچھا حال ہے دوست خوش ہوں اور دشمن جلیں، کہا کہ اگر کوئی بات خلاف
 مرضی ہو تو لاشی سے خبر لینا، میں گھر چلا آیا، انہوں نے بس ہزار درہم میرے پاس بھجوائے
 اور یہ لڑکی وہی تھی جس کو عبد الملک بن مروان اپنے بیٹے ولید کے ساتھ اپنے عہد خلافت میں
 نسبت چاہتے تھے مگر سعید ابن المسیب نے انکار کر دیا تھا۔ اور عبد الملک نے ایک حیلہ قائم
 کر کے ان کے کوڑے مارے تھے، اور جاڑے کے موسم میں ایک گھڑا ٹھنڈا پانی ان پر
 ڈالا تھا۔ اور کبیل کا کرتہ پہنایا تھا۔ پس ان کا اسی رات رخصت کر دینا کمال دینداری اور
 احتیاط کی دلیل ہے۔ جزاہ اللہ جزاہ

حکایت (۶۴) ابو بکر بن عبد اللہ مزنی روایت کرتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے ہمسایہ
 کی لونڈی پر عاشق ہوا۔ جب اس کے مالک نے اس کو کسی کام کے لئے دو سکر گاؤں میں
 بھیجا تو قصاب اس کے پیچھے ہوا، اور مطلب کا خواہاں، اس لونڈی نے کہا جتنا تم مجھے
 چاہتے ہو اس سے زیادہ میں تمہیں چاہتی ہوں، مگر اس بات سے درگزر کرو کہ مجھ کو خدا کا
 خوف معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ جب تجھے خوف ہے تو مجھے نہ ہو گا۔ غرض کہ تائب
 ہو کر پھر بعد اس کے اس کو اس شدت کی پیاس لگی کہ قریب مرنے کے ہو گیا۔ اتنے میں
 انبائے بنی اسرائیل میں سے کسی کا قاصد ملا، اس نے اس سے حال پوچھا اس نے کہا کہ میں پیاسا
 ہوں، نبی کے قاصد نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس گاؤں میں جانے تک ابر کا
 سایہ ہم پر کر دے اس نے کہا کہ میں نے کوئی کام نیک نہیں کیا کہ دعا مانگوں، تم دعا مانگو قاصد
 نے کہا اچھا میں دعا مانگتا ہوں تم آمین کہنا۔ پھر قاصد نے دعا شروع کی اور قصاب آمین
 کہتا گیا۔ یہاں تک کہ ایک بادل کا ٹکڑہ ان دونوں کے سر پر ہو گیا اور گاؤں میں پہنچ گئے جب
 قصاب اپنے مکان کی طرف کو جدا ہوا تو ابر بھی اس کے ساتھ ہوا۔ قاصد نے کہا کہ تم تو کہتے تھے

کہ میرے پاس کوئی عمل نیک نہیں، دعائیں نے مانگی تھی اور آئین تم نے کہی تھی اور بادل دو نوں پر آیا تھا اب کس طرح تمہارے ساتھ ہو لیا، اپنا حال مجھ سے کہو، اس لئے قصہ تو یہ کا بیان کیا تھا کہ خدا کے نزدیک تائب کا وہ درجہ ہے کہ کسی کا نہیں۔

حکایت (۶۴۹) احمد بن سعید اپنے باپ سے ناقل ہیں کہ کوفہ میں ہمارے پاس ایک جوان نہایت شکیل و خوبصورت و خوش سیرت عابد رہتا تھا، کبھی مسجد جامع سے گویا جدا نہ ہوتا ایک عورت جمیلہ عقیلہ اس کو دیکھ کر فریفتہ ہوئی اور مدت تک ویسی ہی رہی، ایک روز وہ شخص مسجد کو جاتا تھا اس کی راہ میں کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کہ میاں صاحب جو کچھ میں کہوں اس کو سن لیجئے، پھر جو دل میں آئے سو کہئے، مگر شخص مذکور نے کچھ نہ کہا اور چلا گیا، پھر جب وہ گھر کو جانے لگا، پھر راستہ روک کر کہا کہ میری بات سنتے جاؤ، انہوں نے گردن جھکالی اور بڑی دیر کے بعد فرمایا کہ یہ تمہمت کی جگہ ہے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی مجھ پر تمہمت لگائے اس نے کہا کہ میں جو یہاں آ کر کھڑی ہوں تو یہ بات نہیں ہے کہ تمہارا حال نہیں جانتی بلکہ خدا نہ کرے کہ لوگوں کو میری طرف سے ایسا ویسا حال معلوم ہو مگر مجھ کو جو د اس جیسے کام کے لئے تمہارے پاس آنا پڑا۔ تمہیں خود معلوم ہے کہ لوگ تھوڑی سی بات کو زیادہ جانا کرتے ہیں۔ اور تم لوگ عابد مثل آئینہ کے، ذرا سی بات سے تم کو عیب لگ جاتا ہے مجھے سو کی ایک بات یہ کہنی ہے کہ

سمایا ہے جس دن سے نظروں میں میری جدھر دیکھتی ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
تو میرے اور تمہارے معاملے کو خدا ہی چکائے، راوی کہتا ہے کہ وہ جوان یہ سن کر گھر چلے گئے اور نماز پڑھنی چاہی مگر مجھ میں نہ آیا کہ کیا پڑ ہیں۔ ایک پرچہ کاغذ لے کر اس پر ایک رقعہ لکھا اور گھر سے نکلے، دیکھا کہ عورت راہ میں اسی جگہ کھڑی ہے۔ وہ رقعہ اس کی طرف پھینک کر اپنے گھر چلے آئے۔ مضمون رقعہ کا یہ تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اسے عورت! آگاہ ہو کہ جب بندہ نافرمانی خدا کی کرتا ہے تو وہ برو باری شراتا ہے اور جب دوبارہ کرتا ہے تب بھی وہ پردہ پوشی فرماتا ہے۔ ع

گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم
اور جب گنہ کو اپنا شعار کرتا ہے تو پھر اس پر ایسا غضب نازل ہوتا ہے کہ نہ اس کو دین و آسمان
سہارا سکیں نہ پہاڑ و اشجار نہ دو دوام سے

بہ ہتھ دیکر برکت تیغ حکم

بمانند کرو بیان حکم و حکم

پس ایسے غضب کی کس کو طاقت ہے اور جو تو نے بات کہی تھی وہ اگر باطل ہے تو یاد کر اس دن کو کہ آسمان گلے ہوئے تانبے کی شکل کا ہوگا اور پہاڑ دھنی ہوئی روٹی کی طرح اور صولت جاری اور دیدہ بہار سی اس زور شور پر ہوگا کہ تمام لوگ گھٹنے کے بل گرے ہوئے ہوں گے اور میرا یہ حال ہے کہ میں اپنے ہی نفس کی اصلاح نہیں کر سکتا تا بدیگرے چہ رسد اور اگر تیرا مقولہ حق ہے تو ایسا طبیب بتلائے دیتا ہوں کہ تمام دردوں کی دوا کرے اور مہلک بیماریوں کا علاج فرمائے۔ وہ وہ ذات پاک اللہ جل شانہ کی ہے، اسی کی طرف مدق دل سے رجوع کرنا چاہئے اور مجھ کو تیری نظر سے یہی آیت کافی ہے۔ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَظِيرِ كَمَا ظَمِنَّا مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا يَنْفَعُ يَطَاعَ يَعْلَمُهَا عِنْتِ الْآعِينَ وَمَا تَخْفَى الْقُلُوبَ

اس آیت سے کوئی سفر نہیں ہوتا۔ فقط۔ پھر وہ عورت بعد چندے آئی اور راہ میں کھڑی ہوئی جب اس شخص نے اس کو دور سے دیکھا گھر کو لوٹنے کا ارادہ کیا کہ اس کی صورت نظر نہ پڑے، اس نے کہا کیوں جاتے ہو، آج کے سوا کبھی ملاقات نہ ہوگی۔ اب خدا ہی کے یہاں ملیں گے، یہ کہہ کر خوب روئی اور کہا کہ میں خدا سے دعا کرتی ہوں کہ جس کے ہاتھ میں تیرا دل ہے کہ مجھ پر تیری مشکل آسان کرے۔ لیکن مجھ کو کوئی نصیحت اور وصیت کر کہ اسپر عمل کروں، اس نے کہا کہ میں بھی یہی وصیت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو اپنے نفس سے بچا رہے رکھنا اور یہ آیت یاد رکھنا۔ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَّ حَتْمُ بِلِّالْقَهَّارِ اس عورت نے گریبان میں منہ ڈال کر پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ رونا شروع کیا اور پھر افاقہ کے بعد گھر چلی آئی اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں چندے مصروف رہ کر اسی رنج میں مر گئی۔ وہ جوان اس کو یاد کر کے روپا کرتے لوگ پوچھتے کہ۔ مصرع

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ تست

آپ ہی نے تو اس کو مایوس کیا تھا اب کیوں روتے ہو۔ فرماتے کہ میں نے بجز اے کربہ کشتن روز اول، اس کی طمع کو اول ہی دفعہ ذبح کر ڈالا اور اس سے کنارہ کشی کو خدا کے یہاں اپنے لئے ذخیرہ کیا، اب یہ شرم آتی ہے کہ یہ ذخیرہ کہیں واپس نہ ہو جائے۔
حکایت (۶۵) منصور بن المعتمر کے حال میں لکھا ہے کہ عشاء کے بعد چالیس برس تک کوئی کلمہ نہیں بولتے تھے۔

حکایت (۶۵۱) اسی طرح ریح بن بشیم نے بیس برس تک کوئی دنیا کے کلام نہیں کئے اور جب صبح ہوتی دوات قلم اور پرچہ کاغذ اپنے پاس رکھ لیتے جو کچھ بولتے وہ کاغذ پر لکھ لیتے شام کو اپنے نفس سے اس کا حساب کرتے۔

حکایت (۶۵۲) مکی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم ابن عون کے پاس تھے ہمیں بلال بن ابی بردہ کا ذکر چلا تو لوگ لعنت اور مذمت کرنے لگے، ابن عون چپکے سنا کئے لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہیں یاد ہے، اس نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا۔ آپ اس کو برا نہیں کہتے۔ آپ نے کہا کہ قیامت کو نامہ اعمال میں بھی دو باتیں ہوں گی، ایک لا الہ الا اللہ، اور دوسرے فلا نے فلاں کو لعنت کی۔ تو مجھ کو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میرے نامہ اعمال میں اول کلمہ نکلے دوسرا کلمہ نہ نکلے۔

حکایت (۶۵۳) ایک شخص نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم کو یہ بھی خبر ہے کہ دوزخ میں جانا پڑے گا، اس نے جواب دیا کہ ہاں معلوم ہے، اس نے کہا یہ بھی معلوم ہے کہ اس میں سے نکلنا نصیب ہو گا۔ جواب دیا کہ یہ تو معلوم نہیں، کہا پھر خوشی کس چیز سے کر رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ پھر کسی نے اس کو مرتے دم تک ہنستے نہ دیکھا۔

حکایت (۶۵۴) یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ تیس برس تک ہنسے۔

حکایت (۶۵۵) عطاء سلمیٰ کی نقل ہے کہ وہ چالیس برس تک نہ ہنسے۔

حکایت (۶۵۶) وہب بن الورد نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ عید فطر میں ہنس رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر ان کی مغفرت ہو گئی ہے تو یہ فعل شکر کرنے والوں کا سا نہیں ہے اور اگر مغفرت نہیں ہوئی تو یہ کام خوف کرنے والوں کا سا نہیں۔

حکایت (۶۵۷) روایت ہے کہ سلیمان بن عبد الملک بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس حضرت زہری بھی تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا، سلیمان نے اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے میرے حق میں ایسا ایسا کہا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ حرکت مجھ سے نہیں ہوئی اور نہ میں نے کچھ کہا، سلیمان نے کہا کہ جس نے مجھ سے کہا ہے وہ سچا آدمی ہے۔ پھر حضرت زہری نے کہا کہ تمام سچا نہیں ہوتا۔ سلیمان نے کہا کہ واقع میں آپ نے درست فرمایا اور اس شخص سے کہا کہ سب سچا ہی ہے۔

حکایت (۶۵۸) ایک شخص نے عمرو بن عبید سے کہا کہ تمہارا رفیق اسواری ہمیشہ اپنے

سکانات میں تم کو بُرا کہا کرتا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو نے نہ تو اس کی رفاقت اور ہم نشینی کا حق سمجھا کہ بڑا کہنے لگا اور نہ میرا خیال کیا کہ مجھ کو اس کا حال ایسا بتلایا جو مجھ کو بُرا معلوم ہو۔ خیر اگر یوں ہی ہے تو اس سے کہہ دینا کہ موت ہم دونوں کو آئے گی۔ اور قبر ہم دونوں کو کھپائے گی، اور قیامت میں اکٹھے ہوں گے۔ اور حکم الحاکمین فیصلہ فرمائے گا۔

حکایت (۶۵۹) منقول ہے کہ بعض چغل خوروں نے صاحب بن عباد کو ایک پرچہ لکھا کہ جو پیٹیم آپ کی تربیت میں ہے اس کے پاس مال بہت ہے اگر داخل خزانہ ہو تو مناسب ہے انہوں نے اس پرچہ کی پشت پر لکھا کہ چغلی بہت بڑی چیز ہے گو درست ہی کیونہ ہو، خدا تعالیٰ مرد متوفی پر رحمت کرے اور پیٹیم کو عوض عطا فرمائے اور اس کا مال بڑھا دے اور چغل خور پر لعنت کرے۔

حکایت (۶۶۰) علی بن زید حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حال میں لکھتے ہیں کہ ایک بار ایک قریشی شخص نے ان سے سخت کلامی کی انہوں نے بڑی دیر تک سر نیچا کر لیا اور پھر فرمایا کہ تمہاری مرضی یہ تھی کہ حکومت کے جوش میں شیطان کے ہاتھوں خفیہ ہو کر آج تمہارے ساتھ وہ بات کرو جس کو کل تم میرے ساتھ کرو۔

حکایت (۶۶۱) ایک عورت نے مالک بن دینار کو کہا کہ اور یا کار آپ نے فرمایا کہ تیرے سوا مجھے کسی نے نہیں پہچانا۔ تو گو یا وہ اپنے نفس سے آفت زیادہ کرنے میں مشغول تھے اور اس کو یہ سمجھاتے تھے کہ ریا تجھ سے چھوٹا نہیں جو کچھ ہے شیطان کا فریب ہے جب اس عورت نے ریا کار کہا تو چونکہ نفس کو پہلے ہی سے ریا کار جانتے تھے اس واسطے غصے نہ ہوئے۔

حکایت (۶۶۲) حضرت شعبیؓ کو کسی نے بُرا کہا، آپ نے فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو خدا میرے حال پر رحم کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے دل پر رحم کرے۔

حکایت (۶۶۳) حضرت ابن عباسؓ کو کسی شخص نے گالی دی جب وہ دے چکا تو آپ نے اپنے خادم عکرمہؓ سے فرمایا کہ دیکھو تو اگر اس کی کچھ حاجت ہو تو دید و اس شخص پر گویا گھڑے پانی کے پڑ گئے سر نیچا کر لیا۔

حکایت (۶۶۴) حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے کسی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ناسق ہو اپنے فرمایا کہ تیری گواہی مقبول نہیں۔

حکایت (۶۶۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مست کو دیکھا اور چاہا کہ اس کو پکڑ کر سزا دیں، اس نے آپ کو کچھ برا کہا، آپ پھر آئے، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے برا کہنے سے اس کو کیوں چھوڑ دیا، آپ نے فرمایا کہ اس کے برا کہنے سے مجھے غصہ آگیا تھا اگر میں اس کو مارتا تو اپنے نفس کے غصے کا بھی لگاؤ رہتا، اور مجھ کو یہ منظور ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے نفس کی حسرت وغیرہ سے نہ ماروں۔

حکایت (۶۶۶) اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جب ایک شخص نے غصے کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے غصہ نہ دلاتا تو میں سزا دیتا۔

حکایت (۶۶۷) روایت ہے کہ ایک چور حضرت عمار بن یاسر کے خیمے میں گھسا اور پکڑا گیا لوگوں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو آپ نے فرمایا کہ نہیں میں اس کی پردہ پوشی کرونگا کہ اللہ تعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائے۔

حکایت (۶۶۸) ایک بار حضرت ابن مسعود بازار میں بیٹھے ہوئے کچھ سوا دے لیتے تھے، دام دینے کے واسطے عملے میں سے درم نکالنے چاہے تو معلوم ہوا کہ کسی نے کھول لئے آپ نے فرمایا کہ جب تک میں یہاں بیٹھا ہوں تب تک موجود تھے۔ لوگ لینے والے کو بدو عادی نے لگے کہ الہی اس کے ہاتھ کٹ پڑیں اور اس کا برا ہو پس آپ نے فرمایا کہ الہی اگر اس کو کچھ حاجت تھی اور لے لیا ہے تو اس کو برکت دے کہ اس کا کام نکل جائے اور اگر گناہ پر جرات کے سبب لے گیا ہو تو اسی گناہ کو اس کا پچھلا کفارہ کر دے کہ آگے پھر ایسا نہ کرے۔

حکایت (۶۶۹) فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خراسان کے ایک شخص کی نسبت میں نے کوئی زیادہ زاہد نہیں دیکھا وہ میرے ساتھ مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ طواف کو اٹھا اس کے دینار چوری گئے تو رونا شروع کیا۔ میں نے پوچھا کہ دیناروں کے واسطے روتے ہو، اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس وقت مجھ کو یہ تصور بندھ گیا ہے کہ میں اور چور خدا کے سامنے موجود نہیں اور اس کو کچھ حجت نہیں کہ پیش کرے اس لئے مجھ کو رحم آیا اور رو پڑا۔

حکایت (۶۷۰) عمار بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک گاؤں پر ہوا، جس کے رہنے والے صحن اور راستوں میں مرے پڑے تھے آپ نے حواریوں سے

ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ غضب الہی سے ہلاک ہوئے ہیں ورنہ ایک دوسرے کو دفن کرتے انہوں
 نے عرض کیا کہ کسی طرح انکا حال معلوم ہو جاتا تو خوب ہوتا۔ آپ نے جناب باری میں عرض
 کیا ارشاد ہوا کہ رات کے وقت ان کو پکارنا تو جواب دیں گے۔ رات ہو گئی، آپ نے ایک
 ٹیلے پر کھڑے ہو کر پکارا، او گاؤں والو! وہاں سے کسی نے جواب دیا کہ کیا ارشاد ہے
 اے روح اللہ! آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے، اس نے جواب دیا کہ شام کو اچھی
 طرح سوئے تھے صبح کو دوزخ میں جا پڑے۔ آپ نے کہا کہ اس کا کیا سبب تھا اس نے عرض
 کیا کہ ہم لوگوں کو محبت دنیا تھی اور گناہگاروں کی فرمانبرداری کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا
 کہ دنیا کو کتنا چاہتے تھے، اس نے عرض کیا کہ جتنا بچہ اپنی ماں کو چاہتا ہے کہ جب سامنے آئی
 خوش ہوا اور جب چلی گئی رنجیدہ ہو کر رونے لگا۔ آپ نے پوچھا کہ تیرے ساتھی جو اب کیوں
 نہیں دیتے عرض کیا اس لئے کہ ان کے منہ میں آگ کی لگامیں ہیں اور ان کی باگیں فرشتے
 کڑے تیز مزاج لئے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ ان میں سے تو کس طرح بولتا ہے اس نے
 عرض کیا کہ میں ان میں تو نہ تھا لیکن چونکہ ان کے ساتھ رہتا تھا عذاب نے مجھ کو بھی نہ چھوڑا
 اب میں دوزخ کے کنارے پرٹکا ہوا ہوں یہ نہیں جانتا کہ اس سے بچوں گا یا ایسے ڈھکیلا جاؤ
 آپ نے حواریں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو کئی روٹی ٹکمی نمک سے کھائی اور ٹاٹ پہنا اور
 گھورے پر سو رہنا بہت ہے اگر دنیا و آخرت میں تندرستی ملے۔

حکایت (۶۶۱) مسلمہ بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں نزع کی حالت
 میں گئے، اور ان سے کہا کہ آپ نے ایسا کام کیا جو کسی آپ سے پہلے نہیں کیا، وہ یہ ہے کہ اپنی
 اولاد کے لئے روپیہ چھوڑا نہ اشرافی اور ان کے تیرہ بیٹے تھے مسلمہ کا قول سن کر انہوں نے فرمایا
 کہ مجھ کو ذرا بٹھلا دو، جب آپ بیٹھے گئے تو فرمایا کہ جو تم کہتے ہو کہ میں نے اولاد کے واسطے
 کچھ نہیں چھوڑا تو میں نے ان کا حق کچھ نہیں داب رکھا، اور جو غیروں کا حق تھا، وہ ان کو
 نہیں دیا، علاوہ ازیں میرے بیٹے دو طرح کے ہیں یا تو خدا کے فرمانبردار ہیں تو ایسوں کو خدا
 ہی کافی ہے چنانچہ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ط یا عاصی ونا فرمان ہیں ان کی مجھے کچھ پروا
 نہیں جو ہو سو ہو کرے۔

حکایت (۶۶۲) روایت ہے کہ محمد بن کعب قرظی کو بہت سا مال ہاتھ لگا لوگوں نے کہا کہ اگر اسکو اپنے
 بیٹے کے واسطے رکھ چھوڑو تو مناسب ہے انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کو تو اپنے لئے خدا کے پاس جمع کر دوں گا

اور خدا کو اپنے بیٹے کے لئے چھوڑ جاؤنگا۔

حکایت (۶۷۳) محمد بن منکدر ام درومہ سے جو حضرت عائشہؓ کی خادمہ تھیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر نے ایک لاکھ اسی ہزار درم دو گونوں میں حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجے آپ نے ایک طباق منگوا کر ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جب شام ہوئی مجھ سے کہا کہ ہماری افطاری لاؤ میں نے روٹی اور زیتون کا تیل سامنے رکھ دیا اور کہا کہ آپ نے اتنا کچھ بانٹا یہ نہ ہو سکا کہ ہمارے افطار کے لئے ایک درم کا گوشت ہی منگادیتیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم پہلے سے کہتیں تو ایسا ہی کرتی۔

حکایت (۶۷۴) ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے یہ چاہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کچھ ضرر پہنچانا چاہئے۔ اس کے لئے تمام سرداران قریش کے پاس جا کر کہہ دیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ صبح کا کھانا میرے یہاں کھانا، لوگوں نے اس کے کہنے پر عمل کیا صبح کو سب سردار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر پہنچ ہوئے۔ حتیٰ کہ گھر میں جگہ بھی نہ رہی۔ آپ نے ان کے آنے کا حال پوچھا۔ انہوں نے ماجرا بیان کیا کہ تمہارا پیام فلاں کی مسرقت اس وقت کی دعوت کا پہنچا تھا۔ آپ نے سنتے ہی سیوہ خرید کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کچھ لوگوں کو کھانا پکانے کے لئے معین کیا۔ ہنوز سیوہ نہ کھا چکے تھے کہ دسترخوان بچھایا گیا اور سب کھا پی کر چلے گئے۔ آپ نے اپنے کارپردازان سے پوچھا کہ جس قدر آج خرچ ہوا ہے اتنا روز ہو سکتا ہے یا نہیں انہوں نے کہا کہ البتہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو ہر روز یہ لوگ صبح کو یہاں ہی کھانا کھایا کریں۔

حکایت (۶۷۵) ایک شخص نے حضرت امام حسنؓ سے کسی حاجت کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو مجھ سے سوال کیا اس کا حق مجھ پر بہت ہے اور مجھ کو یہ جانتا بھی دشوار ہے کہ تجھ کو کیا دینا چاہئے۔ اور جس قدر کا تو لائق ہے اتنا میرے پاس نہیں۔ علاوہ اس کے خدا کی راہ میں بہت دینا بھی تھوڑا ہی ہے۔ میرے قبضے میں تیری حاجت کے موافق تو نہیں مگر جو تھوڑے پر قناعت کرے اور مجھ کو زیادہ دینے کے لئے کسی تکلف اور حیلے کی حاجت نہ پڑنے دے تو البتہ قدر و جود حاضر کروں۔ اس نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ جو آپ دین کے مجھے قبول ہے اگر آپ دیں گے تو مشکور ہوں گا، اور نہ دیں گے تو معذور جانوں گا اپنے اپنے کارپرداز کو بلا یا اور اس سے اپنے خرچ کا حساب کیا۔ اور سب حساب کر کے فرمایا کہ تین لاکھ

درم میں سے جتنا باقی ہو وہ لے آؤ اس نے پچاس ہزار درم لا دیئے۔ آپ نے فرمایا، پانچ سو دینار بھی تو تھے وہ کیا ہوئے اس نے کہا کہ میرے پاس موجود ہیں آپ نے ان کو بھی منگایا اور سب دینار و درم اس سائل کے حوالے کئے اور کہا ان کے بیجانے کو مزدور بلا لاؤ جب مزدور آئے آپ نے اپنی چادر مزدوری میں ان مزدوروں کے حوالے کی آپ کے خادموں نے عرض کی کہ اب ہمارے پاس نہ دینار ہے نہ درم، آپ نے فرمایا مجھے تو قلع ہے کہ خدا تعالیٰ اس کا ثواب بہت بڑا عنایت فرمائے گا۔

حکایت (۶۷۶) ابو الحسن مدنی کہتے ہیں کہ ایک بار حضرات امام حسنؑ، امام حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کے لئے روانہ ہوئے راہ میں بار برداری سے بچھڑ گئے تو بھوک اور پیاس لگی اثنار راہ میں ایک بڑھیا اپنی جھونپڑی میں بیٹھی تھی۔ تینوں صاحبزادوں کا جو گذر وہاں سے ہوا، پوچھا کہ کیا تیرے پاس پانی ہے، کہا کہ ہے، یہ سن کر سوار پوں سے اتر پڑے اور اس کے پاس ایک چھوٹی سی بکری الگ بندھی تھی کہا کہ اس کا دودھ نکال کر پیو جب دودھ نکال کر پی لیا تو پوچھا کہ کچھ کھانے کو بھی تیرے پاس ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس سوائے اس بکری کے اور کچھ نہیں اگر تم میں سے کوئی اس کو ذبح کر کے صاف کر دے تو میں پکا دوں، صاحبزادوں نے اس کی تعمیل کی بڑھیا نے کھانا تیار کر دیا وہ کھا پی کر سیر ہوئے اور سہ پہر کے وقت تک ٹھہرے رہے جب چلنے لگے بڑھیا سے کہا کہ ہم لوگ قریشی ہیں اب حج کو جاتے ہیں وہاں سے اگر سلامت پھریں گے تو تمہارے پاس آیو ہم تجھ سے سلوک کریں گے، یہ کہہ کر تشریف لے گئے جب اس عورت کا خاوند آیا تو اس نے تشریف لانا حضرات کا اور ذبح ہونا بکری کا بیان کیا وہ سن کر غصہ ہوا۔ کہ میری بکری کیا جائے کس کو کھلا دی پھر کہتی ہے کہ وہ قریش کے لوگ تھے، پھر مدت کے بعد ان دونوں مرد و عورت کو مدینہ منورہ آنے کی ضرورت ہوئی وہاں پہنچ کر اونٹ کی مینگیاں جمع کرتے اور ان کو بیچ کر اپنی گذران کرتے۔ اتفاقاً ایک روز بڑھیا اس طرف جانکلی جہاں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے بڑھیا کو پہچانا مگر اس نے نہ پہچانا آپ نے خادم کو بھیج کر اس کو بلایا اور پوچھا مجھے پہچانتی ہے اس نے عرض کیا کہ میں نہیں پہچانتی آپ نے فرمایا کہ میں وہ ہوں جو فلاں روز تیرے یہاں مہمان ہوا تھا۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ وہ ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں

پھر اپنے ایک ہزار بکریاں اور ہزار دینار بڑھیا کو دے کر اپنے غلام کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے بڑھیا سے پوچھا کہ تجھے میرے بھائی نے کیا دیا ہے اس نے عرض کیا کہ ہزار دینار اور ہزار بکریاں، آپ نے بھی اسی قدر اس کو دلوایا اور اپنے خادم کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس روانہ کر دیا، انہوں نے پوچھا کہ جنین رضی اللہ عنہما نے تجھ کو کیا دیا کہا دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں دیں۔ انہوں نے دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں اپنے پاس سے دیں، اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو میں بتا دیتا کہ جنین رضی اللہ عنہما کو دینا بڑا مشکل پڑتا۔ عرض کہ بڑھیا چار ہزار دینار اور اتنی ہی بکریاں لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہا کہ یہ عوض اس ایک بکری کا ہے کہ جسکو سرداران قریش نے کھایا تھا۔

حکایت (۶۶۷) ایک بار عبداللہ بن عامر بن کریر مسجد سے تنہا اپنے گھر کو جاتے تھے بقیف کی قوم سے ایک لڑکا ان کے پیچھے ہویا۔ انہوں نے پوچھا تجھے مجھ سے کچھ کام ہے، اس نے کہا کہ کوئی کام نہیں، آپ تنہا جاتے تھے، میں اس کے ساتھ ہویا کہ خدا نخواستہ راستے میں اگر آپ پر کوئی بری بات پیش آوے تو میں نے ادھر سے نون اور آپکو بچاؤں۔ عبداللہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور گھر پر آ کر ہزار دینار عنایت کئے اور کہا کہ تجھ کو تیرے مربیوں نے خوب تعلیم کی ہے جا ان دیناروں کو اپنے مصرف میں لا۔

حکایت (۶۶۸) عبداللہ بن عامر نے خالد بن عقبہ سے ان کا گھر جو بازار میں تھا نوے ہزار درم میں مول لیا۔ جب رات ہوئی تو خالد کے گھر والوں کے رونے کی آواز عبداللہ کے کانوں میں پہنچی۔ پوچھا کہ یہ کیوں روتے ہیں لوگوں نے کہا کہ اپنے گھر کے لئے روتے ہیں اپنے خادم سے اپنے فرمایا کہ تو ان سے جا کر کہہ دے کہ مال اور مکان سب تمہارا ہے۔

حکایت (۶۶۹) روایت ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک بن انس کی خدمت میں پانسو دینار بھیجے۔ یہ خبر لیث بن سعد کو پہنچی انہوں نے ان کی خدمت میں ہزار دینار روانہ کئے۔ ہارون رشید نے لیث کو بلا کر عتاب کیا کہ تم ہماری رعیت ہو کیا وجہ کہ ہم نے پانسو بھیجے تو تم نے ہزار دے۔ انہوں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین میرے یہاں ہر روز ہزار دینار کا غلہ آتا ہے مجھے شرم آئی کہ ایسے شخص کو ایک دن کی آمدنی سے کیا کم دوں لیث بن سعد کی سخاوت مشہور ہے۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود ہزار دینار آمدنی ہر روز کے ان پر زکوٰۃ

واجب نہ ہوئی۔ ایک بار کسی عورت نے ان سے شہد مانگا تو انہوں نے ایک ٹک شہد اسکو دیا کسی نے پوچھا کہ اس کا کام تو تھوڑے میں نکل جاتا، آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنی حاجت کے موافق مانگا تھا ہم نے اس قدر دیا کہ جب قدر خدا تعالیٰ نے ہم پر نعمت کی تھی۔ اور یہ اٹھا دستور تھا کہ ہر روز جب تک تین سو ساٹھ مسکینوں کو کھانا اور صدقہ نہ دیدیتے کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالتے تھے۔

حکایت (۶۸۰) اعمش روایت کرتے ہیں میری ایک بکری بیمار ہوئی حنبلہ بن عبدالرحمنؓ ہیں۔ کون صبح و شام آکر پوچھتے کہ گھاس اچھی طرح کھاتی یا نہیں۔ اور بچے بدون دودھ کے کیسے صبر کرتے ہیں اور یہ کہہ کر میرے بچھونے کے نیچے کچھ رکھ دیتے اور چلتے وقت کہہ جاتے کہ بچھونے تلے جو کچھ ہو نکال لینا۔ بکری کی بیماری کے دنوں میں میرے پاس تین سو دینار سے زیادہ بچھونے گئے۔ یہاں تک کہ میرے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ کسی طرح یہ بکری بیمار ہی رہے تو بہتر ہے اس کی بیماری سے یہ کچھ ملا۔

حکایت (۶۸۱) قیس بن سعد بن عبادہ بیمار پڑے ان کے اقارب ان کی عیادت کو نہ آئے انہوں نے جو سب پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ چونکہ تمہارا قرض ان کے ذمے ہے اسلئے وہ آتے ہوئے شرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا مال کو ذلیل کرے یہ بھائیوں سے بھی نہیں ملنے ویتا پھر ایک پکارنے والے سے کہا کہ یوں پکارے کہ قیس بن سعد کا جس کے ذمے کچھ آتا ہو وہ معافی ہے اس کو سنتے ہی لوگ اس کثرت سے آئے کہ آپ کے گھر کی سیڑھی بھی ٹوٹ گئی۔

حکایت (۶۸۲) شیخ ابو سعید حر کو نیشاپوری کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حافل بن محمد سے سنا ہے کہ وہ زبانی شافعی مجاور مکہ کے بیان کرتے تھے کہ مصر میں کوئی شخص ایسا تھا کہ فتراہ کے لئے کچھ حند کر دیا کرتا تھا اتفاقاً ایک شخص کے گھر لڑکا پیدا ہوا، وہ اس شخص کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے یہ سنتے ہی وہ شخص اس کے ساتھ ہوا اور بہت سے لوگوں کے پاس لے گیا۔ مگر کہیں سے کچھ نہ ملا پھر ایک آدمی کی قبر پر آکر بیٹھا۔ اور کہنے لگا کہ خدا تجھے بخشے تو زندگی میں بہت کچھ دیا کرتا تھا۔ آج میں بہتوں کے پاس گیا اور اس شخص کے واسطے بہت سی پوشش کی کچھ لے کر حسب اتفاق ہر سہی بھانڈا ہوئی یہ کہہ کر ایک دینار نکالا اور اس کو خوردہ کے ادھامل کو دیا اور کہا کہ یہ میں تم کو قرض دیتا ہوں جب تمہارے پاس ہوا دکر دینا، وہ شخص ادھامل

دینار لے کر گھر چلا آیا، اور بچہ ہونے میں جو ضرورت تھی اس کو انجام دیا، رات کو اس
 مصری چندہ کرنے والے نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا کہ یوں کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ
 مجھ سے کہا تھا وہ سب میں نے سنا مگر چونکہ مجھ کو اجازت جواب کی نہ تھی اس واسطے میں
 جواب نہ دے سکا۔ اب کہتا ہوں کہ تم میرے مکان پر جا کر میری اولاد سے کہو کہ چوتھے کے
 نیچے کھودیں وہاں سے ایک برتن میں یا لسنو دینار گڑھے ہوئے نکلیں گے وہ ان سے
 لے کر اس لڑکے والے کو دیدو، جب صبح ہوئی تو وہ شخص اس کی اولاد کے پاس گیا اور
 خواب کا قصہ بیان کیا انہوں نے اس کو پھر کر جگہ کھودی اور دینار لاکر رکھ دیئے کہ لیاؤ
 اس نے جواب دیا کہ تمہارا مال ہے میرے خواب کا کیا اعتبار ہے انہوں نے کہا کہ مال والا
 تو مرنے پر بھی سخاوت کرتا ہے ہم جیتے جی کیسے نہ کریں، عرض بعد دو دن اس شخص نے دینار
 لے لئے اور لڑکے والے کے پاس لاکر رکھے اور تمام ماجرا بیان کر کے کہا کہ اب تمہارا مال یہ
 ہے جو چاہو سو کرو۔ اس نے ایک دینار اٹھا کر خوردہ کیا اس میں سے نصف تو اس شخص کو
 بوجہ قرض دیا اور نصف خود رہنے دیا۔ کہ مجھے اسی قدر کفایت ہے۔ باقی تم فقروں
 کو دیدو ابوسعیب راوی اس حکایت کے کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم ان سب میں زیادہ سخی
 کون کتنا چاہئے۔

حکایت (۶۸۳) امام شافعیؒ کہتے ہیں مجھے جب سے حماد بن سلیمانؒ کی ایک خبر پہنچی
 ہے تب سے میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ایک روز وہ سوار جاتے تھے
 حرکت سے تکر ٹوٹ گیا، راستے میں ایک درزی سیتا تھا چاہا کہ اتر کر اس سے درست
 کرالیں، درزی نے قسم دلائی کہ آپ نہ اتریں اور خود اس کے ٹانگے کو کھڑا ہو گیا۔
 اور درست کر دیا۔ انہوں نے اس کو دس دینار دیئے اور معذرت کرنے
 لگے، کہ یہ مقدار قلیل ہے۔

حکایت (۶۸۴) ربیع بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے شافعیؒ کی رکاب پکڑی اپنے ربیع سے
 کہا کہ اس کو چار دینار دو اور میری طرف سے معذرت کرو۔

حکایت (۶۸۵) روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پاس تہار درم حضرت طلحہؓ کے ذمے
 تھے ایک روز حضرت عثمانؓ مسجد کو تشریف لے جاتے تھے کہ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ آپکا
 مالی موجود ہے لے لیجئے اپنے فرمایا کہ وہ میں نے آپ ہی کو دیا تھا کہ آپ کی مروت یعنی سزا

پر مدد و معاون ہو۔

حکایت (۶۸۶) سعدی بنت عوف کہتی ہیں کہ ایک روز حضرت طلحہؓ کی خدمت میں گئی، آپ کو کچھ مکدر دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے۔ فرمایا کہ میرے پاس کچھ مال جمع ہو گیا ہے اس کا تردد ہے، میں نے کہا کہ تردد کی کیا بات ہے، اپنی قوم کو بلوا کر بانٹ دو، آپ نے غلام کو بھیج کر سب کو بلوایا۔ اور مال تقسیم کر دیا۔ میں نے خادم سے پوچھا کہ کس قدر تھا کہا کہ چار لاکھ درم تھے۔

حکایت (۶۸۷) ایک اعرابی نے انہیں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ سوال کیا اور اپنی قرابت بھی کچھ بیان کی آپ نے فرمایا کہ مجھ سے قرابت کی وجہ سے آج تک کسی نے کچھ نہیں مانگا تھا میرے پاس ایک قطعہ زمین ہے جس کے حضرت عثمانؓ تین لاکھ درم دیتے ہیں اگر تو چاہے تو وہ زمین لے لے ورنہ اس کے دام تجھ کو دیدوں۔ اس نے دام ہی طلب کئے آپ نے وہ زمین حضرت عثمانؓ کو دے کر قیمت مذکورہ حوالے کی۔

حکایت (۶۸۸) روایت ہے کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰؓ روئے لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا سات روز سے میرے یہاں کوئی مہمان نہیں آیا، ڈر ہے کہ خدا نے ہمیں مجھے ذلیل تو نہیں کیا۔

حکایت (۶۸۹) ایک شخص اپنے دوست کے دروازے پر گیا اور دستک دی اس نے پوچھا آپ کیسے آئے کہا کہ میرے ذمے چار سو درم ہیں سنے چار سو درم تو لکر حوالے کئے اور گھس روتا ہوا آیا بیوی نے کہا کہ اگر تم کو ان درموں کا دینا شاق تھا تو نہ دئے ہوتے۔ اس نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ مجھ کو اس کا حال بدوں اس کے کہے معلوم نہ ہوا۔ میں اگر خود جو یا رہتا تو اس کو مانگنے کی کیوں حاجت پڑتی۔

حکایت (۶۹۰) روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اپنی کسی زمین کے دیکھنے کو نکلے راہ میں کسی باغ میں پھرے کہ وہاں ایک غلام حبشی کام کر رہا تھا۔ جب اس غلام کا کھانا آیا اور اسی وقت ایک کتا بھی اسی اھاٹے میں گھس کر غلام کے پاس چلا آیا، اس نے ایک روٹی اس کو دیدی جب وہ کھا چکا تو دوسری دیدی، پھر تیسری دے دی اسی طرح اپنی کل غذا اس کو کھلا دی، حضرت عبداللہؓ دیکھا کئے۔ پھر اس غلام سے پوچھا کہ تیری غذا ہر روز کس قدر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اسی قدر ہے جو آپ نے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے سب کی سب کو کیوں

کھلا دی آپ کیوں نہ کھائی اس نے عرض کیا کہ یہاں کوئی کتا نہیں رہتا، معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتا مسافر ہے دور سے یہاں آیا تھا اور بھوکا تھا مجھ کو اس کا بھوکا رہنا اور آپ شکم سیر ہونا بڑا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ پھر دن بھر کیا کھائے گا۔ اس نے عرض کیا کہ فاتح کروں گا۔ پھر آپ نے سوچا کہ میں اس کو سخاوت پر ملائمت کر رہا ہوں۔ یہ تو مجھ سے زیادہ سمجھی ہے پس آپ نے اس باغ اور غلام اور وہاں کے اسباب و سامان کو خرید کر اس غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اس کو سپہ کر دیا۔

حکایت (۶۹۱) حضرت ابو الحسن انطاکی کے پاس ایک بار کسی گاؤں میں متصل رے کے تیس سے کچھ زیادہ آدمی جمع ہوئے ان کے پاس چند روٹیاں گنتی کی تھیں کہ سب کے شکم سیری کو کافی نہ تھیں پس روٹیوں کے ٹکرے کر کے چراغ گل کر دیا اور کھانے کو بیٹھے جب کھانا پڑھایا تو معلوم ہوا سب کا سب موجود ہے کسی نے کچھ نہیں کھایا۔ ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دوسرا کھالے تو بہتر ہے۔

حکایت (۶۹۲) روایت ہے کہ شعبہ کے پاس ایک سائل آیا آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ اپنے مکان کی ایک کڑھی اتار کر اس کو دیدی اور معذرت کی۔

حکایت (۶۹۳) حذیفہ عدویٰ کہتے ہیں کہ میں شام کے نواح میں یوم یرموک گیا مجھے اپنے چچازاد کی تلاش تھی کہ اگر ان میں کوئی سانس باقی ہوگی تو پانی پلا دوں گا اور منہ دھو دوں گا۔ اسی لئے تھوڑا پانی بھی لیتا گیا۔ جب معرکے کی جگہ میں ڈھونڈھا تو ان کو زندہ پایا پوچھا پانی پلا دوں انہوں نے اشارے سے کہا کہ اچھا، جب میں نے پانی پلانا چاہا تو آہ کی آواز پاس سے آئی۔ میرے چچازاد نے اشارہ کیا کہ پہلے اس کو پلاؤ۔ جب میں وہاں لے گیا تو دیکھا ہشام بن عاصؓ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ پانی پلاؤں یہ سن کر ایک اور آہ کی آواز آئی حضرت ہشام نے اشارہ کیا کہ اول وہاں لجاؤ جب میں اس شخص کے پاس گیا تو وہ مر چکا تھا، وہاں سے پھر ہشام کے پاس آیا تو یہ بھی انتقال کر گئے پھر اپنے چچازاد کے پاس آیا تو ان کو بھی زندہ نہ پایا خدا تعالیٰ ان سب پر اپنا رحم کرے۔

حکایت (۶۹۴) عباس بن دہقان کہتے ہیں کہ سوائے بشر بن الحارثؓ کے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس طرح دنیا میں آیا ہو اسی طرح اٹھ جائے۔ بشر بن الحارثؓ

البتہ جیسے آئے تھے ویسے ہی گئے۔ ان کے مرض موت میں ایک شخص آیا اور حاجت کا سوال کیا۔ آپ نے اپنا کرتہ اتار کر اس کے حوالے کیا۔ اور ایک اور شخص سے ایک کپڑا مانگ لیا اس میں اتعال ہوا۔

حکایت (۶۹۵) روایت ہے کہ ابو الحسن بوشنگی ایک روز پانچھانے میں تھے آپ نے ایک شاگرد کو بلا کر فرمایا کہ میرا کرتہ بدن سے نکال کر فلاں شخص کو دیدے اس نے عرض کیا کہ آپ نے پانچھانے میں سے نکلنے کا حیرت فرمایا، انہوں نے کہا کہ اس وقت میرے دل میں آیا کہ کرتہ دے ڈالوں اور اپنے نفس سے یہ خوف تھا کہ کہیں بدل نہ جائے اس واسطے اسی وقت تعمیل کی۔

حکایت (۶۹۶) جریر رحمۃ اللہ علیہ لیث سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں رہوں گا۔ حضرت نے اس کو ساتھ لیا۔ اور ایک ندی کے کنارے پر پہنچ کر ناشتہ کھایا۔ آپ کے ساتھ تین روٹیاں تھیں دو تو کھالیں تیسری باقی رہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نہریں سے پانی پیا کر پھر آئے، اور وہ روٹی نہ پائی آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ روٹی کس نے لی، اس نے عرض کیا مجھ کو معلوم نہیں، آپ نے اس کو ساتھ لیا اور چلے دیئے راہ میں ایک ہرنی ملی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ آپ نے ایک کو بلا یا وہ چلا آیا، اس کو ذبح کر کے بھونا اور آپ نے مع اس شخص کے تناول فرمایا۔ پھر اس بچے کو ارشاد فرمایا۔ تم باذن اللہ خدا کے حکم سے کھرا ہو جاؤ وہ اٹھ کر چلا گیا۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا تجھ کو قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھ کو یہ سجزہ دکھلایا، بتلا دے کہ روٹی کس نے لی، اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر آپ اس کو ساتھ لے چلے۔ اور ایک چشمے پر پہنچے آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر چلے گئے جب اس سے پار ہوئے۔ پوچھا کہ تجھ کو قسم ہے اس سجزہ دکھلانے والے کی، بتلا دے روٹی کس نے لی، اس نے پرستور سابق عرض کیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں، پھر ایک جنگل میں گئے وہاں بیٹھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی یا بالو جمع کرنا شروع کی اور ڈھیر بنا کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے سونا ہو جا، وہ سونا ہو گیا، آپ نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا کہ ایک ان میں میرا ہے اور ایک تیرا اور ایک اس شخص کا جس نے روٹی لی۔ یہ سنتے ہی وہ بول اٹھا کہ روٹی تو میں نے ہی لی تھی، آپ نے فرمایا کہ یہ سب تو ہی رکھ اور اس سے علیحدہ ہو گئے یہ شخص

تہا مال لئے جنگل میں تھا کہ اتنے میں دو شخص اس کے پاس آئے اور چاہا کہ اس کو مار کر مال چھین لیں اس نے کہا کہ اس کو ہم برابر تقسیم کر لیں، لڑنے کی ضرورت کیسا ہے۔ اول ایک شخص گاؤں میں جا کر کھانا لے آئے کہ اس کو کھا لیں۔ عرض ایک ان میں سے کھانا لینے گیا، اور دل میں کہا کہ اگر اس کھانے میں زہر ملا دوں تو دونوں شخص مر جائیں گے، مال سارا مجھ کو ہی ملے گا اسی خیال سے کھانے میں زہر ملا دیا، اور اوجھروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر تیسرے شخص کو مار دیا جائے تو مال آدھا آدھا ہمارے حصے میں آئے گا، جب وہ کھانا لے کر آئے تو اس کو مار ڈالنا چاہیے۔ چنانچہ جب وہ کھانا لے کر گیا تو ان دونوں نے اس کو مار ڈالا۔ اور کھانا کھالیا، زہر کے باعث خود بھی وہیں کھپ رہے اور سونا جوں کاتوں جنگل میں پڑا رہا یہ تینوں اس کے گرد ڈھیر تھے اس حال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ان پر ہوا۔ آپ نے یاروں سے ارشاد فرمایا کہ دیکھ لو دنیا کا یہ حال ہے، اس سے بچتے رہو۔

حکایت (۶۹) روایت ہے کہ حضرت ذوالقمرین ایک قوم پر گزرے کہ ان کے پاس دنیا کی چیزوں میں سے کچھ بچھڑے لوگوں کی غذا اور پوشاک وغیرہ ہوتی ہے انکی معاش کا طریقہ تھا کہ قبریں کھود رکھی تھیں صبح کو ان میں جھاڑو دیتے صاف کرتے اور ان کے پاس نماز پڑھتے اور جانوروں کی طرح ساگ چرتے اور قدرت خدا سے ہر طرح کا ساگ ان کے لئے وہاں موجود تھا، حضرت ذوالقمرین نے اپنا ایلچی بھیجا کہ ان کے سردار سے جا کر کہو کہ بادشاہ ذوالقمرین تمکو بلاتا ہے۔ جب اس نے ان کے حاکم سے پیغام کہا اس لئے جواب دیا کہ مجھے اس سے کچھ عرض نہیں ہے اگر اس کو کچھ مطلب ہو تو چلا آئے۔ حضرت ذوالقمرین نے فرمایا کہ واقع میں سچ کہا۔ اور خود اس کے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں نے تمہارے بلانے کو آدمی بھیجا تھا، تم نے انکار کیا اب میں خود آیا۔ اس نے عرض کیا کہ اگر مجھ کو کچھ مطلب ہوتا تو میں خود آتا آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا جو حال دیکھتا ہوں ایسا کسی کا نہیں یہ کیا بات ہے کہ تمہارے پاس دنیا کی کوئی شے نہیں، تم نے کچھ چاندی سونا کیونپیدا نہیں کیا۔ کہ اور لوگوں کی طرح آسائش پر رہتے اس نے جواب دیا کہ ہم نے چاندی سونا اس واسطے بڑا جانا کہ جس کسی کو یہ ملتا ہے اس کا نفس یہی چاہتا ہے کہ اس سے افضل کوئی اور چیز ملے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر قبریں تم نے کس غرض سے کھودی ہیں، اور صبح ان کو صاف کر کے ان کے پاس نماز پڑھتے ہو۔ اس نے کہا کہ امن سے ہماری یہ مراد ہے کہ اگر بالفرض دنیا کی طمع ہو بھی تو قبروں کے دیکھنے سے اس سے رک جاویں

اور طول اہل دل سے جاتی رہے، آپ نے فرمایا کہ پھر ساگ کس واسطے کھاتے ہو، چوپایوں کو پال کر ان کا دودھ اور گوشت کیوں نہیں کھاتے اور سوار کیوں نہیں ہوتے، اس نے کہا کہ ہم اپنے پیٹ کو جانوروں کی قبر نہیں بناتے زمین کے ساگ پاست سے بھی ضرورت رفع ہو جاتی ہے۔ آدمی کی زندگی کو ادنیٰ چیز کافی ہے۔ اور گلے سے اتر کر سب چیزیں ایک سی ہو جاتی ہیں۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ذوالقرنین کے پیچھے سے ایک کھوپڑی اٹھائی اور پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ کون ہے، آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا، اس نے کہا کہ یہ ایک زمین کا بادشاہ تھا خدا تعالیٰ نے اس کو زمین کا حاکم کیا تھا، اس نے سرکشی اور ظلم و ستم کیا خدا تعالیٰ نے جب اس کا ظلم و ستم دیکھا، اس پر موت کو مسلط کیا۔ اب ڈھیلے کی طرح پڑا پھرتا ہے اور اس کے سائے عمل خدا تعالیٰ کو معلوم ہیں قیامت میں ان کا بدلہ پائے گا۔ پھر اور ایک پرانی کھوپڑی اٹھا کر پوچھا کہ اس کو جانتے ہو، آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں، اس نے کہا کہ یہ بھی ایک بادشاہ کا سر جو اس کے بعد ہوا اور پہلے کا ظلم و ستم اس کو معلوم تھا، اس نے لوگوں کے ساتھ تواضع اور فروتنی کی اور اپنی رعیت کے ساتھ عدل سے پیش آیا، اب اس حال میں ہو گیا، خداوند کریم نے اس کے عمل بھی گن رکھے ہیں اس کا ثواب قیامت میں پائے گا۔ پھر ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف جھک کر کہا۔ اے ذوالقرنین یہ کھوپڑی بھی نہیں دونوں کی طرح ہو جائیگی، تو جو کچھ کیا کرے تامل سے کیا کر، آپ نے فرمایا کہ اگر تو میرے ساتھ چلے تو میں تجھ کو اپنا نائب اور وزیر مشیر اور شریک سلطنت کروں اس نے عرض کیا کہ میں اور آپ ایک جگہ نہیں رہ سکتے نہ اگٹھا ہو سکیں گے آپ نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے اس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ آدمی تمہارے سب دشمن ہیں اور میرے دوست۔ آپ نے فرمایا یہ کیوں ہے، اس نے کہا کہ اس لئے کہ آپ کے پاس ملک و دنیا ہے اسی کے سبب سب آپ کے دشمن ہیں اور چونکہ میں نے دنیا پر لات مار دی ہے۔ مجھ سے عداوت کی کوئی وجہ نہیں، میں چونکہ خود محتاج و مفلس ہوں میرا دشمن کوئی نہیں۔ یہ سن کر ذوالقرنین اس کے پاس سے چلے آئے اور اسکی باتوں پر کمال حیرت کرتے تھے۔ اور عبرت و نصیحت سمجھتے تھے۔

حکایت (۶۹۹) حضرت حسن کا قول ہے کہ مردوں کے پیچھے جو توں کی آواز ہوتی ہے اس پر احمقوں کے دل کم توقف کرتے ہیں۔ یعنی بے وقوف جلد سخی میں آجاتے اور ایک روز آپ نکلے اور لوگ پیچھے ہوئے، آپ نے پوچھا کہ مجھ سے کچھ غرض ہے تو خیر ورنہ عجیب نہیں

کہ یہ ساتھ چلنا ایسا انداروں کے دل میں کچھ باقی نہ چھوڑے۔ یعنی مشایعت سے خوف سلب معرفت کا ہے۔

حکایت (۶۰۰) روایت ہے کہ ایک شخص ابن محرز کے ساتھ سفر میں گیا جب اسے جدا ہونے لگا تو عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو، آپ نے فرمایا کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ بات کر کہ دوسرے کو جان لے، اور تجھ کو کوئی نہ جانے، چلتے وقت تیرے ساتھ کوئی نہ ہو، دوسرے سے تو پوچھے اور تجھ سے کوئی نہ پوچھے۔

حکایت (۶۰۱) حضرت ایوب سفر کے لئے نکلے ان کے ساتھ بہت سے لوگ ہوئے آپ نے فرمایا اگر مجھ کو یہ علم نہ ہوتا کہ خدا جانتا ہے کہ میں دل سے مشایعت کو بُرا جانتا ہوں تو مجھے خوفِ غضبِ الہی تھا۔

حکایت (۶۰۲) بعض اکابر کا قول ہے کہ میں حضرت ابو قتلابہ کے ساتھ تھا اتنے میں ایک شخص آیا جو بہت سے کپڑے پہنے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس بولنے لگے سے بچے رہو یعنی طلبِ شہرت نہ کیجو۔

حکایت (۶۰۳) حضرت ثورجی فرماتے ہیں کہ بزرگانِ سابقہ و شہرتوں کو بُرا جانتے تھے، عمدہ کپڑوں کی اور نیکے پٹے پرانے کپڑوں کی، اس لئے کہ آدمیوں کی نظر دونوں پر یکساں پڑتی ہے۔

حکایت (۶۰۴) ایک شخص نے بشر بن الحارث سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو، انہوں نے فرمایا اپنے ذکر کو بجا دے اور غذا کو حلال و پاک بنا۔

حکایت (۶۰۵) حوشب اس بات پر روئے کہ میرا نام جامع مسجد تک پہنچ گیا۔

حکایت (۶۰۶) محمد بن سوید سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں خشک سالی ہوئی ایک مرد صالح وہاں تھا کہ مسجد شریف ہی میں رہتا اور دعا مانگا کرتا۔ سب لوگ دعائیں پکھتے کہ اتنے میں ایک شخص آیا جو پرانے کپڑے پہنے تھا، اس نے آکر دو مختصر کعتیں پڑھیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الہی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ اسی وقت سینہ برسا دے، ابھی اس شخص نے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے اور نہ دعا سے فارغ ہوا تھا کہ آسمان بادلوں سے ڈھک گیا، اور اتنا سینہ برسا کہ مدینے کے لوگ ڈوبنے کے خوف سے فریاد کرنے لگے پھر اس شخص نے عرض کیا کہ الہی اگر تو جانتا ہے کہ اس قدر پانی ان کو بس ہے تو روک دے اسی وقت بارش ٹپکی اور

پھر یہ شخص مرد صالح کے پیچھے ہوا اور گھر اس کا معلوم کر کے صبح ہی اس کی خدمت میں گیا اور ملاقات کر کے کہا کہ میں ایک غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں اس لئے پوچھا کہ کیا مطلب ہے کہا یہ التجا ہے کہ آپ اپنی دعائیں مجھ کو بھی مخصوص کریں اس مرد صالح نے فرمایا سبحان اللہ تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اپنی دعائیں تم کو خاص کروں، تمہارا حال تو کل معلوم ہی ہو گیا۔ یہ کہو کہ یہ رتبہ تم کو کیسے ملا۔ اس نے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو امر و نہی کیا اس کو میں نے مانا اور اطاعت کی پس میں نے جو اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اس نے میرا سوال مجھ کو عنایت کیا۔

حکایت (۷۰۶) عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ وہب بن نبتہ سے روایت ہے کہ ایک سیاح درویش نے اپنے یاروں سے کہا کہ بھائیو! ہم نے سرکشی کے خوف کے مارے اپنا مال اور زن و فرزند تو چھوڑ دیئے مگر ہم کو یہ خوف ہے کہ جس قدر مالداروں کو مال سے طغیان ہوتا ہے کہیں اس سے زیادہ ہم کو دین سے نہ ہو جائے۔ دیکھو ہم میں سے اگر کوئی کسی سے ملتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ دینداری کے باعث ہماری تعظیم کرے اور اگر کچھ کام کو کہیں تو ہماری دینداری کے سبب اس کو لازم ہے کہ تعمیل کرے اور اگر کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے تو یہ اچھا جانتا ہے کہ ہماری دینداری کے جہت سے نرخ میں ارزاں لے، یہ حال وہاں کے بادشاہ کو معلوم ہوا تو اپنے لشکر کو لے کر درویش کی زیارت کو چلا، تمام جنگل اور پہاڑ آدمیوں سے بھر گیا۔ درویش نے پوچھا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ بادشاہ وقت آپ کی ملاقات کو آیا ہے، درویش نے خادم سے کہا کہ کھانا لاؤ وہ ساگ اور زیتون کا تیل اور خرما کے شگوفے لے آیا اور درویش نے اپنے گلے خوب بھر بھر کر بڑے بڑے تھے کھانے شروع کئے اتنے میں بادشاہ نے آکر لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا مرشد کہاں ہے انہوں نے درویش کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ ہے، بادشاہ نے پوچھا کہ تم کیسے ہو، اس نے جواب دیا کہ جیسے اور لوگ ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے جواب دیا کہ خیریت سے ہوں بادشاہ نے کہا کہ اس شخص میں کچھ خیر و برکت نہیں۔ اور یہ کہہ کر لوٹ گیا۔ درویش نے کہا کہ الحمد للہ کہ تو مجھ کو بڑا کہتا پھرا۔

حکایت (۷۰۸) حضرت فضیل بن غزوان سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ فلاں شخص آپ کو برا کہتا تھا آپ نے فرمایا کہ بخدا میں اس شخص کو جلاؤں گا جس نے اس کو امر کیا ہے

لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے، فرمایا کہ شیطان ہے۔ پھر فرمایا کہ الہی تو اس شخص کی مغفرت کر جس نے مجھ کو بُرا کہا، اور فرمایا کہ میرے اس کہنے سے شیطان بیشک جلتا ہوگا کہ میں نے اس شخص کے باب میں خدا کی اطاعت کی۔

حکایت (۷۰۹) شداد بن ادوس فرماتے ہیں کہ میں نے شروع اسلام سے کوئی کلمہ بدون درستی و پرداخت کے منہ سے نہیں نکالا سوائے اس کلمے کے جو آج نکل گیا، اور اس روز غلام سے یہ کہا تھا کہ دسترخوان لے آؤ کہ اس کو بھیج دیں اور صبح کا کھانا منگادیں، غرض یہ کہ بدون حاجت کبھی کلام زبان پر نہیں گذرا مگر آج اتفاق ہو گیا۔

حکایت (۷۱۰) سعید بن ابی مروان سے روایت ہے کہ میں پہاویں حضرت حسن بصریؒ کے بیٹھا تھا اور آپ مسجد میں کچھ فرماتے تھے اتنے میں دروازے سے حجاج بن یوسف سج اپنے اردلی کے زرد ہوا دار پر سوار اندر آیا اور مسجد میں چہار طرف دیکھنے لگا جتنا اجتماع کہ حضرت کے حلقے میں تھا اور جگہ نہ پایا۔ اسی طرف متوجہ ہوا۔ جب قریب حلقے کے پہنچا تو سواری سے اتر پڑا اور حضرت حسنؒ کی طرف چلا جب آپ نے اس کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو تھوڑی سی جگہ اپنی نشست میں سے چھوڑ دی، سعید کہتے ہیں کہ میں نے بھی تھوڑی سی جگہ اپنی نشست میں سے چھوڑ دی تو مجھ میں اور حضرت حسنؒ میں تھوڑا فاصلہ ہو گیا، اس قدر جگہ میں حجاج آکر بیٹھ گیا۔ اور حضرت حسنؒ جیسا کلام ہر روز کیا کرتے تھے ویسا ہی کہہ رہے تھے اس وقت بھی کہتے رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج حسن ویسے کہاں ہوں گے، دیکھو حجاج کے بیٹھنے سے کچھ کلام زیادہ کریں گے جس سے اس کی طرف تقرب پایا جائے یا اس کے رعب میں آکر کچھ کلام کم کرتے ہیں، مگر حضرت حسنؒ نے اور دونوں کی مانند ایک ہی سی گفتگو کی یہاں تک کہ کلام تمام کر دیا۔ اور کچھ پروانہ کی کہ کون بیٹھا ہے، جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو حجاج نے اپنا ہاتھ اٹھا کر آپ کے ہونڈھے پر مارا اور کہا کہ شیخ نے سچ کہا، اور خوب کہا، لوگو! ایسی ہی مجالس میں بیٹھا کرو اور جو کچھ وہاں سنو اس کو اپنا خلق و عادت بنا لو، مجھ کو حدیث شریف پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان مجالس الیک کرسوا یا صال الجنة" اور ہم لوگ تو خلق کے انتظام میں مبتلا ہو گئے۔ ورنہ ان مجالس میں ہم سے زیادہ تم نہ بیٹھتے کیونکہ ہم کو ان مجالس کی خوبیاں

زیادہ معلوم ہیں۔ بعد اس کے حجاج نے تبسم کر کے ایسی تقریر کی کہ حضرت حسنؑ اور حاضرین جلسہ سب اس کی بلاغت پر متعجب ہوئے۔ اور فارغ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی شام کا حضرت حسنؑ کی مجلس میں آیا اور جس جگہ حجاج کھڑا تھا وہاں ہی کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے مسلمانو! خدا کے بندو! تم کو تعجب نہیں ہوتا کہ میں ایک شخص بوطحا ہوں اور جہاد کرتا ہوں، گھوڑے، چرخ اور خیمے کی مجھے تکلیف ہے۔ اور میرے پاس تین سو درم ہیں۔ جو لوگوں نے دیئے ہیں اور میری سات لڑکیاں ہیں۔ غرض یہاں تک اپنی تنگدستی کی شکایت کی کہ حضرت حسنؑ اور سب لوگ ساکتی اس پر رحم کرنے لگے اور حضرت حسنؑ سر نیچے جھکائے تھے۔ جب وہ شخص کلام سے فارغ ہوا تو آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ خدا ان امر سے سمجھے انہوں نے اللہ کے بندوں کو اپنا غلام تصور کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے مال کو اپنا مال سمجھ لیا ہے لوگوں سے دینار و درم کے لئے لڑتے ہیں۔ جب دشمن خدا جہاد کو جانتا ہے تو خود چمکتے ہوئے خیموں میں رہتا ہے اور تیز سواروں پر سوار ہوتے ہیں اور اگر کسی دوسرے مسلمان بھالی کو جہاد پر بھیجا جاتا ہے تو بھوکا پیاسا پیادہ بھیج دیا جاتا ہے، اس طرح کی بڑی بڑی باتیں آپ نے سلاطین کے حق میں کہیں، اور ان کے عیبوں میں سے کچھ فرو گذاشت نہ کیا ایک شخص اہل شام میں کا اٹھا اور آپ کی چغلی حجاج سے جا کر کی اور بعینہ آپ کا کلام نقل کر دیا تھوڑی ہی دیر کے بعد حجاج کا آدمی آیا اور آپ سے کہا کہ امیر نے یاد کیا ہے حضرت حسنؑ ساتھ ہوئے اور ہم کو خوف ہوا کہ دیکھئے اس سخت کلامی کا کیا نتیجہ ہو، ذرا دیر کے بعد آپ تبسم کرتے واپس آئے اور میں نے بہت کم آپ کو ہنستے دیکھا آپ کا دستور ہمیشہ سے مسکرائے ہی کا تھا۔ جب تشریف لاکر اپنی جگہ بیٹھ گئے تو امانت کی عظمت بیان فرمائی اور فرمایا کہ آپس کے بیٹھنے میں بھی امانت ہے شاید تم کو یہ خیال ہو گا کہ خیانت درم و دینار کے سوا اور کسی چیز میں نہیں، حالانکہ اشد خیانت یہ ہے کہ تم لوگ ہمارے پاس بیٹھو اور ہم تم پر اعتبار کر کے کچھ ذکر کریں پھر تم اس کو ایک آگ کے شعلے سے جا کر کہدو۔ میرا حال یہ ہوا کہ جب اس شخص کے سامنے (حجاج کے) گیا تو اس نے کہا کہ آپ اپنی زبان کو کوتاہ کریں، یہ جو الفاظ کہے کہ دشمن خدا خود جہاد کرتا ہے تو ایسا ایسا ہوتا ہے اور جب دوسرے جہاد کرتا ہے تو چین چناں کرتا ہے۔ یہ باتیں مت کہو، یہاں سب کچھ پروا نہیں کہ لوگوں کو تم ہم پر انکھینہ کرو، اور نہ ہم اس بات سے تمہاری نصیحت کو لغو جانیں مگر آپ کو باتیں کم کرنی چاہئیں۔ پھر حسنؑ نے فرمایا کہ اس طرح خدا نے اسکو دفع کیا۔

حکایت (۱۱) حضرت ذوالنون مصریؒ ایک بار کھڑے ہوئے اور تھرانے لگے ایک

پیر حیوان کے ساتھ کھڑے ہوئے کہ ان میں اثر تکلیف کا معلوم ہوتا تھا، حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا کہ اے شیخ الذی یزاک فی حین تقوم یعنی خدا تمہارے اس قیام کو دیکھتا ہے، تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ پس وہ شیخ بیٹھ گیا۔

حکایت (۷۱۲) روایت ہے کہ ایک عالم کنویں میں گر پڑے لوگ ان کے نکلنے کو آئے اور سنی اندر ڈالی تو انہوں نے اندر سے قسم دلائی کہ جس شخص نے مجھ سے ایک آیت بھی قرآن مجید کی پڑھی ہو یا حدیث سنی ہو وہ اس رسی کو ہاتھ نہ لگائے، اسی خوف سے کہ مبادا اتنی خدمت لینے سے ثواب نہ جاتا ہے۔

حکایت (۷۱۳) شفیقؒ نے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک کٹر حضرت سفیان ثوریؒ کے پاس بطور ہدیہ بھیجا، انہوں نے مجھ کو واپس کر دیا، میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں تو آپ سے حدیث نہیں پڑھتا ہوں کہ آپ پھر سے دیتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں، مگر تمہارا بھائی مجھ سے حدیث پڑھتا ہے مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں اس کے لئے میرا دل اور نوکی بہ نسبت زیادہ نرم نہ ہو جائے۔

حکایت (۷۱۴) ایک بار ایک شخص انہیں کی خدمت میں ایک تھیلی یا دو تھیلیاں لایا اور اس شخص کا باپ آپ کا بڑا دوست تھا آپ اکثر اس کے پاس تشریف لے جاتے تھے، اس شخص نے عرض کیا کہ آپ کے دل میں میرے باپ کی طرف سے کوئی بات ہے، آپ نے فرمایا خدا سے بچنے وہ ایسا اور ایسا تھا، اس کی مدح و ثنا کی، اس نے عرض کیا کہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ مال میرے قبضے میں اسی کے ترکے سے آیا ہے تو میں اس قدر لایا ہوں کہ آپ بھی اس سے اپنی عیال کی پروا خت کریں پس حضرت سفیانؒ نے قبول کر لیا۔ مگر جب وہ شخص چلا گیا تو اپنے بیٹے مبارک سے کہا کہ جلد جاؤ اور اس شخص کو میرے پاس بلا لاؤ جب وہ شخص آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب میری مرضی یہ ہے کہ اپنا مال لے جاؤ اس نے ہر چند اصرار کیا مگر آپ نے نہ مانا اور واپس کر دیا، شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس کے باپ سے محبت اللہ تھی تو پڑا جانا کہ اس کے مال میں سے کچھ لیوں۔ آپ کے بیٹے مبارک کہتے ہیں کہ جب وہ شخص مال لے کر چلا گیا، میں رہ سکا اور آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپ کو کیا ہوا ہے یہ چند گنتی کے پتھر تھے ان کو واپس کیوں کر دیا۔ تمہارے یہاں کیا کنبہ نہیں، تم کو مجھ پر رحم نہیں آتا۔ اپنے بھائیوں پر رحم نہیں کرتے نہ ہمارے عیال پر رحم کرتے ہو، عرض جتنا کہا گیا خوب کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو خدا سے

ڈرو! اڑاؤ تو تم اور اسکی باز پرس ہو مجھ سے۔

حکایت (۱۵۷) روایت ہے کہ جیسی ذلت تو ننگروں کو حضرت سفیان ثوریؒ کی مجلس میں ہوتی تھی ایسی اور جگہ نہیں ہوتی تھی۔ آپ کا دستور تھا کہ تو ننگروں کو پچھلی صف میں بٹھلاتے تھے۔ اور اگلی صف میں فقراء ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ تو نگران کی مجلس میں تمنا کرتے تھے کہ کاش! ہم فقیر ہوتے۔

حکایت (۱۵۸) ابن سماک نے اپنی لونڈی سے کہا تھا کہ نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ جب میں بغداد میں آتا ہوں تو مجھ پر حکمت کا دروازہ کھل جاتا ہے، یعنی کلام حکمت آمیز بہت کہتا ہوں اس لئے جواب دیا کہ لالچ سے آپ کی زبان تیز ہو جاتی ہے۔

حکایت (۱۵۹) محمد بن واسط نے اپنے لڑکے کو اتراتے دیکھ کر بلایا اور کہا تجھے معلوم ہے کہ تو کون ہے، اور تیری ماں تو وہ تھی جس کو میں نے دو سو درم میں مول لیا تھا، اور تیرا باپ ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں میں ویسے بہت نکرے۔

حکایت (۱۶۰) روایت ہے کہ مطرف عبداللہ نے مہلب کو دیکھا کہ حریری جیب پہنے تختہ کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اے بندہ خدا اس چال کو خدا اور رسول بڑا جانتے ہیں اس نے جواب دیا کہ تم مجھے جانتے ہو، آپ نے فرمایا کہ ہاں جانتا ہوں۔ اول میں تو لطفہ خراب تھا اور انجام کو ایک مردار ناپاک ہو گا۔ اور اب غلاطت کو لادے پھرتا ہے۔ مہلب نے سن کر چلا گیا۔ اور وہ چال چھوڑ دی۔

حکایت (۱۶۱) حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا دستور تھا کہ جب صبح ہوتی تو رئیس تو ننگروں اور شریفوں کو دیکھا کرتے یہاں تک کہ ان سے فارغ ہو کر مساکین میں آتے اور ان کے پاس بیٹھ جاتے۔ اور فرماتے کہ مسکین کا گزر مسکینوں ہی میں ہے۔

حکایت (۱۶۲) یونس بن عبیدہ جب عرفات سے پھرے تو کہنے لگے کہ اگر میں لوگوں میں ہوتا تو یقیناً ان پر رحمت ہوتی۔ اب مجھے خوف ہے کہ شاید میرے سبب رحمت سے محروم نہ رہے ہوں۔

حکایت (۱۶۳) مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر پکارے کہ جو تم سب میں بڑا شخص ہو وہ باہر نکلے تو مجھ سے آگے کوئی نہ جاسکے گا۔ سب سے اول میں ہی دوڑوں البتہ جس کے اندر طاقت دوڑنے کی ہو وہ بڑھ جائے تو بڑھ جائے، راوی

کہتا ہے کہ جب ابن مبارک کو حضرت مالکؓ کا یہ کلام پہنچا تو انہوں نے فرمایا مالکؓ اسی جہت سے مالک ہوا ہے۔

حکایت (۷۲۲) موسیٰ بن القاسم کہتے ہیں کہ ایک بار ہمارے یہاں زلزلہ اور سرخ آہل آئی تو میں محمد بن مقاتلؒ کے پاس گیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ آپ ہمارے امام ہیں خدا سے دعا مانگئے۔ آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرے سبب تم ہلاک ہو تو میں اسی کو غنیمت جاؤں محمد بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے پھر خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ محمد بن مقاتلؒ کی دعا سے خدا تعالیٰ نے تم پر سے آندھی وغیرہ کو دور کر دیا۔

حکایت (۷۲۳) عمرو بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں صفا اور مروا کے درمیان تھا دیکھا کہ ایک شخص خمر سوار ہے اور اس کے آگے بہت سے غلام لوگوں کو دھکے دیتے اور سختی کرتے جاتے ہیں۔ پھر بعد چندے میرا گذر بغداد میں ہوا اور محل کے اوپر کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص ننگے سر اور ننگے پاؤں لمبے لمبے بال والا سامنے آیا میں نے اس کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ اس نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو، میں نے کہا کہ تمہاری صورت کا ایک آدمی میں نے مکہ معظمہ میں دیکھا تھا اور سب سے بتلائے اس نے کہا میں ہی شخص ہوں، میں نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہو گیا اس نے جواب دیا کہ میں نے ایسی جگہ بلند می ظاہر کی تھی جہاں لوگ انکسار کرتے ہیں، اس کے عوض میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو ایسی جگہ پت کر دیا جہاں لوگ رتبہ ظاہر کرتے ہیں۔

حکایت (۷۲۴) مغیرہ کہتے ہیں کہ ہم ابراہیمؑ سے اتنا ڈرتے تھے جیسے بادشاہ کا خوف ہوتا ہے اور وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس زمانے میں میں نقیبہ کوفہ کا ہوا ہوں وہ بڑا زمانہ ہے کہ مجھ کو شخص نقیبہ گنا جائے۔

حکایت (۷۲۵) عطاءؓ سلی جب رعد کی آواز سنتے تو اٹھتے بیٹھتے اور دروزہ والی عورت کی طرح پیٹ پکڑتے اور کہتے یہ بلا میرے سبب سے تم پر آئے گی، اگر میں مرجاؤں تو لوگوں کو راحت پہنچے۔

حکایت (۷۲۶) ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن المبارکؓ کے لئے دعا دی کہ جو تم کو توقع ہو خدا تعالیٰ عنایت فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ توقع بعد معرفت کے ہوتی ہے یہاں

سرسے معرفت ہی نہیں۔

حکایت (۷۲۷) حضرت سلمان فارسی کے پاس ایک روز اہل قریش فخر کرنے لگے، آپ نے فرمایا اگر میرا حال پوچھتے ہو تو ناپاک نطفے سے پیدا ہوا ہوں انجام کو مردار اور بد بودار ہو جاؤں گا پھر نمران میں اگر بلکہ بھاری رہا تو میں چھا ہوں اور اگر ہلکار ہا تو بڑا ہوں۔

حکایت (۷۲۸) حضرت حذیفہ نے ایک قوم کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا میرا سوا اور کوئی امام تلاش کر لو، یا اکیلے پڑھ لیا کرو اس لئے کہ تمہاری امامت سے میرے جی میں بات گزری کہ مجھ سے افضل ان میں کوئی نہیں۔

حکایت (۷۲۹) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا کثرت فساد کے باعث اس کا نام فساد ہی ہو گیا تھا اور ایک عابد بنی اسرائیل میں کثرت عبادت سے عابد مشہور ہو گیا تھا اور یہاں تک عبادت کی تھی کہ ایک ابر کا ٹکڑا اسپر سا یہ کئے رہتا تھا وہ شخص فساد ہی ایک روز اس کے پاس گذرا۔ اور دل میں سوچا کہ یہ عابد عبادت میں مشہور ہے اور میں فساد ہی ہوں، اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے یہ سوچ کر اس کے پاس جا بیٹھا۔ اور عابد نے سوچا کہ میں تو عابد ہوں اور یہ فساد ہی ہے میرے پاس کیوں بیٹھا اس سے تنگ کیا اور کہا کہ یہاں سے اٹھ جا خدا تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کو وحی کی کہ ان دونوں سے کہہ دو کہ عمل از سر نو کریں پہلے اعمال کا یہ حال ہے کہ میں نے فساد ہی کو بخش دیا اور عابد کے عمل باطل کر دیئے۔

حکایت (۷۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے کھانے سے کسی کوڑھی اور سفید داغ والے اور مریض کو نہ روکتے بلکہ اپنے دسترخوان پر بٹھالیتے۔

حکایت (۷۳۱) روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے یہاں ایک مہمان رات کو آیا اس وقت آپ کچھ لکھتے تھے اور چراغ میں تیل نہ تھا گل ہونے لگا، مہمان نے کہا کہ آپ فرمائیں تو میں اس کو درست کر دوں، آپ نے فرمایا، مہمان سے خدمت لینا اچھی بات نہیں، اس نے کہا کہ خادم کو جگا دوں آپ نے فرمایا وہ کچی نیند میں ہے یہ کہہ کر آپ ہی اٹھے اور کچی لے کر چراغ کو تیل سے بھر دیا مہمان نے کہا۔ اے امیر المؤمنین آپ ہی نے تکلیف کی، فرمایا کہ جب میں تیل لینے گیا تھا جب بھی عمر ہی تھا۔ اب پھر کر آیا تب بھی عمر ہی ہوں، مجھ میں سے کچھ کم نہیں ہو گیا۔ اور لوگوں میں سے بہتر وہی ہے جو اللہ

کے نزدیک متواضع ہو۔

حکایت (۳۲۶) حضرت ابو عبیدہ بن جراح جس وقت امیر لشکر تھے گھڑا پانی کا خود حمام میں لے جاتے تھے۔

حکایت (۳۲۷) ثابت ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت ابو ہریرہ مروان کی طرف سے خلیفہ تھے میں نے دیکھا کہ بازار سے لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے لاتے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ امیر کو راستہ دو۔

حکایت (۳۲۸) اصبح بن نباتہ تابعی فرماتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں میں گویا تصویر بندھ رہی ہے کہ حضرت عمرؓ بائیں ہاتھ میں گوشت اور دہنے ہاتھ میں درّہ لے ہوئے بازار میں گشت کرتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔

حکایت (۳۲۹) بعض تابعین سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ نے ایک درم کا گوشت خرید کر اپنی چادر میں رکھ لیا۔ میں نے عرض کیا کہ لائے میں لچھول اپنے فرمایا کہ عیالدار ہی کو اس کا لے چلنا زیبا تر ہے۔

حکایت (۳۳۰) زید بن وہب راوی ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ درّہ لے کر بازار میں نکلے۔ جو جامہ کہ اس وقت پہنے ہوئے تھے اس میں چودہ پیوند تھے جن میں سے بعضے چڑے کے بھی تھے۔

حکایت (۳۳۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جو بعضے شخصوں نے پیوند لگی چادر کے باعث اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے دل میں خشوع ہوتا ہے اور لوگ اقتدار کرتے ہیں۔

حکایت (۳۳۲) طاؤس کہتے ہیں کہ باوجودیکہ میں اپنے ان ہی دو کپڑوں کو دھولیتا ہوں، پھر بھی جب تک اگلے رہتے ہیں میں اپنے دل کو نہیں پہچانتا۔

حکایت (۳۳۳) روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے لئے قبل خلافت لباس ہزار دینار کا لیا جاتا تھا تو فرماتے تھے اس میں اگر سختی ہوتی تو بہت عمدہ تھا، خلافت کے بعد ان کا لباس پانچ درم کو بول آتا تھا اور فرماتے تھے کہ اس میں یہی عیب ہے کہ نرم ہے۔ درندہ بہت خوب تھا، لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپ کا لباس اور سواری اور عطر

سابق کہاں گیا، آپ نے فرمایا مجھ کو خدا تعالیٰ نے نفس زینت پسند اور شائق عنایت کیا ہے دنیا میں جو مرتبہ آتا گیا اس اعلیٰ مرتبہ کی خواہش کرتا گیا، یہاں تک کہ جب سلطنت کا مزا اس نے چکھا جو سب دنیاوی مراتب سے اعلیٰ ہے تو مشتاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک کے مراتب کا ہوا۔

حکایت (۶۴) سعید بن سہید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو نماز جمعہ کی بڑھائی اور بیٹھ گئے اس وقت آپ ایک کرتہ پہنے ہوئے تھے جس کے گرمیاں میں سامنے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ دیا ہے آپ بیٹے کیوں نہیں آپ نے بڑی دیدہ تک سر جھکائے رکھا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ بہتر میانہ روی تو مگر میں ہوتی ہے اور عفو میں افضل وہی ہے جو قدرت کے وقت ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص زینت کو خدا کے واسطے جوڑ دے، اور خدا کے لئے تواضع کی راہ سے اچھے کپڑے پہنے ترک کرے تو اللہ تعالیٰ بالضرور اس کے لئے سب سے عمدہ لباس جنت کا حج فرمائے گا۔

حکایت (۶۵) روایت ہے کہ ایک عابد ایک پہاڑ پر جا رہا۔ اس کو خواب میں یوں حکم ہوا کہ فلاں موچی سے جا کر اپنے لئے دعا کرا۔ عابد اس کے پاس آیا پوچھا کہ تمہارا عمل کیا ہے، اس نے کہا کہ میں دن کو روزہ رکھ کر مزدوری کرتا ہوں اور اس میں سے کچھ خیرات کرتا ہوں، اور بال بچوں کو کھلاتا ہوں، عابد پھر آیا اور کہنے لگا کہ یہ عمل تو اچھا ہے مگر ایسا تو نہیں جیسا صرف خدا کی طاعت کے سوا اور کچھ نہ کرے دوسری بار پھر خواب میں حکم ہوا کہ موچی سے جا کر پوچھ کہ ہزار رنگ زرد کیوں ہے جب آکر دریافت کیا تو اس نے کہا کہ جو آدمی مجھے نظر پڑتا ہے میں بھی تصور کرتا ہوں کہ یہ تو نجات پائے گا، اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ عابد نے کہا کہ اسی وجہ سے یہ شخص مقبول ہے۔

حکایت (۶۶) مسلم بیار فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سجدے میں اس زور سے گیا کہ میرے دونوں آگے کے دانت ٹوٹ گئے کسی نے مجھ سے کہا کہ ہم اللہ سے توفیق منصرف رکھتے ہیں یعنی اس لئے عمل نہیں کرتے۔ مسلم نے جواب دیا کہ رجا یہ ہرگز نہیں جس چیز کی رجا

ہو جاتی ہے آدمی اس کو ڈھونڈتا ہے۔ اور جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے بھاگتا ہے۔
حکایت (۶۳) حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ دو شخص مسجد میں آئے ان میں سے
 ایک مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر ہنسنے لگا کہ مجھ جیسا آدمی خدا کے گھر میں جائے، یعنی شدتِ حیات
 وانکسار سے پہلے کہا اسی جگہ صدیقوں میں لکھا گیا۔ یعنی تعظیمِ مسجد اس درجہ پر کی کہ اپنے جانے سے
 گویا مسجد کو آلودہ سمجھا۔

حکایت (۶۴) حواریوں نے ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا
 کہ دیکھئے یہ مسجد کتنی عمدہ ہے۔ آپ نے فرمایا اے میری امت میں تم سے صحیح کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
 اس مسجد کی اینٹ پر اینٹ قائم نہ چھوڑے گا۔ اس مسجد والوں کے گناہ کے باعث سب کو
 برباد کرے گا، اللہ کے نزدیک سونے چاندی کی کچھ قدر ہے اور نہ ان اینٹوں کی قدر جو تم کو
 اچھی معلوم ہوتی ہیں بلکہ اس کے نزدیک سب محبوب چیزیں نیکل ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ زمین
 کو آباد کرتا ہے اور جب وہ نیک بخت نہیں رہتے تو انہیں کی سلامت سے زمین کو
 ویران کرتا ہے۔

حکایت (۶۵) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک جوہن تھا جس نے خدا تعالیٰ
 کی عبادت کی تھی پھر اس کی نافرمانی بھی میں برس تک کی پھر آئینہ میں جو دیکھا تو ڈاڑھی
 میں سفیدی نظر آئی اور پھر معلوم ہوا جناب الہی میں عرض کیا کہ خدا یا میں نے میں برس
 تک تیری طاعت کی اور میں برس تک نافرمان رہا اب اگر انہی حرکات سے باز آ کر تیری
 طرف رجوع کروں تو تو قبول فرمائے گا، اسی وقت ایک آواز سنی مگر کہنے والا نظر نہ آیا
 مطلب اس کا یہ تھا کہ تو نے ہم سے دوستی کی تو ہم نے بھی تجھ سے محبت رکھی اور جب نے
 ہم کو چھوڑا تو ہم نے بھی تجھ کو چھوڑ دیا اور تو نے نافرمانی کی تو ہم نے مہلت دی اب اگر
 رجوع کرے گا تو پھر فرمائیں گے۔

حکایت (۶۶) بعض مریدین نے اپنے مرشد ابو عثمان مغربی سے عرض کیا کہ میری زبان
 بعض اوقات ذکر و قرآن پر جاری ہو جاتی ہے حالانکہ میرا دل غافل ہوتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ
 خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہارے ایک عضو کو خیر میں لگایا اور ذکر کا عادی بنایا اور شر میں لگایا
 نہ فضول کا عادی فرمایا۔

حکایت (۶۷) بنی اسرائیل کے قصوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شہر میں

نکاح کیا تھا اپنے غلام کو اس عورت کو لانے کے لئے بھیجا، اثنار راہ میں اس کے نفس نے براہ
نفسانیت اس عورت سے اپنا مقصود چاہا مگر اس غلام نے اپنے نفس پر مجاہدہ کر کے روک
رکھا اور اس کی خواہش سے مغلوب نہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کے تقویٰ کی بدولت اس کو
بنی اسرائیل کا پیغمبر کر دیا۔

حکایت (۷۴۸) بعض عارفین کے حال میں لکھا ہے کہ وہ اپنے کپڑے اٹھائے
ہوئے کچھ میں جاتے تھے اور پاؤں گڑا کر رکھتے تھے کہ پھل نہ جائے، انکا
پاؤں پھل گیا۔ اور گڑے پھر اٹھ کر عین کچھ میں روتے ہوئے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی
حال بندے سے کاہے کہ ہمیشہ گناہوں سے بچتا چاہتا ہے، اور کنارہ کشی کرتا
ہے، یہاں تک کہ ایک دو گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، پھر تو بالکل گناہوں
میں دھنس جاتا ہے۔

حکایت (۷۴۹) حضرت فضیل نے فرمایا کہ آدمی پر جو گردش زمانہ یا تم ابنا جنس ہو تو
جانے کہ سب میرے گناہوں کی بدولت ہے۔

حکایت (۷۵۰) بعض اکابر کا قول ہے کہ اگر میرے گدھے کی عادت بگڑ بھی جائے تو
میں یہی جانوں کہ میرے ہی قصور کے سبب ہے۔

حکایت (۷۵۱) ایک عارف فرماتے ہیں کہ میں اپنے گناہ کی عقوبت گھر کے چوہے میں
بھی جانتا ہوں،

حکایت (۷۵۲) بعض صوفی راوی ہیں کہ میں نے شام کے ملک میں ایک غلام
نصرانی خوبصورت کو دیکھا اور کھڑا ہو کر اس کے جمال کو تاکنے لگا، اتنے میں میرے
پاس ابن جلاؤد مشقی آئے، اور میرا ہاتھ پکڑا، مجھ کو شرم آئی اور بات بنا کر
ان سے عرض کیا کہ مجھے اس کی صورت دیکھ کر یہ تعجب تھا کہ نہ جانے خدا کی کیا حکمت
ہے کہ ایسی صورت بھی آگ میں جائے گی، انہوں نے میرا ہاتھ دبایا اور فرمایا کہ چند
روز بعد اس کی سزا تم کو ملے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ تیس برس بعد اس کی سزا مجھ کو ملی کسی
مصیبت میں گرفتار ہوا۔

حکایت (۷۵۳) ابو عمرو بن علوان سے ایک قصہ منقول ہے سب قصہ تو بہت طویل
سے الا اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں ایک روز نماز پڑھتا تھا اثنائے نماز میں میرے دل میں

خواہش ابھری اس کی سوچ بہت دیر تک کے گیا یہاں تک کہ اس سے خواہش لوٹے بازی کی پیدا ہوئی، فوراً میں زمین پر گر پڑا۔ اور تمام جسم سیاہ ہو گیا، لوگوں کی شرم سے میں تین دن گھر میں چھپا رہا اور بدن کو صابون سے حمام میں جا کر دھوتا مگر سیاہی بڑھتی گئی، تین دن کے بعد رنگ صاف ہوا۔ پھر میں حب الطلب حضرت جنید بغدادی کے موضع رقعہ سے بغداد کو گیا جب ان کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہو کر تیرا نفس ایسا شہوت میں ڈوبا کہ تجھ کو مغلوب کر کے حضور نبی الہی سے نکال دیا اگر میں تیرے لئے دعا نہ کرتا اور تیری طرف سے خدا کے سامنے تائب نہ ہوتا تو تو خدا کے سامنے اسی کلمے رنگ سے جانا مجھے بڑا تعجب ہوا کہ حضرت جنید نے میرا حال کس طرح معلوم کیا۔ میں تو رقعہ میں تھا اور آپ بغداد میں تشریف رکھتے تھے۔

حکایت (۷۵۴) ایک شخص نے حضرت محمد بن واسع سے کہا کہ مجھے وصیت فرمائیے، اپنے فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ دنیا اور آخرت میں بادشاہ رہنا، ان سے عرض کیا کہ یہ بات مجھ کو میرے کیسے ہوگی آپ نے فرمایا کہ دنیا میں زہد کو اپنے اوپر لازم کرنا۔

حکایت (۷۵۵) ایک شخص نے حضرت معاذ سے عرض کیا کہ مجھ کو وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اگر تو رحم کیا کرے تو میں تیرے لئے جنت کا کیفی ہوں، گویا آپ کو بفرست اسکا سخت دل ہونا معلوم ہو گیا تھا اس لئے رحم کی وصیت کی۔

حکایت (۷۵۶) کسی نے حضرت ابو سعید خدری سے عرض کیا کہ مجھ کو وصیت فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا خوف اپنے اوپر لازم کر کہ ہر ایک بہتری کی جڑ یہی ہے اور جب ادھرنا اپنے اوپر لازم کر اسلام میں رہنا نیت اسی کو کہتے ہیں اور قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھا کر کہ وہ تیرے لئے زمین والوں میں نور ہوگا آسمان کے لوگوں میں تیری یاد رہی اور بہتر بات کے سوا سکوت اختیار کر کہ اس کے باعث شیطان غالب ہو جائے گا۔

حکایت (۷۵۷) ایک شخص نے حضرت حسن سے عرض کیا کہ مجھ کو وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ خدا کی بات کی بڑائی کہ خدا تیری عزت کرے گا۔

حکایت (۷۵۸) لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ علماء سے اپنے زانو بھرا کر ان سے مجاہدہ مت کر ورنہ تجھ کو بڑا سمجھیں گے اور دنیا میں سزا ر قوت بشری رکھ لے اور باقی جو کما ہے آخرت کے لئے خرچ کر اور دنیا کو بالکل ترک مت کر کہ اپنا بوجھ لوگوں کے زبے

ڈالے۔ اور ان کی گردن کا وبال بنے۔ اور وہ ایسا رکھ جس سے شہوت ناقص ہو، ایسا مستدکھ جس سے نماز میں خلل واقع ہو اس لئے کہ نماز رونے سے افضل ہے۔ اور بیوقوف کے پاس ہمت بیٹھا اور نہ دوزخی آدمی سے رہے۔

حکایت (۵۹) ایک شخص نے محمد بن کرام سے وصیت چاہی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے خالق کی رضا مندی میں اتنی کوشش کرنی چاہئے جتنی اپنے نفس کی رضا مندی میں کوشش کرتے ہو۔

حکایت (۶۰) ایک شخص نے حادثات سے وصیت کے لئے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے دین کا غلاف ایسا بناؤ جیسا کلام مجید کے لئے بنواتے ہو کہ کسی طرح کی گور اس پر نہ پڑنے پائے۔ سائل نے پوچھا کہ دین کے غلاف سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ طلب دنیا کو چھوڑ دینا الا بقدر ضرورت اور کثرت کلام زاد از ضرورت کا بھی تارک ہونا اور بے ضرورت لوگوں سے ملاقات ترک کریں۔

حکایت (۶۱) حضرت حسن بصریؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نامہ لکھا کہ بعد حمد و صلوات کے معذوم ہونا چاہئے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ خوف و لاتاہے اور ڈراتاہے اس سے ڈرنا اور خوف کرنا چاہئے، اور جو تمہارے پاس اب موجود ہے اس میں سے آگے کو اسلئے لو اور موت پر یہ حال ٹھیک ٹھیک معلوم ہوگا۔ والسلام

حکایت (۶۲) ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت حسن بصریؒ کو لکھا کہ آپ مجھ کو وعظ نصیحت کیجئے اس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ بعد حمد و صلوات کے واضح ہو کہ نسبت بڑی ہوں اور امور و ہشتناک تمہارے آگے ہیں اور تم کو ان کا دیکھنا مزور پڑ گیا یا نجات سے یا تباہی کے ساتھ اور یہ بھی جان لو جو شخص اپنے نفس کو جاننا چاہتا ہے وہ نفع میں رہتا ہے اور جو اس سے غافل رہتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے اور جو شخص انجام کار پر نظر رکھتا ہے وہ نجات پاتا ہے اور جو ہوائے نفس کی اطاعت کرتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے اور جو علم کرتا ہے اس کو غنیمت مطلق ہے اور جو ڈرتا رہتا ہے وہ بچ جاتا ہے اور جو مامون رہتا ہے وہ عبرت پکڑتا ہے۔ اور عبرت والا صاحب بصیرت ہوتا ہے اور اہل بصیرت غنیم ہوتا ہے اور غنیم آدمی واقف کار ہوتا ہے پس جب تم سے کوئی اغزش ہو جائے تو اس سے باز آجانا چاہئے اور جب ندامت کرو تو خطا کو بڑے اٹھاؤ و اور اگر کوئی بات نہ آتی ہو تو پوچھو لو

اور جس وقت تم کو غصہ آوے اس کو روکو انتہی۔

حکایت (۷۳) مطرف بن عبداللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں لکھا کہ بعد حمد و صلوة کے معلوم کرنا چاہئے کہ دنیا عقوبت کا گھر ہے، اس کو وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں اور اس سے مخالفہ اسی کو ہوتا ہے جس کو علم نہیں، اے امیر المؤمنین اس میں ایسے رہو جیسے کوئی اپنے زخم کا علاج کرتا ہے کہ خوف انجام کے درد و شدت دو پر صبر کیا کرتا ہے۔

حکایت (۷۴) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے علی بن ارطاة کو لکھا کہ بعد حمد و صلوة کے واضح ہو کہ دنیا خدا کے اولیاء کی اور اس کے اعداء کی دونوں کی دشمن ہے اس کے اولیاء کو رنج پہونچاتی ہے اور اعداء کو مخالفہ دیتی ہے۔

حکایت (۷۵) اور نیز اپنے عالموں کو اپنے لکھا کہ تم کو قدرت بندوں پر ظلم کرنے کی حاصل ہے مگر جب کسی پر ظلم کا ارادہ کرو تو یاد کرنا کہ تمہارے اوپر بھی قادر ہے اور اس بات کو خوب سمجھ لینا کہ جو کچھ لوگوں پر تم جو رو تم کرو گے وہ ان پر گذر جائے گا مگر تم پر باقی رہے گا اور یہ بھی جان لو کہ خدا تعالیٰ مظلوموں کے انتقام میں ظالموں کو پکڑے گا۔ والسلام

حکایت (۷۶) روایت ہے کہ بعض فقراء نے کسی اہل دل سے شکایت مفلسی کی اور اس کے باعث اپنا شدت سے غمگین رہنا بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ تمہیں یہ منظور ہے کہ تم اندھے ہو جاؤ اور کس ہزار درم کو اس نے انکار کیا، پھر انہوں نے فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ کس ہزار درم ہو اور گونگے ہو جاؤ اس نے عرض کیا کہ نہیں، انہوں نے فرمایا کہ کس ہزار درم کے عوض تم کو نجا اور بولا ہونا منظور ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں، انہوں نے فرمایا کہ تمہیں اپنے آقا کی شکایت کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ کہ باوجودیکہ پچاس ہزار درم کی مالیت اس نے تم کو دی پھر شکایت کرتے ہو۔

حکایت (۷۷) حکایت ہے کہ کوئی قاری مفلسی کے باعث نہایت تنگدل اور اور مضطر ہوا، خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تم چاہو تو ہزار دینار لے لو ہم سورۃ النعام تم کو بھلا دیں گے اس نے کہا کہ یہ مجھے منظور نہیں۔ پھر متاوی خیر نے کہا کہ سورۃ ہود کو بھلا دیں، اس نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ سورۃ یوسف کہا کہ نہیں اس طرح

دس سورتوں کے نام لے اور یہ سب پر انکار کرتا گیا۔ تب اس نے کہا کہ تیرے پاس ایک گھونٹ پانی کی چیز ہے اور تو شکایت کرتا ہے۔ صبح کو اس کا افلاس دور ہو گیا۔

حکایت (۷۶۸) حضرت ابن السہاک کسی غلیفہ کے پاس تشریف لائے وہ اس وقت مانی کا پیالہ لے بی رہا تھا اس نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا کہ فرض کرو یہ پیالہ مانی کا تم کو تمہارے تمام نقدی کے عوض ملتا نہیں تو پیالہ سے رہتے تو تم نقدی سے دست بردار ہوتے یا نہیں، اس نے عرض کیا بیشک سب نقدی دے ڈالتا، پھر آپ نے فرمایا کہ اگر ایسی کی عیوض تمام ملک تھیں دینا پڑتا تب بھی دیتے، اس نے کہا بیشک، آپ نے فرمایا کہ پھر ایسے ملک پر خوشی مت کرو جس کی قیمت ایک گھونٹ پانی ہے۔

حکایت (۷۶۹) بعض صوفیوں کا دستور تھا کہ ہر روز شفا خانہ اور گورستان اور ایسی جگہ میں جہاں مجرموں کو سزا ملتی تھی جایا کرتے تھے، شفا خانوں میں اس لئے جایا کرتے تھے کہ بیماروں کو انواع و اقسام کے امراض میں مبتلا دیکھ کر اپنی صحت و سلامتی کا دھیان کریں اور دل کو یہ لوگوں کے مصائب دیکھ کر شعور اپنی صحت کی نعمت ہو جائے، اور شکر نعمت بجالائے اور مجرموں کو اس لئے دیکھتے تھے کہ ان کو بیاعث قتل و چوری وغیرہ کے طرح طرح کے عذاب دیئے جاتے تھے کوئی جان سے مار ڈالا جاتا تھا کسی کا ہاتھ کٹتا تھا کسی کا پاؤں تو ان کو دیکھ کر خدا کا شکر کرتے کہ اس نے گناہوں سے محفوظ رکھا اور سزاؤں کی نوبت نہ آنے دی اور گورستان میں جانے کی وجہ یہ تھی کہ اس کو دیکھ کر یہ تصور آئے کہ مردوں کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ دنیا میں واپس آویں تو ایک ہی روز کے لئے آویں عاصی تو اسلئے رجوع پسند کرتا ہے کہ تدارکِ ایام گزشتہ کرے اور صبر اس لئے کہ طاعت زیادہ کرے۔

حکایت (۷۷۰) حضرت ربیع بن خثیم باوجود کمال بصیرت کے اسی طریق سے مدد دیا کرتے تھے۔ تاکہ معرفتِ نعمہائے پختہ ہو جائے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی اپنے گلے میں ایک طوق ڈال کر لحد میں لیتے، اور کہتے۔ رَبِّ ارْجِعْهُنَّ لَعَلَّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور کہتے اے ربیع تیرا سوال پورا ہوا تو اس وقت سے پہلے کچھ کرے، جس وقت درخواست رجوع کرنے کی کرے اور واپس بھیجا جاویگا۔

حکایت (۷۷۱) حضرت فیصل بن عیاض فرماتے ہیں کہ گو نعمتوں کا شکر ضرور کیا کرو ایسا کم ہوا ہے کہ نعمت کسی قوم کے پاس سے جا کر پھرائی ہو۔

حکایت (۷۷۲) روایت ہے کہ کسی اہل دل کا کوئی دوست تھا اسے بادشاہ نے مقید کیا، اس نے یہ خبر ان بزرگ کو کہلا بھیجی اور شکوہ اپنے قید ہونے کا لکھا، انہوں نے جواب میں فرمایا کہ خدا کا شکر کرو بادشاہ نے اس شخص قیدی کو ہنڈوایا، اس نے پھر شکایت ان بزرگ کے پاس کہلا بھیجی، انہوں نے پھر فرمایا کہ خدا کا شکر کرتے ہیں ایک جو سی قید ہوا جے دستوں کی بیماری تھی سلطان کے حکم سے ایک ہی بٹری میں دونوں کو رکھا ایک کڑا اس شخص کے پاؤں میں اور دوسرا نجونی کے پاؤں میں اس سے یہ ماجرا بھی کہلا بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ شکر خدا کر، پھر وہ نجوسی پاخانے کے واسطے بہت دفعہ اٹھتا اور اس شخص کو بھی اس کے ساتھ اٹھنا پڑتا اور وقت فراغت تک اس کے سر پر کھڑا رہتا۔ عرض اس تکلیف کو بھی اس نے بزرگ کی خدمت میں لکھا انہوں نے فرمایا کہ شکر خدا کر، تب اس نے دل تنگ ہو کر لکھا کہ کہاں تک شکر کئے جاؤں، اس مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت ہے انہوں نے جواب دیا کہ جو زنا نجوسی کی کمزیر ہے اگر تیری کمزیر میں دال دیا جاتا تو تو کیا کرتا۔

حکایت (۷۷۳) بعض کا برسے کسی نے درخواست کی کہ آپ دعائے استغفار کے لئے باہر نہیں نکلنے میں بند ہے انہوں نے فرمایا کہ تم پتھر کی بارش میں خیر جانتے ہو اور میں پتھر کی بارش میں خیر جانتا ہوں یعنی اعمال خلیق پتھر بننے کے ہیں پس اس میں گویا خیر کا ہونا داخل انعام ہے اس لئے میں طلب باران کو نہیں نکلتا کہ مقام شکر میں اظہار مصیبت کی گنجائش نہیں۔

حکایت (۷۷۴) حضرت عمر بن عبد العزیز ایک اپنے بیمار لڑکے کے پاس گئے، اور فرمایا کہ جان پورا کر تو میری ترازو میں ہو تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ میں تیری ترازو میں ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کی مرضی کے موافق اگر ہو تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میری مرضی کے موافق ہو۔ خلاصہ حضرت عمر کے قول کا یہ ہے کہ اگر تو وفات پائے اور میں صبر کروں تو اس سے اس کو اچھا سمجھتا ہوں کہ میں وفات پاؤں اور تو صبر کرے یعنی جزائے صبر میرے نامہ اعمال میں رہے اور حاصل لڑکے کے جو اب کا ظاہر ہے کہ جو

بات والد کو محبوب دیکھی اس کو محبوب جانا۔

حکایت (۶۶۵) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی نے ان کے بڑے کے کی وفات کی خبر سنا لی اپنے ان لله وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایک عیب کو چھپایا اور مشقت کو مٹالا، اور ثواب پہنچایا، بھرا کر دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کا حکم ہم کو تھا وہ ہم کر چکے۔ یعنی خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ**۔ تو ہم نے دونوں باتیں داکیں۔

حکایت (۶۶۶) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی مصیبت آئے اور وہ اس میں کڑے پھاڑے اور چھاتی کوٹے تو ایسا ہے کہ نیزہ لے کر وہ خدا تعالیٰ سے لڑنے کو تیار ہوا۔

حکایت (۶۶۷) حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا کہ سونا آگ سے امتحان کیا جاتا ہے اور ایمان دار بندے کا امتحان مصیبت سے ہوتا ہے پس جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو محبوب جانتا ہے تو ان کو مبتلائے مصیبت کر کے امتحان لیتا ہے اس صورت میں جو شخص اس سے راضی رہتا ہے وہ بھی اس سے راضی ہے اور جو ناراض ہوتا ہے اس سے وہ ناراض ہے۔

حکایت (۶۶۸) اخف بن تیسر کہتے ہیں کہ ایک روز میری ڈاڑھ میں بہن درد تھا میں نے اپنے چچا سے کہا کہ ڈاڑھ کے درد کے مارے مجھے رات بھر نیند نہیں آئی اسپطرح نین بار میں نے کہا، انہوں نے فرمایا کہ تو ایک ہی رات میں ڈاڑھ کی اتنی شکایت کرتا ہے۔ میری آنکھ تیس برس سے جاتی رہی ہے، مگر کسی کو معلوم بھی نہیں ہوا۔

حکایت (۶۶۹) بعض اکابر سے مروی ہے کہ میں نے ایک سفر میں ایک بوڑھا نہایت سال خوردہ دیکھا، میں نے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ اب بدلے جوانی میں میں اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا اور وہ مجھے ایسا ہی جانتی تھی اور اتفاق سے اس کا نکاح بھی مجھ سے ہوا۔ شب زفاف کو میں نے اس سے کہا کہ آؤ اس رات کو نوافل شکر میں پائیں کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم کو ملایا، غرض وہاں ہم دونوں نے نماز میں کھائی اور کسی کو فرصت ایک دو سکر کے پاس رہنے کی نہ ہوئی۔ ہر ایک کی زبان حال گویا یہ

کہہ رہی تھی۔ ع

چلو بس ہو چکا ملنا نہ ہم خالی نہ تم خالی۔

جب دوسری رات ہوئی تب بھی ہم دونوں نے وہی گفتگو کی اور رات بھر شکر گزار کی میں کاٹ دی۔ اسی طرح سٹریا اسی برس سے اسی حال پر ہم دونوں ہیں پھر اس نے بڑھیا سے پوچھا کہ یوں ہی ہے، اس نے کہا کہ واقع میں جیسا کہتا ہے ویسا ہی ہوا ہے۔

حکایت (۶۸۰) حدیث میں یہ قصہ مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں سے دو شخصوں نے آپس میں خدا کے واسطے بھائی چارہ کیا تھا۔ ایک دن ان دونوں میں سے ایک اپنے نفس پر زیادتی کرتا تھا اور دوسرا عابد تھا۔ اور ہمیشہ پہلے کو وعظ و ملامت کرتا تھا وہ اس کے جواب میں کہہ دیتا کہ میں جاؤں اور میرا پروردگار تم میرے اوپر ناظر مقرر نہیں یہاں تک کہ ایک روز عابد نے اس دو شخص کو گناہ کبیرہ کرتے دیکھ لیا اور غصے میں آکر کہا کہ تجھ کو خدا نہ بخشے، خدا تعالیٰ اس عاصی سے قیامت کے روز فرمائے گا کہ کیا کسی کو یہ تاب و طاقت ہے کہ میری رحمت میرے بندوں سے روک لے، جا میں نے تجھ کو بخش دیا۔ اور عابد سے ارشاد فرمائے گا کہ تجھ پر میں نے دوزخ کو لازم کر دیا۔

حکایت (۶۸۱) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک چور چالیس برس تک رانہ زنی کرتا رہا۔ اس کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ہوا۔ اور آپ کے پیچھے ایک عابد حواریین میں سے تھا۔ چور نے اپنے دل میں کہا، کہ یہ پیغمبر خدا یہاں سے گذرتے ہیں اور ان کے پہلو میں ایک حواری بھی ہے اگر میں بھی اتر کر ان کے ساتھ ہوں تو پتھر ہے، ارادہ کر کے اتر اور چاہتا تھا کہ عابد کے پاس جائے مگر اس کی تعظیم اور اپنے نفس کی تحقیر کر کے کہتا تھا کہ مجھ جیسے شخص کو اس عابد کے برابر چلنا نہیں چاہئے۔ اُدھر عابد نے جو معلوم کیا کہ میرے ساتھ چور آتا ہے تو اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص میری برابر ہی کرتا ہے اس خیال سے اس سے کنارہ کر کے آگے بڑھ گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر چلنے لگا۔ صرف چور پیچھے رہ گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ ان دونوں سے کہہ دو کہ تمہارے پہلے عمل ہم نے باطل کر دیئے اب نئے سرے سے عمل کرو۔

حواری کے حنات جاتے رہے، اس وجہ سے کہ اس نے اپنے نفس پر عجب کیا اور اس
دوسرے شخص کی برائیاں مٹا دیں اس لئے کہ اس نے اپنے نفس کو حقیر جانا حضرت
نے بوجہ حکم کے ان دونوں کو اطلاع کر دی، اور چور کو اپنے ساتھ لیا اور
اس کو حواری کیا۔

حکایت (۷۸۲) بکر بن سلیم صوفی فرماتے ہیں کہ ہم باریک بن الن کے پاس
اس شام کو گئے جس میں ان کا انتقال ہوا۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے، انہوں
نے فرمایا، مجھے نہیں معلوم کہ تم کو کیا جواب دوں، مگر عنقریب تم خدا تعالیٰ کا عفو اتنا
دیکھو گے جس کا کچھ تم کو گمان بھی نہ ہوگا۔ پھر ہم وہاں ہی تھے یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں
ہم ہی نے بند کیں۔

حکایت (۷۸۳) روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے یہاں ایک
مجوسی نے مہمان ہونا چاہا، آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جاوے
تو میں کھانا کھلا دوں گا۔ وہ مجوسی چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ تم نے
اس کے دین سے اختلاف کے باعث اس کو کھانا نہ کھلایا ہم اس کو ستر برس سے
باوجود کفر کے کھانا دیئے جاتے ہیں اگر تم ایک رات کھلا دیتے تو کیا تھا۔ حضرت ابراہیم
اسی وقت اس مجوسی کے بچے دوڑتے گئے اور اس کو بلالائے اور نیافت کی مجوسی
لے پوچھا کہ اب سبب نیافت کیا ہے۔ اول تو آپ نے انکار ہی کر دیا تھا مگر آپ نے
سارا قصہ اس سے مذکور فرمایا۔ مجوسی نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے یہ معاملہ کرتا ہے
پھر آپ سے عرض کر کے مسلمان ہو گیا۔

حکایت (۷۸۴) استاد ابوہل معلوک جو ہمیشہ ڈرانے میں معروف تھے انہوں
نے ابوہل زجاجی کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ جب قدر تم ڈرایا کرتے
تھے اس سے معاملہ ہم نے سہل دیکھا۔

حکایت (۷۸۵) عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ
تین مرد اور ایک عورت جنازہ لئے جاتے ہیں، میں نے عورت کی طرف کا پارہ لے لیا،
اور قبرستان میں جا کر بعد نماز اس میت کو دفن کیا پھر میں نے اس عورت سے پوچھا کہ
یہ مردہ تیرا کون تھا، اس نے کہا کہ میرا بیٹا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے کوئی پڑوسی نہ تھا

اس نے کہا پرسوی کیوں نہیں ہیں مگر اس مردے کو حقیر سمجھتے تھے، میں نے کہا کہ اس میں کتنا برائی تھی، اس نے کہا کہ یہ لڑکا محنت تھا مجھے اس عورت پر رحم آیا اور اس کو اپنے گھر لے جا کر کچھ نقد اور منس اور کپڑا دیا۔ اور اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا گیا چہرہ دھوئیں رات کا چاند ہے اور سفید کپڑے پہنے ہے اور میرا شکر گزار ہے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے، اس نے کہا میں ہی محنت ہوں جو تم نے آج دفن کیا تھا لوگوں نے جو مجھ کو حقیر سمجھا اسے خدا تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا۔

حکایت (۷۸۶) ابراہیم طریش سے روایت ہے کہ ہم بغداد میں وجہ کے کنارے پر حضرت معروف کرخی کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اس درمیان میں ایک چھوٹی سی ڈونگی پر کچھ جوان جوان لوگ ڈھول بجاتے اور شراب پیتے اور کھیلنے نکلے لوگوں نے حضرت معروف کرخی کی خدمت میں عرض کیا کہ دیکھئے یہ لوگ علائقہ فدا کی نافرمانی کرتے ہیں، ان پر بددعا کیجئے، انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الہی جیسا تو نے ان کو دنیا میں خوش کیا، آخرت میں بھی خوش کر لوگوں نے عرض کیا کہ ہماری عرض تو یہ تھی کہ آپ ان پر بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ آخرت میں خوش کرے گا تو اول دنیا میں تائب کر دے گا۔ یعنی غلامہ میری دعا کا یہ ہے کہ ان کو ان حرکات سے توبہ نصیب کر۔

حکایت (۷۸۷) حضرت حسنؑ سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم کیا علاج کریں ہم ایسے لوگوں میں بیٹھتے ہیں کہ وہ ہکو اتنا ڈراتے ہیں کہ ہمارے دل گویا اڑنے لگتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اس کو خوب جان لو کہ ایسے لوگوں میں بیٹھنا کہ وہ تم کو ڈرائیں بہانہ ہے کہ تم کو اسن پہنچ جائے اس سے بہتر ہے کہ تم ایسوں کے ساتھ بیٹھو کہ وہ تم کو بے خوف کرتے رہیں اور تم کو ایک دفعہ ہی خوف آدینے۔

حکایت (۷۸۸) حضرت محمد بن منکدر جب روتے تو اپنے چہرے اور ریش پر آنسو مل لیتے اور فرماتے کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ جس جگہ آنسو لگ جاویں گے وہاں آتش دوزخ نہ پہنچے گی۔

حکایت (۷۸۹) جب کہ حضرت سلیمانؑ تمہی کی وفات قریب ہوئی تو اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے اجازتوں کا ذکر اور جیت تک میرا مال ہو رہا کا بیان کرتے رہو

کہ میں فدائے حسن ظن کے ساتھ ملوں۔

حکایت (۷۹۰) جب حضرت سفیان ثوری پر نزع کا عالم ہوا اور خون بہت معلوم ہوا تو اپنے گرد عناد کو جمع کیا کہ وہ توقع دلائیں۔

حکایت (۷۹۱) حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنے لڑکے سے نزع کے وقت ارشاد فرمایا کہ مجھ سے وہ اعاذیث بیان کر جن میں رجا اور حسن ظن کا مذکور ہے۔

حکایت (۷۹۲) بعض صلوا نے حضرت ابوسلیمان دازانی کو خواب میں دیکھا کہ وہ اڑتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کا کیر حال ہے، آپ نے فرمایا کہ میں ابھی قید سے چھٹا ہوں، صبح کو جو جاگے تو لوگوں سے ابوسلیمان کا حال پوچھا، لوگوں نے کہا کہ شب گذشتہ ان کا وصال ہو گیا۔

حکایت (۷۹۳) بعض عارفین کا تو یہ کہ اگر کوئی شخص میرے ساتھ پچاس برس تک موجود رہے اور فقط ایک ستون کی آڑ میں ہو کر مر جائے تو میں اس کی توحید کو یقیناً نہیں کہہ سکتا ہوں اس واسطے کہ مجھے کیا معلوم ہے کہ وہ اتنے عرصے میں ستون کی آڑ میں گیا اس کے دل پر کیا کیا تغیرات ہوئے۔

حکایت (۷۹۴) بعض عارف فرماتے ہیں کہ اگر گھر کے دروازے پر مرنے سے شہادت ملتی ہو اور کوٹھری کے دروازے پر مرنے سے مسلمان پر خاتمہ ہوتا ہو تو مجھ کو یہی منظور ہو کہ اسلام پر مردوں اور حجرے کے باہر نہ نکلوں اس واسطے کہ حجرے کے دروازے سے گھر کے دروازے تک جانے میں مجھے کیا معلوم ہے کہ میرے دل پر کیا تبدل ہو جائے گا۔

حکایت (۷۹۵) جب حضرت سفیان ثوری کا وقت مرگ قریب پہنچا تو رونے لگے اور نہایت خائف تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو رجا کرنی چاہئے خدا تعالیٰ کا عفو تمہارے گناہوں سے بڑا ہے۔

گر عظیم ست از فرد دستاں گناہ از جنابش عفو کردن اعظم ست
آپ نے فرمایا میں گناہوں کے واسطے نہیں روتا، اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ خاتمہ توحید پر ہو گا اور پہاڑوں کے برابر گناہ ہو جائیں تو بھی کچھ غم نہیں۔

حکایت (۷۹۶) حکایت ہے کہ بعض خائفین میں سے ایک شخص نے اپنے کسی بھائی کو وصیت کی کہ جب میں مرنے لگوں، میرے سر ہانے بیٹھنا، اگر دیکھو کہ میرا خاتمہ توحید پر ہوا

تو تمام میرا مال لے کر اس کے بادام اور شکر خرید کر شہر کے لڑکوں کو تقسیم کرنا اور کہنا کہ ایک شخص قید میں سے چھوٹا ہے اس کی شیرینی ہے۔ اور اگر میرا خاتمہ توحید پر نہ ہو تو لوگوں کو خبر کر دینا کہ یہ شخص توحید پر نہیں مرا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی دھوکے میں آکر میرے جنازے پر آئے اور مرنے کے بعد مجھ پر ریا لاق ہو، اگر تم سب سے کہہ دو گے تو جس کا دل چاہے گا آئے گا ریا کے باعث کوئی نہ آئے گا، ان کے بھائی نے پوچھا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ کا خاتمہ توحید پر ہوا یا نہیں انہوں نے کچھ علامت بتادی کہ توحید کی پہچان یہ ہوگی جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے بھائی نے علامت توحید پائی اور بوجہ وصیت بادام اور شکر لے کر تقسیم کر دیئے۔

حکایت (۶۹۷) حضرت ابو یزید بسطامی فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد کو جاتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا میری کمر میں زنا رہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں گر جایا آتش خانے میں لیجائے اور مسجد میں گھسنے تک وہ زنا رہتا ہے مسجد میں جاتے سے بیٹھتا ہوتا ہے۔ یہ بات ہر روز پانچ بار ہوا کرتی ہے۔

حکایت (۶۹۸) کسی بقال کی نقل ہے کہ اس کو مرنے کے وقت کلمہ شہادت لوگ سکھانے لگے۔ تو وہ چار، پانچ، چھ، کہنے لگا۔ اس لئے کہ موت سے پہلے بیست دنوں حساب میں مصروف تھا۔

حکایت (۶۹۹) یزید قاشی رادی ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز چالیس ہزار آدمیوں سے نکلے کہ ان کو وعظ سناتے تھے۔ اور ڈراتے تھے ان میں سے بیس ہزار مر گئے اور دس ہزار آپ کے ساتھ واپس آئے اور آپ کی دو لونڈیاں تھیں کہ ان کو یہ کام سپرد تھا کہ جب آپ پر خوف آتا اور گر کر تر پتے تو وہ دونوں سینے اور پاؤں پر بیٹھ جاتیں کہ کہیں جوڑ علیحدہ ہو کر مرنے جائیں۔

حکایت (۸۰۰) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام بیت المقدس کے اندر آٹھ برس کی عمر میں گئے۔ عابدین کو دیکھا کہ بال اور اون کے کپڑے پہنے ہیں اور ان میں سے جو نہایت کوشش کرنے والے ہیں ان کو دیکھا کہ اپنے گلے کی ہڈیوں کو چیر کر ان میں زنجیریں ڈال رکھی ہیں، اور اپنے آپ کو بیت المقدس کے کونے میں باندھ رکھا ہے ان کو دیکھ کر آپ کو ہول ہوئی اور اپنے ماں باپ کی طرف رجوع کیا۔ کچھ لڑکوں پر آپ کا گذر ہوا کہ وہ کھیل رہے تھے انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آؤ ہمارے ساتھ کھیلو،

آپ نے فرمایا کہ میں اس واسطے پیدا نہیں ہوا کہ کھیلوں، گھر پر آکر ماں باپ سے عرض کیا کہ مجھ کو کرتہ با یوں کا بنا دو، انہوں نے بنا دیا، آپ بیت المقدس کو چلے آئے، دن کو اس کی خدمت کرتے اور رات میں کثرت کریمہ کرتے۔ یہاں تک کہ اس پر بندہ برس گذرے تب آپ بیت المقدس سے نکل کر بھاڑوں اور گھاٹیوں کے غاروں میں جا رہے آپ کے ماں باپ ڈھونڈھنے نکلے ان کو بحیرہ اردن پر پایا کہ پانی میں پاؤں تر کر رہے ہیں۔ اور پیاس کی شدت سے گویا جان نکلی جاتی ہے، اور کہہ رہے ہیں کہ قسم ہے تیری عزت اور بزرگی کی کہ ٹھنڈا پانی نہ پیوں گا۔ جب تک مجھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ تیرے نزدیک میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ آپ کے ماں باپ ایک جو کی ٹکیا لے گئے تھے ان سے کہا کہ اس میں سے کھا کر پانی پینا چاہئے، انہوں نے منظور کیا اور حکم کی تعمیل کی اور اپنی قسم کا نگارہ دیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں **وَبَرَأِیُوا الدَّیَّیَہ**۔ فرمایا عرض ان کو ماں باپ بیت المقدس سہارا کے تو آپ کا دستور تھا کہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو اتنا روئے کہ درخت اور پتھر روئے لگتے اور حضرت زکریا علیہ السلام بھی آپ کے روئے سے اس قدر روئے کہ بیوش ہو جاتے تو ہمیشہ اسی طرح روئے کرتے، حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے ان کے رخسار کا گوشت جاتا رہا اور دیکھنے والوں کو آپ کی ڈار میں معلوم ہونے لگیں ان کی ماں نے ان سے فرمایا کہ بیٹا اگر تم کہو تو کوئی ایسی چیز تمہارے لئے بنا دوں جس سے تم اپنی ڈار میں لوگوں کی نظر سے چھپاؤ، آپ نے عرض کیا کہ بہتر ہے، انہوں نے دو پہل نمندے کے لئے کر آپ کے گالوں پر چبکا دیئے۔ پس جب نماز کو کھڑے ہوتے تو روئے اور جب وہ پہل آنسوؤں سے بھیگ جاتے ان کو مادر شفقتہ پھوڑ ڈالتیں۔ جب اپنے آنسو اپنی ماں کے ہاتھوں پر بہتے دیکھتے تو فرماتے، الہی یہ میرے آنسو ہیں اور یہ میری ماں ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تو رحم الراحمین ہے۔ پس ایک روز ان کو حضرت زکریا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جان پدر میں نے تو خدا سے یہ دعا مانگی تھی کہ مجھ کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور تو رو دیا ہی کرتا ہے تیرے حال زار سے ہم کو کیسے چین ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ بابا جان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا ہے کہ جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک جنگل ہے جس کو بجز روئے والوں کے اور کوئی طے نہ کرے گا حضرت زکریا نے فرمایا تو بیٹا اب رو دیا کرو میرا اطمینان ہوا۔

حکایت (۸۰۱) روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام جب اپنی خطا یاد کرتے تھے بہوش ہو جاتے تھے اور آپ کے دل کی تڑپ ایک کوس کنٹک سنی جاتی تھی، اس وقت آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور کہتے خدا تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے، اور فرماتا ہے کہ تم نے دیکھا کبھی کہ کوئی خلیل اپنے خلیل سے ڈرتا ہو، آپ فرماتے کہ اے جبریل جب میں اپنا تصور یاد کرتا ہوں تو اپنی غلت بھول جاتا ہوں۔

حکایت (۸۰۲) روایت ہے کہ حضرت عمر جب کوئی آیت قرآن مجید کی سنتے تو مار کے خوف کے بہوش ہو کر گر پڑتے اور پھر چند روز ان کی عیادت ہوا کرتی، اور ایک روز اپنے ایک تنکاز میں سے اٹھایا اور کہا کہ کیا خوب ہوتا جو میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں کوئی چیز مذکور نہ ہوتا، کاش میں نیا دنیا ہوتا، کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی ہے

مراے کاشکے مادر نمی زاد و گرمی زاد کس شرم نمی داد

آپ کے منہ پر آنسوؤں کے دو کالے خطے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اپنا غصہ نہیں نکالتا اور جوئی اس سے تقویٰ کرتا ہے اپنی جی چاہتی بات نہیں کرتا اور اگر تباہت ہوتی ہم کچھ اور سی ڈھنگ دیکھتے اور جب آپ نے سورہ کوزت پڑھی اور اس آیت پر پہنچے **وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ** بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور ایک روز ایک شخص کے مکان کے پاس سے گزرے کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورہ طور پڑھتا تھا آپ کھڑے ہو کر سننے لگے جب اس نے پڑھا **إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَارِجٍ** اپنی سواری سے اترے اور ایک دیوار سے تکیہ لگا کر تھوڑی دیر ٹھہرے پھر مکان کو چلے آئے اور مہینہ بھر بیمار رہے۔ لوگ عیادت کو آتے مگر کسی کو نہ معلوم تھا کہ آپ کو کیا مرض ہے۔

حکایت (۸۰۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز فجر کے سلام کے بعد فرمایا اس وقت کہ آپ کو کچھ رنج تھا اور اپنا ہاتھ پھیرنے جاتے تھے کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، لیکن آج کوئی چیز ایسی نہیں دیکھتا جو ان کی سی سی ہو، ان کا دستور تھا کہ پرانندہ مو، زرد رنگ، عجا رب آلود رہتے تھے۔ ان کی آنکھوں بیچ میں بکریوں کے زانوں کا سا گٹھا تھا۔ رات کو اللہ کے واسطے سجدہ کرتے اور کھڑے رہتے خدا کی کتاب پڑھتے عبادت میں پیشانی اور پاؤں پر نوبت بنوبت زور دیتے۔ اور جب صبح ہوتی تو جیسے تیز ہوا سے درخت ہلتا ہے اس طرح کانپتے آنکھوں

میں سے اتنے آنسو بہاتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے اور اب تو بخبر آگے گویا میں ایسے لوگوں میں ہوں جو رات کو خواب خرگوش میں رہتے ہیں پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور جب تک کہ آپ کو ابن بلعم ملعون نے زخمی کیا، کبھی کسی نے اس تقریب کے بعد ہنستے نہ دیکھا۔

حکایت (۸۰۴) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا ان کے گھر والے پوچھتے کہ وضو کے وقت آپ کا یہ کیا حال ہوتا ہے، آپ فرماتے کہ تم کو معلوم ہے کہ کس کے سامنے کھڑا ہوا چاہتا ہوں۔

حکایت (۸۰۵) مشور بن مخزوم شدت خوف کے باعث کلام مجید کچھ نہیں سن سکتے تھے، جب کوئی ایک حرف یا ایک آیت پڑھتا تھا تو ایک چیخ مارتے تھے اور کئی دن تک ہوش نہ آتا تھا، ایک روز ایک شخص قبیلہ انجشم سے آیا اور ان کے پاس یہ آیت پڑھی **يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الْخُرُوجِ وَفَدَاؤِ نَسُوقِ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَرِدَا**۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو مجرمین میں ہوں مستحق نہیں ہوں ذرا قاری صاحب پھر سے تو پڑھئے اس نے پھر پڑھا، وہ ایک لغزہ مار کر سفر آخرت کر گئے۔

حکایت (۸۰۶) یحییٰ رونے والے کے سامنے کسی نے یہ آیت پڑھی **اذْ وَقَفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ**۔ انہوں نے ایک چیخ ماری کہ اس سے چار مہینے بیمار رہے بصرہ کے نواح تک کے لوگ ان کی بیمار پرسی کو آئے۔

حکایت (۸۰۷) حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں طواف خانہ کعبہ کر رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت عابدہ کعبہ کا پردہ پکڑے کہہ رہی ہے کہ الہی بہت سہی شہوتوں کی لذت تو جاتی رہی عذاب ان کا باقی رہا، الہی تیرے پاس سو اے دوزخ کے کیا اور کوئی سنرا یا ادب کی چیز نہیں یہ کہہ کر اور روتی اسی طرح روتے روتے صبح کر دی۔ میں نے یہ حال دیکھ کر اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر چیخ ماری کہ وائے ہمارے حال پر۔

حکایت (۸۰۸) روایت ہے کہ نفیل عرفہ کے روز پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے اور لوگ دعا مانگ رہے تھے کہ جب آفتاب بغروب ہوا تو اپنی ڈاڑھی نیٹھی میں پکڑ کر آسمان کی طرف سر اٹھایا، اور کہا اگر تو بخش بھی دے گا تب بھی مجھ کو تجھ سے بڑی جیسا

پھر لوگوں کے ساتھ وہاں سے چلے آئے۔

حکایت (۸۰۹) حضرت حسن بصریؒ ایک نوجوان پر سے گزرے کہ اپنی ہنسی میں ڈوبا ہوا تھا اور ایک مجلس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا تو پل صراط پر گزرا ہے اس نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ تو جنت میں جاوے گا یا دوزخ میں، اس نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر یہ ہنسی کیسی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر اس شخص کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔

حکایت (۸۱۰) حماد بن عبد ربہ جب بیٹھتے تو ایسی جگہ بیٹھتے گویا نصف کھڑے ہیں اگر کوئی ان سے کہتا کہ آپ اطمینان سے بیٹھیں تو فرماتے کہ اطمینان سے بیٹھنا نذر شخص کا ہوتا ہے میں تو بخوف نہیں کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔

حکایت (۸۱۱) فرقد بنی سے کسی نے کہا کہ نبی اسرائیل کی کوئی بڑی عجب خبر جو تمہیں پہنچنی ہو ہم سے کہو جو اب دیا کہ مجھے یوں خبر پہنچی ہے کہ بیت المقدس میں پالٹو پا کر ہورہے ہیں جن کا لباس کبیل اور ٹاٹ تھا آئیں اور خدا کے ثواب و عذاب کا آپس میں کر کیا اور سب کی سب ایک ہی روز میں مر گئیں۔

حکایت (۸۱۲) حضرت عطاء کے سلمیٰؒ بھی خائفین میں سے تھے اللہ تعالیٰ سے کبھی جنت کا سوال نہ کرتے صرف معاف کرنے کی درخواست کیا کرتے اور مرض میں ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ کا دل کسی چیز کو چاہتا ہے انہوں نے فرمایا کہ دوزخ کے خوف نے میرے دل میں کسی چیز کی خواہش کے لئے جگہ نہیں چھوڑی۔ کہتے ہیں کہ چالیس برس تک انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا، نہ کبھی اس عرصے میں ہنستے تھے، اور ایک روز جو سر آسمان کی طرف کیا تو اتنا ڈرے کہ گر پڑے، اور آنت پھٹ گئی آپ کا دستور تھا کہ رات کو کسی وقت اپنا جسم ٹٹولا کرتے اس خوف سے کہ کہیں مسخ تو نہیں ہو گیا ہے، اور جب کبھی آندھی چلتی یا بجلی گرتی یا غلہ گراں ہوتا تو فرماتے کہ یہ آفتیں میرے ہی باعث ہیں۔ اگر میں مرجاؤں تو لوگ راحت پاویں۔

حکایت (۸۱۳) اور خود فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم عقبہ غلام کے ساتھ نکلے اور ہم میں ایسے جوان اور ادھیڑ لوگ تھے کہ عشاء کے دنوں سے صبح کی نماز پڑھتے، کثرت قیام

سے ان گے پاؤں سوچ گئے تھے اور آنکھیں اندر دھنس گئی تھیں اور پوست استخوانوں پر
 جا لگا تھا، رگیں تارستار کی طرح معلوم ہوتی تھیں، ایسے ہو گئے تھے جیسے ترپور کے
 جھلکے کہ اندر کچھ نہیں ہوتا۔ گویا قبروں سے نکلے ہیں، یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت
 کرنے والوں کو کیسی بزرگی دی اور نافرمانوں کو کیسے ذلیل کیا، اسی حال میں چلے جاتے
 تھے کہ ایک ان میں سے ایک شخص کا گذر ایک جگہ پر ہوا، فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑا اس کے
 ساتھی گر دیٹھ کر رونے لگے۔ جاڑا بہت شدت سے تھا مگر اس کی پیشانی سے
 پسینہ ٹپکتا تھا۔ جب منہ پر پانی کا چھینٹا دیا تو اس کو ہوش آیا۔ اس سے ماجرا
 پوچھا، اس نے کہا کہ میں نے اس جگہ خدا کی نافرمانی کی تھی جبکہ دیکھ کر مجھے یاد آگئی،
 اور خوف سے یہ بچھاڑ کھائی۔

حکایت (۸۱۴) صالح مری کہتے ہیں کہ میں نے ایک زاہد کے پاس یہ آیت پڑھی۔ یَوْمَ
 تَقْلَبُ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا اطعنا الله واطعنا الرسول و لو شخص بے ہوش ہو گیا
 اب پھر جو ہوش آیا تو کیا کہا کہ اے صالح کچھ اور پڑھ کہ مجھے رنج معلوم ہوتا ہے میں نے کہا۔ کَلِمَاتُ
 اِرَادُوا انْ يَخْرُجُوا مِنْهَا اَعْيِدْ وَا فِيهَا۔ وہ شخص مر گیا۔

حکایت (۸۱۵) روایت ہے کہ زرارہ بن اوشی نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی جب پڑھا
 فاذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحموا۔ بیہوش ہو کر گر پڑے اور مر گئے۔

حکایت (۸۱۶) حضرت داؤد طائی نے ایک عورت کو اپنے لڑکے کی قبر پر روتے دیکھا
 کہ یہ کہہ رہی ہے بیٹا نہ معلوم تیرے کون سے گال کو پہلے کیڑے نے کھایا وہ سنتے ہی اسی جگہ
 بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حکایت (۸۱۷) روایت ہے کہ حضرت سفیان ثوری بیمار پڑے ان کا قارورہ ایک ذمی طبیب
 کو دکھایا گیا، اس نے کہا کہ اس شخص کے جگر کو خوف نے ٹکڑے کر دیا پھر آکر نبض دیکھی تو کہا کہ ملت
 اسلام میں اس جیسا آدمی مجھ کو نہیں معلوم ہوا۔

حکایت (۸۱۸) ذرین عمر نے اپنے باپ عمر بن ذر سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ اور کہنے
 والے کچھ کہتے ہیں تو کوئی نہیں روتا مگر جب تم کچھ کہتے ہو تو سب طرف سے آواز رونے کی
 سنتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ جس عورت کا بچہ مر جائے اس کا رونا اور جو اجرت
 لے کر روئے اس کا رونا برابر نہیں ہوتا۔ غرض یہ کہ گر یہ خوف کو دل میں

تاثیر زیادہ ہے۔

حکایت (۸۱۹) صالح مری کہتے ہیں کہ ایک بار ابن السماک میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھ کو اپنی قوم کے عابدوں کی کچھ عجیب بات دکھلاؤ، میں ان کو ایک محلے میں ایک شخص کے پاس لے گیا جو ایک جھونپڑے میں رہتا تھا۔ ہم نے اس سے اجازت پاس آئے کی چاہی اور چلے گئے دیکھا تو ایک شخص چٹالی بنا رہا تھا۔ میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ اذالاعلال فی اعنارہم والسلاسل یسحبون فی الجمیم ثم فی الناس یتجدون وہ شخص چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا ہم اس کو ویسا ہی چھوڑ کر نکل آئے اور دوسرے کے گھر گئے اس کے پاس بھی میں نے وہی آیت پڑھی وہ بھی چیخا اور بیہوش ہو کر گر گیا۔ وہاں سے ہم تیسرے کے پاس گئے اس سے اجازت چاہی اس نے کہا کہ اگر ہم کو ہمارے پروردگار سے نہ روکو تو چلے آؤ، اس کے پاس میں نے پڑھا ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید۔ اس نے ایک نعرہ مارا اور اس کے نتھنوں سے خون نکلنے لگا اور اسی خون میں تڑپنے لگا۔ یہاں تک کہ خون خشک ہو گیا۔ اس کو بھی ہم ویسا ہی چھوڑ آئے۔ غرض کہ میں نے ابن السماک کو چھ شخصوں کے پاس پھر پایا۔ کہ ہر ایک کو بے ہوش چھوڑ کر اس کے پاس سے چلے آئے۔ پھر میں ان کو ساتویں کے پاس لایا اور اجازت چاہی تو ایک عورت نے جھونپڑے کے اندر سے کہا کہ چلے آؤ، دیکھا تو ایک پیر فرات اپنے مصلے پر بیٹھا ہوا ہے اس کو ہم نے سلام کیا وہ خبردار نہ ہوا۔ میں نے بڑی آواز سے کہا کہ خبردار لوگوں کو کل کھڑا ہونا ہے۔ بوڑھے نے کہا کہ کبخت کس کے سامنے۔ اتنا کہہ کر حیران منہ کھلا ہوا آنکھیں اوپر کورہ گیا اور آواز لپٹ سے ادہ ادہ کرنے لگا۔ یہاں تک آواز بند ہو گئی۔ اس کی عورت نے کہا کہ اب اس کے پاس سے جاؤ کیونکہ اس وقت تم کو اس سے کچھ نفع نہ ہوگا، اس کی حالت کچھ اور ہو گئی ہے پھر کچھ دنوں بعد میں نے وہاں کے لوگوں سے ان ساتوں کا احوال پوچھا، انہوں نے کہا کہ ان میں سے ایک تین دن تک ویسا ہی حیران اور مہو رہا کہ فرض بھی نہیں پڑھتا تھا۔ مگر بعد تین دن کے ہوش آیا۔

حکایت (۸۲۰) حجاج نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ تم کبھی نہیں ہنستے انہوں نے فرمایا ہنسنے کی کیا صورت ہے دوزخ دھونک دی گئی ہے اور طوق تیار ہیں دوزخ دوزخ کے مستعد و آمادہ کھڑے ہیں۔

حکایت (۸۲۱) ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ اے ابوسعیدؓ آپ کو صبح کیسے ہوئی آپ نے فرمایا کہ خیریت کے ساتھ اس نے پوچھا کہ آپ کا حال کیسا ہے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ تو میرا حال پوچھتا ہے، یہ بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ کشتی میں سوار ہو کر بیچ میں سمندر کے پہونچیں اور کشتی ٹوٹ جائے اور ایک ایک آدمی ایک ایک تختے سے لگا رہ جائے تو ان کا حال تمہارے ذہن میں کیسا ہے۔ اس نے کہا کہ بہت سخت مصیبت کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا حال ان کے حال سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حکایت (۸۲۲) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ایک لونڈی ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام کر کے ان کے گھر میں جو مسجد تھی اس میں رکعتیں نماز کی پڑھیں اور پھر اس کو نیندا گئی اور سو رہی اور خواب ہی میں روئی جب جاگی تو آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین میں نے اس وقت عجیب معاملہ دیکھا، آپ نے پوچھا کیا معاملہ ہے، اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ دوزخ دوزخیوں کے واسطے دھڑ دھڑ جل رہی ہے، پھر پل لاکر اس کی پشت پر رکھا گیا، آپ نے فرمایا کہ پھر کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ پھر عبدالملک ابن مروان کو لائے اور اس پل پر اس کو چڑھایا وہ تھوڑا ہی جانے پایا تھا کہ پل الٹ گیا اور وہ دوزخ میں جا پڑا، آپ نے فرمایا کہ پھر، اس نے کہا کہ پھر عبدالملک کے بیٹے ولید کو لائے اور اس کو پل پر سوار کیا وہ بھی تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ پل نے کروٹ لی اور دوزخ میں جا پڑا، آپ نے پوچھا پھر اس نے کہا کہ سلیمان بن عبدالملک کو لائے اور پل پر چڑھایا وہ بھی تھوڑا ہی چلا تھا کہ پل ترچھا ہو گیا اور دوزخ میں گر پڑا آپ نے پوچھا پھر، اس نے کہا کہ پھر میں نے یہ دیکھا کہ آپ کو لائے، یہ اس کا کہنا تھا کہ آپ نے ایک دفعہ ایسی چیخ ماری کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور وہ لونڈی اٹھی اور آپ کے کان میں پکار پکار کر کہنے لگی کہ اے امیر المؤمنین بخدا میں نے یہ دیکھا کہ آپ بچ گئے، آپ نے نجات پائی۔ ہر چند وہ کان میں چیختی رہی مگر آپ برابر نعرے مارتے رہے اور پاؤں دے دے مارتے تھے۔

حکایت (۸۲۳) حضرت طاؤسؒ کے لئے بستر کیا جاتا تو لٹتے اور گرم کڑا ہی کے دانے کی طرح اس پر ادھر ادھر لوٹتے پھر اس پر سے اچھل کر اس کو لپیٹ دھرتے اور قبلہ کی طرف صبح تک متوجہ ہوتے، اور کہتے رہتے دوزخ کے بیان لئے خوف

والوں کی نیند اڑادی۔

حکایت (۸۲۴) حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا، دوزخ میں سے ایک شخص ہزار برس کے بعد نکلے گا۔ کیا اچھا ہے کہ وہ شخص میں ہوں اور یہ اسی لئے فرمایا کہ خوف دوزخ میں ہمیشہ رہنے اور سوزِ خاتمہ کا تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ چالیس برس نہیں ہنسے راوی کہتے ہیں کہ جب میں ان کو بیٹھا دیکھتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا قیدی ہے کہ گردن مارنے کے لئے کھڑا ہوا آیا ہے، اور اگر آپ وعظ فرماتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آخرت کو سامنے دیکھتے ہیں اور اس کا حال آنکھوں دیکھا بیان کرتے ہیں اور جب چپ ہوتے گویا آنکھوں کے سامنے آگ بھڑک رہی ہے اور جب ان پر اس شدتِ خوف و غم کا لوگوں نے عتاب کیا تو فرمایا کہ میں کیسے بے خوف ہو جاؤں اس سے کہ خدا تعالیٰ نے اگر کوئی مجھ سے بڑائی دیکھ لی ہو اور مجھ کو بڑا جان کر فرمانے لگے کہ چلا جا میں تجھ کو نہ بخشوگا تو پھر عمل کرنا میرا بیکار ہے۔

حکایت (۸۲۵) حضرت ابن الساکت سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجلس میں وعظ کیا تو کہ ایک جوان ان میں سے اٹھا اور کہا کہ تم نے آج ایک ایسا جملہ کہا کہ اگر ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں سنیں تو کچھ پروا نہیں، میں نے پوچھا کہ وہ کیا جملہ ہے، اس نے کہا کہ آپ نے جو یہ فرمایا کہ خائفین کے دو خلود یعنی ہمیشہ رہنے کے ٹکڑے کئے ہیں اور وہ یہ ہیں کیا جنت میں ہمیشہ رہنا ہے یا دوزخ میں۔ حضرت ابن الساکت فرماتے ہیں کہ پھر وہ چلا گیا، اور دوسرے وعظ میں میں نے اس کو نہ پایا لوگوں سے اس کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ بیمار ہے، میں اس کی عیادت کو آیا اور پوچھا کہ بھائی تیرا کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ اے ابوالعباس یہ نوبت تمہارے اسی جملے سے ہوئی ہے کہ دو خلود یعنی خلود جنت خواہ خلود دوزخ نے خائفین کے دل کے ٹکڑے کر ڈالے ہیں۔ پھر وہ شخص اسی مرض میں مر گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تجھ سے کیا معاملہ کیا اس نے جواب دیا کہ مجھ کو بخش دیا اور رحم کیا اور جنت میں داخل کیا، میں نے پوچھا کہ کس وجہ سے کہا کہ اسی جملے کی بدولت۔

حکایت (۸۲۶) احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان دارانی سے کہا کہ حضرت مالک بن دینار نے مغیرہ سے فرمایا کہ گھریں جا کر وہ کوزہ جو تو نے مجھ کو تحفہ دیا ہے لے لے

اس لئے کہ شیطان مجھے دس سو سو میں ڈالتا ہے کہ اس کو چور لے گیا۔

حکایت (۸۲۷) ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے پاس دس ہزار درم لایا آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا، اس شخص نے بہت منت کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تجھے یہ منظور ہے کہ دس ہزار درم کے عوض میں میرا نام فقروں کے دفتر میں سے مٹا دے سو ایسا میں کبھی نہ کروں گا۔

حکایت (۸۲۸) حضرت ابو ذرؓ ایک روز لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے ان کی بی بی آئیں اور کہا کہ آپ یہاں ان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور گھر میں نہ سالن کا ریزہ نہ ستو کی منٹھی آپ نے فرمایا کچھ مصلحت نہیں، ہمارے سامنے ایک بڑی سخت گھاٹی دشوار گزار ہے اس سے وہی بھگا جو ہلکا ہو گا۔ ان کی بی بی راضی ہو کر چلی گئیں۔

حکایت (۸۲۹) بعض مجاور کہہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کچھ درم تھے جن کو میں نے خدائے تعالیٰ کی راہ میں صرف کرنے کو رکھے تھے میں نے ایک فقیر کو سنا کہ اپنے طواف سے فارغ ہو کر آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔ سر با عی

یارب تجھے معلوم ہے میں ہوں بھوکا تن پر مرے باقی نہیں ثابت کپڑا

اس بھوک۔ برہنگی میں کیا ہے منظور ہر حال کا میرے تو ہے دانا بینا

میں نے جو دیکھا تو معلوم ہوا اس کے پاس دو کپڑے ایسے بچھے ہوئے ہیں کہ اس کا بدن بھی نہیں چھپتا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اپنے درموں کے لئے اس سے عمدہ تر صرف اور کوئی نہ ملے گا۔ میں ان درموں کو اس کے پاس لے آیا اس نے دیکھ کر اس میں سے پانچ درم لے لئے اور کہا کہ چار درم کی دو چادریں آجائیں گی اور ایک درم کو میں خرچ کرونگا باقی کی مجھ کو حاجت نہیں لے جاؤ جب دوسری رات ہوئی تو میں نے دو چادریں پہنے دیکھا اور اسی وقت میرے دل میں اس کی طرف سے کچھ دس سو سو شیطان گذرا اس نے میری طرف دیکھ کر میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ سات بار طواف کرایا ہر ایک پھیرے میں ایک نئی متم کا جو ہرزین کی کانوں میں سے ہمارے پاؤں کے نیچے ٹخنوں تک ہو جاتا تھا، مثلاً ایک دفعہ سونا ایک دفعہ چاندی پھر یا قوت اور موتی اور گوہر، یہ چیزیں لوگوں کو نہ سو جیتی تھیں، اس نے کہا خدا تعالیٰ نے یہ سب کچھ دیا مگر میں نے نہ دیکھا لوگوں کے ہاتھ سے لیتا ہوں اس لئے کہ یہ سب چیزیں بوجہ اور وبال اور ان سے کسب قدر

لے لینے میں بندوں کے لئے رحمت و نعمت ہے انتہی۔

حکایت (۸۳۰) حضرت ابراہیم بن ادہم نے حضرت شقیق بلخی سے جبکہ آپ خراسان سے ان کے پاس تشریف لائے، پوچھا کہ آپ نے اپنے یاروں میں سے فقراء کو کیسے چھوڑا حضرت شقیق نے فرمایا کہ میں نے اس حال میں چھوڑا کہ اگر ان کو کوئی کچھ دے تو شکر کریں اور نہ دے تو صبر کریں۔ اور اپنی دانت میں چونکہ سوال نہ کرنے کا وصف بیان کیا تھا تو نہایت درجہ کی گویا تعریف کی تھی حضرت ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ بلخ کے کتوں کوں کو بھی ایسا چھوڑا ہے، انہوں نے پوچھا کہ پھر آپ کے پاس فقیر کیسے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس فقیر ایسے ہیں کہ اگر ان میں کوئی کچھ نہ دے تو شکر کریں اور اگر دے تو اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دیں، اور وہ اسے خوا لے کریں، حضرت شقیق نے ان کا سر چوم لیا۔ اور کہا کہ استاد بجا فرماتے ہو۔

حکایت (۸۳۱) روایت ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت ابوالحسن نورانی کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ پھیلاتے اور بعض موقع پر لوگوں سے سوال کر لیتے وہ بزرگ کہتے ہیں کہ مجھ کو ان کی یہ بات ناپسند ہوئی کہ ایسے شخص کو سوال کیا مناسب ہے پھر میں حضرت جنید بغدادی کے پاس آیا اور ان کی خدمت میں ان کا ماجرا ذکر کیا، انہوں نے فرمایا کہ نورانی کے اس فعل کو بُرا نہ جاننا چاہئے کہ وہ لوگوں سے اس لئے لیتے ہیں کہ دیں، یعنی ان سے سوال اسی لئے کیا کہ آخرت میں ان کو ثواب ملے، ان کا کچھ ضرر نہ ہو۔ اور گویا کہ اس قول میں اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی طرف کہ آپ نے فرمایا "یَدُ الْمُحْتَطِیِّ بِیَدِ الْعَلِیِّا" یعنی دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے۔ اس کے معنی بعضوں نے یہ فرماتے ہیں کہ معطی کے ہاتھ سے عرض لینے والے کے ہاتھ سے ہے اس واسطے کہ ثواب وہی دیتا ہے، اور اعتبار ثواب ہی کا ہے، مال کا نہیں۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ ترازو لے آؤ جب ترازو آئی تو سو درم تولے اور ایک سٹھی بھر کر ان سو میں ملا دیئے اور کہا کہ نورانی کے پاس لے جاؤ۔ اور ان کو دیدو، راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ وزن تو اس لئے کیا کرتے ہیں کہ مقدار معین ہو جائے مگر انہوں نے تو سو کو تول کر اس میں بے گنتی پھر کیسے ملا دیئے، یہ تو آدمی حکیم ہیں، اور پوچھتے ہوئے مجھے جیسا آئی آخر حقیقی کو میں

حضرت ابو الحسن نورمئی کے پاس لایا انہوں نے فرمایا کہ ترازو لاؤ، ترازو سے سو درم تول کر فرمایا کہ ان کو جلیز کے پاس لے جاؤ اور کہنا کہ میں تم سے کچھ نہیں پذیر کرتا۔ اور سو سے جس قدر زیادہ ہیں لئے لیتا ہوں، ان کی اس بات سے مجھے اور زیادہ تعجب ہوا اور میں نے ان سے پوچھا، انہوں نے فرمایا کہ جب تکنتی آدمی ہے وہ چاہتا ہے کہ رسی کے دونوں سر آپ ہی کپڑے، اس نے سو جو تولے تھے تو خود آپ نے سمجھ کر ثواب آخرت کے لینے کے لئے تولے تھے اور ان پر مٹی بھر بے تولے جو ڈالے وہ اللہ کی نیت سے ڈالے تو میں نے جو خدا کے واسطے تھے ان کو لے لیا اور جو ان کے خود کے تھے ان کو واپس کر دیا۔ راوی ان روپیوں کو حضرت جنیدؒ کی خدمت میں لائے وہ رونے لگے اور فرمایا کہ نورمئی نے اپنا مال لے لیا اور ہمارا پھیر دیا، خیر خدا تعالیٰ مالک ہے۔ انتہی۔

حکایت (۸۳۲) یوسف بن اسباط نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تین باتیں چاہتا ہوں، اول یہ کہ میں جب مروں تو میرے پاس ایک درم بھی ہنو، دوم یہ کہ مجھ پر کسی کا قرض نہ ہنو، سوم یہ کہ میری ہڈی پر گوشت نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تینوں باتیں عطا فرمائیں۔

حکایت (۸۳۳) روایت ہے کہ کسی بادشاہ نے فقہا کے پاس کچھ انعام بھیجا انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ اور حضرت فضیل بن عیاضؒ کے پاس جو دس ہزار درم بھیجے تو انہوں نے قبول نہ کئے، ان کے بیٹوں نے ان سے عرض کیا کہ اور فقہا نے تو قبول کر لئے اور آپ باوجود افلاس کے پھیرے دیتے ہیں حضرت فضیلؒ روڑے اور فرمایا کہ تم کو معلوم ہے میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگوں کے پاس ایک بیل تھا، اس سے کھیتی کرتے تھے جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس کو ذبح کر ڈالا قبل اس کے کہ اس کے چمڑے سے منتفع ہوں، ایسے ہی بیٹھی مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، بیٹو تم کو بھوک سے مر رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے پدر پیر کو ذبح کرو۔

حکایت (۸۳۴) ابو حازم کی بی بی نے ان سے کہا کہ اب موسم سرما سر پر آ گیا ہم کو غلہ اور کپڑے اور لکڑی کی ضرورت ہے اس کے بدوں چارہ نہیں انہوں نے فرمایا کہ ان سب چیزوں سے چارہ ہے، چارہ اس سے نہیں کہ مرے گے

اور اس کے بعد اٹھائے جائیں گے، اور خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے پھر جنت جگہ ہوگی یا دوزخ۔

حکایت (۸۳۵) حضرت حسنؑ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اپنے کپڑے کیوں نہیں دھو لیتے آپ نے فرمایا کہ مرگ اس سے بھی جلد تر ہے، یعنی موت بہت قریب ہے۔

حکایت (۸۳۶) حضرت حسنؑ نے فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے اور ایسوں کے ساتھ رہا ہوں کہ دنیا کی کسی بات سے خوش نہ ہوتے تھے، کوئی شے ان پر آئے، اور کسی چیز پر رنج نہ کرتے تھے جو چلی جائے، اور دنیا ان کے نزدیک خاک سے بھی ذیل تر ہے۔ بعضے پچاس اور ساٹھ برس زندگی بسر کرتے تھے اس طرح کہ نہ کبھی ان کا کپڑا تہ ہوا نہ ان کے لئے سنڈیا چڑھی نہ زمین پر کچھ بچھا اور نہ اپنے گھر میں کبھی کھانے کو کھایا یا جب رات ہو جاتی تو کھڑے ہو جاتے سجدے کرتے آنسو رخساروں پر بہاتے اللہ تعالیٰ سے اپنی آزادی کے لئے سرگوشی کرتے رہتے، جب نیکی کرتے تو اس کے شکر میں مشغول ہو جاتے۔ اور اللہ سے اس کے قبول کی درخواست کرتے اور جب بدی کرتے تو رنج کرتے اور درخواستِ مغفرت کرتے ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ مگر خدا کہنا ہونے نہیں بچے اور نہ بدوں مغفرت اور رحمتِ الہی کے ساحلِ نجات پر پہنچے۔

حکایت (۸۳۷) حضرت ابو زید نے ابو موسیٰ عبدالرحیمؑ سے پوچھا کہ تم کیا ذکر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ زہد کا، پوچھا کہ کس چیز سے کہا دنیا سے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ جھاڑا اور کہا کہ، میں جانتا تھا کہ کسی چیز کی گفتگو ہوتی ہوگی، دنیا تو ناچیز ہے، اس میں کیا ہوگا۔

حکایت (۸۳۸) نہایت اعلیٰ درجہ زہد تھا، وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حال تھا کہ لپٹے وقت پتھر سر کے تلے رکھ لیا کہ شیطان نے آپ سے کہا کہ آپ نے تو دنیا کو ترک کیا تھا، اب یہ کیا ہوا، آپ نے فرمایا کہ اب تو نے کونسی چیز دنیا کی دیکھی، اس نے کہا کہ سر تلے پتھر رکھا کہ سر اونچا رہے اور آنسو تلے۔ آپ نے پتھر نکال کر بھینک دیا کہ لے اس کو اور دنیا کو دونوں کو لے جا۔

حکایت (۸۳۹) حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حال میں ہے کہ آپ نے ٹاٹ اس قدر پہنا کہ آپ کی جلد پر اس کے نشان پڑ گئے اور نرم لباس کو نہ پہنا کہ جلد کو آسائش ہوگی

آپ کی مادر مشفقہ نے فرمایا کہ ٹاٹ کے عوض اون کا کرتہ پہن لو، آپ نے ویسا ہی کیا، وحی ہوئی کہ اسے بچھی! ہمارے اوپر دنیا کو پسند کیا۔ آپ روئے اور اس کرتے کو نکال کر اپنا پہلا ہی لباس پہن لیا۔

حکایت (۸۴۰) حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ زہد حضرت اویسؓ ہی کا تھا کہ برنگی سے یہ نوبت پہنچی تھی کہ ایک چٹائی کے پھلے میں بیٹھے رہتے تھے۔

حکایت (۸۴۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے دیوار والے نے ان کو اٹھا دیا آپ نے فرمایا تو نے مجھے نہیں اٹھایا مجھے اس نے اٹھایا جس کو میرے لئے سایہ میں سائش لینا منظور نہ ہوئی۔

حکایت (۸۴۲) حضرت داؤدؑ و طالیؑ اپنا پانی کھلے گھڑے میں رکھتے اور دھوپ میں سے علیحدہ نہ کرتے۔ اور گرم پانی پیتے اور فرماتے کہ جو کوئی ٹھنڈا پانی پیوے اسپر دنیا کا چھوڑنا مشکل پڑتا ہے۔

حکایت (۸۴۳) حضرت عمرو بن الاسودؓ نے فرمایا کہ میں کبھی شہرت کا پترا نہ پہنوں گا۔ اور نہ کبھی رات کو کپڑا بچھا کر سوؤنگا، اور نہ کبھی عمدہ سواری پر سوار ہوں گا، اور نہ اپنا پیٹ غذا سے کبھی بھروں گا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا اچھا معلوم ہو وہ عمرو بن اسودؓ کو دیکھے۔

حکایت (۸۴۴) خواص دو کپڑوں زیادہ نہ پہنتے تھے ایک کرتہ اور اس کے نیچے ایک تہمد، اور اپنا کرتہ پلٹ کر اس کا دامن سر پر ڈال لیتے تھے۔

حکایت (۸۴۵) محمد بن واسعؒ حضرت قتیبہ کے پاس اون کا کرتہ پہنے گئے، انہوں نے پوچھا کہ اون کے کرتے کی تکو کیا ضرورت ہوئی، وہ چلے ہو رہے، انہوں نے کہا کہ میں تم سے کہتا ہوں جو اب نہیں دیتے، محمد بن واسعؒ نے کہا کہ اگر یہ کہوں کہ زہد کی راہ سے پہنا تو اپنے منہ میاں مٹھو بننا ہے اور مفلسی کے باعث کہوں تو خدا تعالیٰ کی شکایت ہوگی یہ دونوں باتیں مجھے ناپسند ہیں۔

حکایت (۸۴۶) کسی نے حضرت سلمان فارسیؒ سے کہا کہ آپ عمدہ کپڑا کیوں نہیں پہنتے آپ نے فرمایا کہ غلام کو عمدہ کپڑے سے کیا نسبت گر آزاد ہو جائے گا تو اس کو بجز ایسے کپڑے

میں گے کہ کبھی پرانے نہ ہوں گے۔

حکایت (۸۴۶) یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سعاد یہ اسود کو دیکھا کہ وہ گھوروں پر سے چلتے تھے اور ان کو دھو کر اور سی کر پہنتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم اس سے بہتر پہنا کرو، فرمایا کہ ہمارا کیا نقصان ہے جو مصیبت فقر کو دنیا میں پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کا تدارک جنت میں کر دے گا۔ یحییٰ بن معینؒ ان کے قول کو بیان کر کے روایا کرتے تھے۔

حکایت (۸۴۸) حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ ہم صفوان بن محرز کی خدمت میں گئے وہ ایک زکل کے مکان میں تھے جو جھکا ہوا تھا کسی نے ان سے کہا کہ اگر آپ اس کو درست کر لیں تو بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہت سے آدمی اس میں مر چکے ہیں، اور یہ بدستور موجود ہے۔

حکایت (۸۴۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کو تشریف لے جاتے ہوئے ایک محل دیکھا کہ چولے اور اینٹ سے بنا ہوا تھا، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو ہامان کی سی عمارت بنا دیں گے یعنی فرعون نے جو ہامان کو حکم دیا تھا کہ اَوْقِدْ لِي يَا هَامَانَ عَلَى الطِّينِ ط اس سے غرض پختہ عمارت کی تھی۔

حکایت (۸۵۰) بعض اکابر نے ایک جامع مسجد کسی شہر میں دیکھی اور فرمایا کہ میں نے اس مسجد کو شاخ خرماسے بنی دیکھی ہے۔ پھر کچھ لڑے کی پھر اب اینٹ کی بنی دیکھی، جنہوں نے اول بنائی تھی وہ دوسرے فرتے سے بہتر تھے اور دوسری دفعہ کے بنا نیوالے تیسری بار کے لوگوں سے اچھے تھے۔

حکایت (۸۵۱) ایک شخص حضرت ابو ذرؓ کے گھر گیا اور ہر طرف دیکھنے لگا، پھر عرض کیا، اے ابو ذرؓ! آپ کے مکان میں کچھ سامان وغیرہ نظر نہیں آتا آپ نے فرمایا ہمارا ایک اور مکان ہے اچھی چیز ہم وہاں بھیجتے ہیں، اس نے عرض کیا کہ جب تک آپ اس مکان میں رہیں جب تک کچھ اسباب یہاں بھی چاہئے، آپ نے فرمایا گھر کا مالک ہم کو اس میں رہنے نہیں دینگا۔

حکایت (۸۵۲) جب حضرت عمر بن سعد جو امیر حمص تھے حضرت عمرؓ کی خدمت

کی حاضر ہوئے آپ نے پوچھا تیرے پاس دنیا سے کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک لاکھ ہے جس پر
تکیہ کرتا ہوں اگر ساپ و عیڑہ مل جائے تو مار ڈالتا ہوں اور ایک تو شران سا تھا ہے
جس میں کھانا رہتا ہے۔ اور ایک پیالہ ہے جس میں کھاتا ہوں اور سردھوتا ہوں
اور ایک ٹوٹا ہے جس میں پینے اور دھنوکرنے کے لئے پانی رکھتا ہوں اس کے سوا دنیا
میں عینی چیزیں ہیں وہ انہیں کی تابع ہیں۔ آپ نے فرمایا تو نے درست کہا، اللہ
تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔

حکایت (۸۵۳) حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر نیک بندے ایسے دیکھے
ہیں کہ ان کے پاس بجز کپڑے کے اور کچھ نہ تھا ان میں سے کسی زمین پر کوئی کپڑا نہیں بچھایا
جب سونا چاہا زمین ہی پر اپنا تبسم لگا کر کپڑا اوپر ڈھانک لیا۔

حکایت (۸۵۴) حضرت امام احمد ابن حنبلؒ نے ابو بکر مروزی کو فرمایا کہ فلاں فقیر کو
اجرت معمول سے کچھ زیادہ دینا۔ جب وہ دینے لگے فقیر نے واپس کر دی اور چلا گیا
امام احمد صاحب نے فرمایا کہ اب جا کر اس کو دیدو اب وہ لے گا وہ گئے اور اس کو
دیا تو لے لیا۔ امام صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی کہ یہاں نہ لیا جب یہاں چلا گیا تو نفس
کو نا اُمیدی اور یاس ہو گئی تو لے لیا۔

حکایت (۸۵۵) خواص جب کبھی اپنی رغبت کسی شخص کو دینے کی طرف دیکھتے یا نفس کے
لینے کے عادی ہو جانے سے خوف کرتے تو اس سے کوئی چیز قبول نہ کرتے، اور ان سے جو
کسی نے پوچھا کہ اپنے اپنے سفر میں سب سے زیادہ عجیب بات کیا دیکھی فرمایا کہ میں نے حضرت
خضر علیہ السلام کو دیکھا، اور وہ میری صحبت سے راضی ہوئے مگر میں ان سے اس جہت سے
علیحدہ ہو گیا کہ کہیں میرے نفس ان کے ساتھ سکون و قرار نہ ہو جائے۔ اور توکل میں
نقصان نہ ہونے پائے۔

حکایت (۸۵۶) نبنان کی حکایت ہے کہ ان کو ایک ٹونڈی کی ضرورت خدمت
کے واسطے ہوئی۔ انہوں نے اپنے بھائیوں سے صاف صاف کہدیا، ان سب نے
ٹونڈی کے دام ان کے لئے جمع کر دیئے اور کہا کہ اب قافلہ آنے کو ہے اس میں سے
جون سی ٹونڈی مناسب ہوگی وہ لی جائے گی جیسا قافلہ آیا تو سب لوگوں کی رائے ایک
ٹونڈی پر متفق ہو گئی کہ یہ نبنان کے لائق ہے۔ اس ٹونڈی کے مالک سے اس کے دام پوچھے

اس نے کہا کہ یہ بکاؤ نہیں ہے۔ جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ یہ لوٹدی بنان جمال کے واسطے ہے اس کو ایک سمرقند کی عورت نے ہدیہ بھیجی ہے۔ وہ لوٹدی بنان کے پاس ارسال کی گئی اور ان سے قصہ بیان کیا گیا۔

حکایت (۸۵۷) ابو سعید خراز کہتے ہیں کہ میں جنگل میں بدون زادراہ کے گیا۔ اور فاقہ پر فاقہ ہوا، دور سے ایک منزل نظر پڑی اس کو دیکھ کر میں خوش ہوا کہ اب پہنچ گیا۔ پھر دل میں سوچا کہ میں نے غیر پر فکیہ کیا اور قسم کھالی کہ اس گاؤں میں نہ جاؤں گا، جب تک کہ مجھے خود کوئی نہ لے جائے۔ میں نے اپنے لئے ریت میں ایک گڑھا کھودا اور اپنا جسم اس میں سینے تک چھپا دیا، آدھی رات کو وہاں کے لوگوں نے ایک بلند آواز سنی کہ اے بستی والو! ایک اللہ کے ولی نے اپنے آپ کو اس ریت میں قید کیا ہے اس کی خبر لو، وہاں سے کچھ لوگ آئے اور مجھ کو نکال کر لے گئے۔

حکایت (۸۵۸) روایت ہے کہ ابو تراب نجاشی نے ایک شخص کو دیکھا کہ تین دن کے بھوکا رہنے کے بعد ایک تر بوڑے کے چھلکے کو کھانے کے لئے اٹھایا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تصوف تیرے مناسب حال نہیں، تو بازار میں رہا کر، یعنی بدن توکل کے تصوف مت کر اور توکل نہیں درست ہے مگر اسی شخص کو جو کھانے سے تین دن سے زیادہ صبر کرے۔

حکایت (۸۵۹) حین منازلی حضرت بشر کے یاروں میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں حضرت بشر کی خدمت میں چاشت کے وقت بیٹھا تھا، اتنے میں ایک بزرگ آنچی خدمت میں ادھیڑ عمر کے گندم گوں کے ٹٹے ہوئے تشریف لائے حضرت بشر ان کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور میں نے ان کو اور کسی کی تعظیم کے لئے اٹھتے نہیں دیکھا تھا پھر آپ نے مجھ کو چند درم دیئے اور فرمایا کہ بہت عمدہ کھانا اور خوشبو جو ہماری حیثیت کے لائق ہو خرید لاؤ اور آپ نے ایسے الفاظ کہی مجھ سے نہیں فرمائے تھے۔ غرض کہ میں کھانے آیا۔ آپ نے ان بزرگ کے ساتھ کھانا کھایا۔ حالانکہ پہلے کسی کے ساتھ کھاتے میں نے ان کو نہ دیکھا تھا۔ جب بھدر حاجت کھا چکے تو اور کھانا جو بہت کچھ بچ رہا تھا تو وہ بزرگ اس کو لے کر اپنے کپڑے میں باندھ کر ساتھ لے گئے مجھ کو تعجب ہوا

اور ان کی حرکت بڑی معلوم ہوئی حضرت بشرؑ نے مجھ سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو ان کی یہ حرکت ناپسند معلوم ہوئی میں نے عرض کیا کہ البتہ اس وجہ سے کہ وہ کھانا بچا ہوا بے اجازت لے گئے آپ نے فرمایا یہ بزرگ ہمارے بھائی فتح موصلی ہیں کہ آج موصل سے ہم سے ملنے کو تشریف لائے تھے ان کی عرض اس فعل سے یہ تھی کہ ہم کو تعلیم کر دیں کہ جب تک کل صحیح ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ذخیرہ کرنا کچھ ضرر نہیں کرتا۔

حکایت (۸۶۰) خواص سفر میں ایسی، ڈولچی، مقران اور سوئی رکھا کرتے تھے، مگر کھانا نہ رکھتے تھے، اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی عادت سے دونوں چیزوں میں فرق ہے۔

حکایت (۸۶۱) بعض اکابر سے ایسے وقت میں کہ ان کی چیز چوری گئی تھی کسی نے کہا کہ آپ اپنے ظالم پر بددعا کیوں نہیں کرتے، آپ نے فرمایا کہ میں یہ اچھا نہیں جانتا کہ اس پر شیطان کا مردگار بنوں، کسی نے پوچھا کہ بھلا اگر وہ چیز آپ کے پاس لاوے آپ نے فرمایا لینا تو درکنار، اس کو دیکھوں نہیں، اس واسطے کہ وہ چیز میں نے اس کو معاف کر دی۔

حکایت (۸۶۲) بعض بزرگوں سے کسی نے درخواست کی کہ اپنے ظالم پر بددعا کرو انہوں نے فرمایا کہ مجھ پر کسی نے ظلم ہی نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا یہ کیا تھوڑا ہے کہ میں اس بے چارے پر اور زیادہ بڑائی چاہوں۔

حکایت (۸۶۳) علی بن فضیل طواف کرتے تھے، ان کے دینار چوری گئے ان کے باپ نے ان کو دیکھا کہ روتے ہیں۔ پوچھا کہ دیناروں کے واسطے روتے ہو، انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ اس بیچارے کے حال پر روتا ہوں، کہ قیامت کو اس سے سوال ہوگا اور اس سے کچھ نہ بن پڑے گا۔

حکایت (۸۶۴) حضرت بشرؑ عبد الرحمن طبیک کے سامنے اپنے درد کا بیان کرتے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ جو مرعہ ہوتا اس کو کہہ دیا کرتے اور فرماتے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت نے مجھ میں لکھا میں صرف اس کو کہتا ہوں۔

حکایت (۸۶۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حالت مرض میں لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیسے ہیں، آپ نے فرمایا کہ بڑا ہوں، لوگ ایک دوسرے کو تاکنے لگے

یعنی اس جواب کو اچھا نہ جانا، بلکہ شکایت سمجھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں خدا تعالیٰ پر بہادری کروں۔

حکایت (۸۶۶) بعضے عابد شکایت کے خوف سے اور اس ڈر سے کہ کہیں کلام زیادہ نہ ہو جائے اپنی عبادت بڑی جانتے تھے، حتیٰ کہ اگر بیمار پڑتے تو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیتے، کوئی ان کے پاس نہ جاتا، جب اچھے ہو جاتے تو خود ہی لوگوں میں نکلتے۔

حکایت (۸۶۷) حضرت فضیلؒ فرمایا کرتے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ بیمار ہوؤں مگر عبادت کرنے والے نہ ہوں، میں بیماری سے انہیں لوگوں کے باعث گھبراتا ہوں۔

حکایت (۸۶۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین شخصوں پر گزرے جن کے بدن لاغر اور رنگ متغیر تھے، آپ نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیوں ہوا ہے انہوں نے عرض کیا کہ آتش دوزخ کے خوف سے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوف والوں کو ضرور مامون رکھے گا۔ پھر وہاں سے بڑھ کر آپ اور تین شخصوں پر گزرے وہ پہلوں سے بھی زیادہ دبے اور رنگ متغیر تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کس وجہ سے ہے انہوں نے عرض کیا جنت کے شوق کے باعث سے، آپ نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ تم کو وہ چیز عطا کرے، جس کے تم متوقع ہو پھر آپ بڑے اور تین شخص دیکھے جو پہلے دونوں فرقوں سے بھی زیادہ دبے اور رنگ بدلے تھے، نور کا یہ عالم تھا کہ گویا چہروں پر آئینے چڑھے تھے، آپ نے ان سے پوچھا کہ کس چیز سے تم ایسے ہو رہے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ عزوجل سے محبت رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا مقرب تمہیں ہو۔

حکایت (۸۶۹) عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص پر گذرا جو برف میں سوتا تھا، میں نے پوچھا کہ تمہیں سردی نہیں معلوم ہوتی۔ اس نے کہا کہ جو شخص محبت الہی میں گرم رہتا ہے اس کو سردی نہیں معلوم ہوتی۔

حکایت (۸۷۰) حضرت معروف کرخیؒ کے بعض مریدوں نے ان سے سوال کیا کہ اے ابو محفوظ آپ ارشاد فرمائیں کہ کونسی چیز نے آپ کو عبادت کی مرغیب

دی اور خلق سے علیحدہ کیا، آپ چپ ہو رہے، اس نے کہا کہ موت کی یاد نے آپ کا یہ حال کیا ہے، آپ نے فرمایا موت کی کیا اصل ہے، اس نے کہا کہ قبر پر برزخ کی یاد سے ایسے ہوئے، آپ نے فرمایا کہ یہ بھی بے اصل ہیں، اس نے کہا کہ دونوں کے خوف اور جنت کی توقع نے ایسا کیا ہے، آپ نے فرمایا ان کی کبھی کچھ اصل نہیں یہ سب چیزیں ایک بادشاہ کے قبضے میں ہیں، اگر اس کو چاہو تو یہ سب باتیں تم کو بھٹلا دے، اور اگر تم میں اور اس میں معرفت ہو جائے تو پھر ان سب سے بچاؤ۔

حکایت (۸۷۱) بعض شیوخ نے حضرت بشر بن ابی الحارث کو خواب میں دیکھا ان سے پوچھا کہ ابو نصر، تمہارے اور عبدالوہاب و راق کا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو اس وقت خدا تعالیٰ کے سامنے کھاتے پیتے چھوڑا ہے۔ اس نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے، کہا اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت کم ہے اس لئے مجھ کو اپنا دیدار مرحمت فرمایا۔

حکایت (۸۷۲) علی بن الموفق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں داخل کئے گئے ہیں، کہتے ہیں کہ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دسترخوان پر بیٹھا ہے اور دو فرشتے اس کے دونوں طرف ہیں انواع و اقسام کے میوے ان کو کھلا رہے ہیں اور ایک شخص کو دیکھا کہ جنت کے دروازے پر کھڑے ہوئے لوگوں کی صورتیں پہچانتے ہیں اور بعض کو اندر کر دیتے ہیں اور بعض کو واپس کرتے ہیں پھر میں ان سے خطرہ قدس کی طرف آگے بڑھ گیا، وہاں سر اوقات عرش میں ایک شخص کو دیکھا کہ اللہ جل شانہ کی طرف تاک لگا دے ہوئے ہے اور کسی طرف نہیں دیکھتا میں نے رضوان سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے، کہا گیا معروف کرخی ہیں کہ جنہوں نے خدا کی عبادت نہ خوف آتش سے کی نہ بتوقع جنت بلکہ صرف اس کی محبت سے کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حد تک اپنی طرف دیکھنے کی اجازت دے دی، اور کہا کہ تم وہی ہو تم نے سب مقصدوں کو چھوڑ کر مجھ کو اختیار کیا۔

حکایت (۸۷۳) اسحاق بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میرے باپ

یعنی سعد مجھ سے فرماتے تھے کہ عبداللہ بن جحشؓ نے مجھ سے جنگ اہد کے روز کہا کہ آؤ خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں، پس ایک طرف کو ہو کر عبداللہؓ نے یوں دعا مانگی کہ الہی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ جب کل کو میں دشمن کے مقابل ہوں تو میرا مقابلہ کسی ہولناک اور شدید الغضب سے ہو جس سے میں لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر مجھ کو پکڑ کے میرے ناک کان کاٹے اور میرا پیٹ چیرے اور میں تیرے سامنے جاؤں تو تو مجھ سے پوچھے اے عبداللہ تیرے ناک کان کس نے کاٹے، میں عرض کروں، الہی تیرے راستے میں اور تیرے رسولؐ کے راستے میں میرا یہ حال ہوا ہے، تو فرمائے کہ سچ کہتا ہے۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے آخر روز میں دیکھا کہ عبداللہ بن جحشؓ کے ناک کان ایک ڈورے میں بندھے لٹکے ہیں اور سعید بن السیبؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن جحشؓ کی بقیہ قسم بھی پوری کرے، جیسے اس نے اتنی سچی کی ہے۔

حکایت (۸۶۴) روایت کہ زینجا جب ایمان لائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آئی تو ان سے علیحدہ ہو کر عبادت میں مصروف ہوئی اور خدا تعالیٰ کی ہو رہی، اگر آپ دن کو اپنے پاس بلائے تو رات پر ٹال دیتی اور رات کو بلائے تو دن پر اور کہتی کہ اے یوسف میں آپ سے جب تک محبت رکھتی تھی کہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی معرفت نہ کھتی اب کہ میں نے اس کو پہچان لیا تو اس کی محبت نے میرے دل میں کسی غیر کی محبت نہ چھوڑی۔ اور مجھ کو اس محبت کا عوض منظور نہیں کہ اس کی محبت چھوڑ کر دوسرے کی محبت اختیار کروں۔ یہی حال ہوتا ہے، یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو خداوند کریم کا حکم اسی طرح ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ تو زینجا سے ہم بستری ہو، اس کے پیٹ سے ہم دو لڑکے عنایت فرماویں گے اور دونوں کو نبی کریں گے۔ زینجا نے عرض کیا کہ اگر خداوند کریم نے آپ کو ارشاد فرمایا ہے اور مجھ کو اس نعمت کا ذریعہ بنایا ہے تو میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تابع ہوں اور صحبت پر راضی ہوں۔

حکایت (۸۶۵) یرخ غلام حبشی کے احوال میں جس کے طفیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارانِ رحمت کی دعا کی تھی۔ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کو ارشاد فرمایا برخ اچھا بندہ ہے، مگر اس میں ایک عیب ہے، آپ نے عرض کیا کہ الہی اس کا عیب کیا ہے، فرمایا کہ اس کو نسیم سحر اچھی معلوم ہوتی ہے، اس کی طرف رغبت کرتا ہے، اور جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ کسی چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا۔

حکایت (۸۷۶) روایت ہے کہ ایک عابد نے خدا تعالیٰ کی عبادت مدت تک کسی جنگل میں کی، پھر ایک پرند کو دیکھا کہ ایک درخت پر آشیانہ بنایا ہے اس میں بیٹھ کر چھپے کرتا ہے۔ عابد نے کہا کہ اگر میں اپنی عبادت کی جگہ اس درخت کے پاس کر لوں تو اس پرند کے چھپے سے کچھ دل لگی ہو۔ جب عبادت کی جگہ درخت کے پاس کر لی تو خدا تعالیٰ نے اس وقت کے نبی پر وحی بھیجی کہ فلاں عابد سے کہہ دو کہ تو نے فلاں مخلوق سے انس کر لیا ہے، اس کی سزا میں نے تیرا ایسا درجہ کم کر دیا کہ اب کسی عمل سے کبھی نہ ملے گا۔

حکایت (۸۷۷) حضرت ابراہیم بن ادعیم سفر کرتے ہوئے ایک پہاڑ پر پہنچے، ایک آواز آئی کہ کوئی یہ کہتا ہے۔ قطعہ

ہم نے بخشے جتنے ہیں تیرے گناہ

پر نہیں بخشا تصور اعراض کا

فوت جو تجھ سے ہوا وہ ہے معاف
اس کو سن کر آپ بڑپے اور بیہوش ہو گئے ایک رات دن ہوش نہ آیا، بہت حالات آپ پر طاری ہوئے، پھر ایک آواز پہاڑ سے سنی کہ اے ابراہیم بندہ ہو جا، ابراہیم کہتے ہیں کہ میں بندہ ہو گیا، اور ہوش میں آیا۔

حکایت (۸۷۸) روایت ہے کہ بعض ابدال نے کسی صدیق سے درخواست

کی کہ خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ایک ذرہ پھر اپنی معرفت مجھ کو عنایت فرمائے۔

انہوں نے دعا کی اور وہ مقبول ہوئی، ان بزرگ کا یہ حال ہوا کہ پہاڑوں میں سرگروہ پھرے، عقل چران اور دل پریشان تھا۔ سات روز تک آنکھیں پتھر اگیں نہ اپنے آپ کسی چیز سے نفع بیانہ انے کسی چیز کو فائدہ پہنچا صدیق نے خدا تعالیٰ سے ان کے لئے دعا مانگی کہ الہی ذرہ بھر معرفت سے کچھ کم کر دے ان پر وحی ہوئی کہ ہم نے اس کو ذرہ بھر معرفت کا لاکھواں حصہ عنایت فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب نے

اس کے لئے دعا کی تھی اسی وقت ہمارے لاکھ بندوں نے بھی درخواست کی تھی میں نے ان کی دعا قبول کرنے میں تاخیر کی تھی مگر جب تو اس شخص کا سفارشی ہوا اور تیری دعا قبول ہوئی تو ان کی بھی دعا قبول فرمائی، اور ذرہ بھر معرفت لاکھ بندوں میں تقسیم کر دی جس کا نتیجہ تو نے دیکھا۔ صدیق نے عرض کیا کہ اے احکم الحاکمین جس قدر تو نے اس کو عنایت فرمایا ہے اس میں سے کم کر دے، اللہ تعالیٰ نے دس ہزار واں حصہ اس لاکھویں حصے کا رہنے دیا اور باقی کو سلب کر دیا تب اس کا خوف محبت ورجا ٹھکانے ہوا اور پریشانی دفع ہوئی، اور عارفوں کی طرح وہ ہو گیا۔

حکایت (۸۷۹) حضرت ذوالنون مصریٰ اپنے کسی بھائی کے پاس تشریف لے گئے جو اپنی محبت کا ذکر لوگوں سے کیا کرتا تھا۔ آپ نے اس کو مصیبت میں مبتلا دیکھا، اور فرمایا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف کی چوٹ کی تکلیف معلوم کرتا ہے وہ اس سے محبت نہیں رکھتا، اس شخص نے کہا کہ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس کی چوٹ سے لذت یا بے نہیں ہوتا وہ اس سے محبت نہیں رکھتا حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اپنے نفس کو اس کا محب مشہور کرتا ہے وہ اس سے محبت نہیں رکھتا۔ اس شخص نے استغفار تو بہ کی کہ پھر میں ذکر محبت کسی سے نہ کروں گا۔

حکایت (۸۸۰) بعض مکاشفین بیان کرتے ہیں کہ میں نے تیس برس ظاہر و باطن سے جتنی مجھ میں طاقت تھی کوشش کے ساتھ عبادت کی یہاں تک مجھ کو گمان ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک میرا رتبہ کچھ ہوا ہوگا۔ اور ان بزرگ نے اپنے مکاشفان اور اسرارِ سماوی کے ظاہر ہونے کو ایک بڑی دامستان میں بیان کر کے آخر میں لکھا ہے کہ میں ایک فرشتوں کی صف میں پہنچا جن کی تعداد عدد مخلوقات کے برابر تھی ان سے میں نے پوچھا کہ تم کون ہو، جواب دیا کہ ہم خدا سے عزوجل کے محب ہیں اس کی عبادت یہاں تین لاکھ برس سے ایسی کرتے ہیں کہ ہماری زبان پر سوائے اس کے اور کچھ نہیں گذرا، تب تو مجھ کو اپنے عمل سے بہت حیا آئی اور سب اعمال میں نے ان لوگوں کو بخش دئے جو مستحق وعید ہیں تاکہ ان پر

دوزخ میں تخفیف ہو۔

حکایت (۸۸۱) حضرت جنیدؒ اپنے استاد و مرشد حضرت سرئیؒ کا حال بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار وہ بیمار ہوئے، ہم کو نہ تو سبب ان کی بیماری معلوم ہوا نہ دوا، ہم سے کسی نے ایک طبیب حاذق کا ذکر کیا، تو میں ان کا قارورہ لے کر اس طبیب کے پاس گیا۔ اس نے قارورہ دیکھا اور بڑی دیر تک دیکھتا رہا، پھر مجھ سے کہا کہ یہ قارورہ تو عاشق کا سا معلوم ہوتا ہے، میں نے یہ سن کر پھچھاڑ کھائی اور پھوش ہو گیا، شیشی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ بعد پھوش آنے کے مرشد کی خدمت میں آکر سب حال کہا اور آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ واقع میں وہ قارورہ خوب پہچانتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا قارورہ سے میں بھی عشق ظاہر ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں قارورہ سے میں بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

حکایت (۸۸۲) ایک بار حضرت سرئیؒ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ دوں کہ اسی کی محبت نے میرا پوست ہڈیوں پر لگا دیا اور بدن کو دبلا کر دیا پھر بے ہوش ہو گئے۔

حکایت (۸۸۳) واضح ہو کہ انس جب دائمی اور غالب اور مستحکم ہو جاتا ہے اور انبساط اور کشادگی کا خوف اس کو مگر اور منغص نہیں کرتا تو اس کا انس ایک انبساط اور کشادگی اقوال و افعال اور خدا تعالیٰ کی مناجات میں پیدا کرتا ہے اور بعض اوقات بظاہر بڑا ہوتا ہے اس وجہ سے کہ متضمن جرات اور قلت ہیئت کا ہوتا ہے مگر جو شخص کہ مقام انس میں مقیم ہوتا ہے اس سے وہ کشادگی برداشت کر لی جاتی ہے۔ اور جو اس مقام میں مقیم نہیں اور فعل و کلام میں انس والوں کی مشابہت کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور قریب بہ کفر ہو جاتا ہے اس کی مثال مناجات برخ اسود کی ہے جس کے باب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ اس سے درخواست کرو کہ بنی اسرائیل کے لئے باران رحمت کی دعا مانگے اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جب بنی اسرائیل میں سات برس خشکی اور قحط سالی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر مینہ کے واسطے دعا کرنے کو نکلے اور دعا مانگی اللہ جل شانہ نے ان پر وحی بھیجی کہ میں ان لوگوں کی دعا کیسے قبول کروں ان کے گناہ

ان پر چھانگے ہیں باطن کے خبیث ہیں، بدون یقین کے مجھ سے دعا مانگتے ہیں میرے عذاب سے نڈر ہیں۔ تو میرے ایک بندے کے پاس جا جس کو برخ کہتے ہیں اس سے کہہ دے کہ مینہ کے واسطے باہر نکل کر دعا کرے تاکہ میں قبول کروں موسیٰ علیہ السلام نے جو برخ کا حال لوگوں سے پوچھا تو کسی نے نہ بتایا۔ ایک روز آپ راہ میں چلے جاتے تھے دیکھیں تو ایک غلام حبشی سامنے سے آتا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں سجدے کی خاک لگی ہوئی ہے اور گلے سے ایک چادر بندھی ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نور الہی سے پہچانا اور نام پوچھا اس نے کہا میرا نام برخ ہے آپ نے فرمایا ہم تو مدت کے تمہاری تلاش میں ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو اور باران رحمت کے لئے دعا مانگو وہ آپ کے ساتھ نکلا اور اس طرح دعا مانگی کہ الہی نہ تو یہ تیرا کام ہے نہ یہ تیرا حلم اور تجھ کو یہ کیا سوچتی ہے جو خشکی کر رہی ہے کیا تیرے پاس کے چمٹے گھٹ گئے ہیں، یا ہوئیں تیری طاعت سے منحرف ہیں یا جو تیرے یہاں چیز ہے وہ بڑگئی ہے، یا گنہگاروں پر تیرا غصہ سخت ہو گیا ہے۔ کیا خطا واروں کو پیدا کرنے سے پہلے تو غفار نہیں تھا، تو نے ہی تو رحمت کو پیدا کیا اور مہر کا حکم دیا کیا اب ہم کو یہ دکھاتا ہے کہ تجھ تک کسی کی رسائی نہیں یا جلد سزا اس لئے دیتا ہے کہ کہیں مخلوق تجھ سے بھاگ نہ جائے اسی طرح کی باتیں کہتا رہا یہاں تک کہ پانی برسنا شروع ہوا اور بنی اسرائیل تر ہو گئے اور گھاس خدا کے حکم سے جتنا شروع ہوا اس زور سے ابھر کہ دوپہر میں زانو تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد برخ واپس آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اس کو ملے تو کہنے لگا۔ کیوں میں اپنے رب کے ساتھ کیسا جھگڑا اور اس نے میرے ساتھ کیسا انصاف کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر قصد کیا تو خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ برخ مجھ سے دن میں تین بار منہتا ہے۔

حکایت (۸۸۴) حضرت حسنؑ سے روایت ہے کہ بصرہ میں ایک بار چند چھپرے آگ سے جل گئے ان کے بیچ میں ایک چھپرہ باقی رہ گیا۔ اس وقت حضرت ابو موسیٰؓ بصرہ کے سردار تھے۔ آپ کو اس حال کی خبر ہوئی تو اس چھپرے کے مالک کو بلوایا دیکھا تو ایک پیر مرد تھے، آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بات کہ تمہارا چھپرہ جلا انہوں نے کہا کہ میں نے خدا تعالیٰ کو شتم دے دی تھی کہ اس کو نہ جلاوے حضرت

ابو موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے سروں کے بال پر اگندہ اور کپڑے میلے ہوں گے مگر وہ لوگ خدا تعالیٰ کو کچھ قسم دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کر دے گا۔

حکایت (۸۸۵) اور یہ بھی انہیں سے روایت ہے کہ بصرہ میں ایک بار آگ لگی تو ابو عبیدہ خواص تشریف لائے تو آگ کے اوپر چلنے لگے حاکم بصرہ نے ان سے عرض کیا کہ دیکھئے آپ جن نہ بھائیں آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا تعالیٰ کو قسم دے دی ہے کہ مجھ کو آگ سے نہ جلا دے۔ حاکم نے عرض کیا کہ تو پھر آگ کو بھی قسم دیجئے کہ وہ مجھ جاوے۔ آپ نے آگ کو قسم دی وہ بجھ گئی۔

حکایت (۸۸۶) ایک روز ابو حفص چلے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک دستاویز آیا جس کے ہوش ٹھکانے نہ تھے، آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے اس نے کہا کہ میرا گدھا کھو گیا ہے اور اس کے سوا میرے پاس اور نہیں یہ سن کر آپ ٹھہر گئے اور جناب باری میں عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت و جلال کی میں ایک قدم بھی نہ چلوں گا جب تک تو اس شخص کا گدھا اس کے پاس نہ پہنچا دے گا آپ کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت گدھا آمو جو دہوا اور آپ وہاں سے آگے بڑھے، پس اس طرح کے معاملات انسانوں سے ہو کر تے ہیں۔ دوسرے کو حق نہیں پہنچتا کہ ان لوگوں جیسا بن جاوے۔

حکایت (۸۸۷) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر میں آگ کی جنگلا پاٹوں جو جلا دے سو جلا دے اور چھوڑ دے سو چھوڑ دے تو میرے نزدیک یہ اس بات سے بہتر ہے کہ جو چیز ہوگئی ہو اس کو میں کہوں کہ کاش ہنوتی یا ہنوتی چیز کو کہوں کہ کاش ہو جاتی۔

حکایت (۸۸۸) ایک شخص نے حضرت محمد بن واسع کے پاؤں میں زخم دیکھ کر کہا کہ مجھے تمہارے اس زخم سے ترس آتا ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ زخم جیب سے ہوا ہے میں شکر کرتا ہوں کہ آنکھ میں نہ لگا۔

حکایت (۸۸۹) بنی اسرائیل کے قصوں میں ہے کہ ایک عابد نے اللہ تعالیٰ کی عبادت مدت تک کی اس کو خواب میں دکھلایا گیا کہ فلانی عورت بکریاں چرانے والی جنت میں

تیری رفیق ہوگی عابد نے اٹھ کر اس عورت کا نشان پوچھ کر اس کو تلاش کیا اور تین دن اس کے یہاں مہمان رہے۔ تاکہ اس کا عمل دیکھیں۔ عابد خود تو رات کو کھڑے رہتے اور وہ لیٹ کر سو جاتی دن کو یہ روزہ رکھتے اور وہ افطار کرتی اس سے پوچھا کہ تیرا عمل اس کے سوا کچھ اور بھی ہے اس نے کہا کہ اور تو کچھ بھی نہیں یہی جو تم نے دیکھا میں تو اپنے آپ میں اور کچھ نہیں جانتی یہ کہتے رہے کہ بھلا یا دکر کے کہو کوئی اور بات بھی ہے اس نے کہا کہ ایک چھوٹی سی خصلت مجھ میں اور ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر میں سختی میں ہوتی ہوں تو اس امر کی تمنا نہیں کرتی کہ اچھی حالت میں ہوں اور اگر مرض میں ہوں تو یہ تمنا نہیں کرتی کہ تندرستی میں ہو جاؤں اور اگر دھوپ میں رہوں تو سایہ کی تمنا نہیں ہوتی۔ یہ سن کر عابد نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا، یہ چھوٹی سی خصلت ہے یہ تو ایسی بڑی خصلت ہے جس سے عابد عاجز ہیں۔

حکایت (۸۹۰) روایت ہے کہ حضرت فتح موصلی کی بی بی لغزش کھا کر گریں اور ناخن ٹوٹ گیا، آپ ہنس پڑیں کسی نے پوچھا آپ کو درد نہیں معلوم ہوتا، جواب دیا کہ ثواب کی لذت نے میرے دل سے درد کی تلخی دور کر دی۔

حکایت (۸۹۱) حضرت سہیلؒ کو ایک مرض تھا کہ اوروں کو وہ ہوتا تو اس کا علاج کیا کرتے اور اپنا نہ کرتے ان سے کسی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یار درد کی مار میں آزار نہیں ہوا کرتا اور دوسری صورت یہ ہے کہ درد تو معلوم ہوتا ہے مگر اس سے راضی ہوں، بلکہ رغبت اور خواہش سے اس امر کو چاہتا ہوں یعنی گو طبیعت پر ناگوار گذرے مگر عقل کی رو سے اس کی طرف رغبت ہو۔ مثلاً جو شخص نفاذ سے فصد کھلائے یا پھنچے لگوائے تو اس کو فصد و جہامت کا درد تو معلوم ہوتا ہے مگر فصد و جہامت پر راضی ہوتا ہے۔ اور نفاذ کے فعل کا ممنون ہوتا ہے۔ پس یہی حال اس شخص کا ہے جو تکلیف کی چیزوں پر راضی رہے۔ اسی طرح جو فائدہ کی طلب میں سفر کرتا ہے اس کو سفر کی تکلیف معلوم ہوتی ہے مگر ثمرہ سفر ایسا اچھا اس کے نزدیک ہے کہ اس کے باعث تکلیف سفر کو گوارا کرتا ہے، اور اس سے راضی ہے اور جب آدمی کو یہ یقین ہو کہ مصیبت کا ثواب خدا تعالیٰ کے یہاں ذخیرہ ہے بہ نسبت اس چیز کے جو اس کے پاس سے جاتی رہی جو بڑھ کر ہے، تو بیشک جو مصیبت خدا تعالیٰ کی طرف سے آئیگی اس پر

راستی ہو گا اور اس پر رغبت کرے گا اور اسے اچھا جانے گا اور خدا تعالیٰ کا شکر اس پر کرے گا۔ یہ اسی صورت میں ہے کہ اس ثواب اور احسان کا لحاظ رکھے، جو اس کو مصیبت کے عوض ملے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ محبت ایسی غالب ہو کہ حبیب کی امر اور رضا ہی مطلوب و مقصود ہو جاوے اور کچھ مراد ہی نہ رہے اور یہ سب باتیں خلق کی محبت میں دیکھی جاتی ہیں، وصف کرنے والوں نے اپنی نظم و نثر میں ان کو بیان کیا ہے اور اس میں اور کوئی بات نہیں صرف لحاظ صورت ظاہری کے جمال کا جو آنکھ سے سو جھتی ہے اب اس جمال کو دیکھو تو صرف گوشت و پوست و خون ہے جس میں نجاست اور خاک بلا ملی ہوئی ہے، اس کا آغاز ایک نطفہ ناپاک ہے اور اس کا انجام ایک پلید مردار اور بیج میں پانچھانے کو اٹھائے پھرتا ہے اور اگر مد رک کو دیکھے تو آنکھ خفیف ہے جو اکثر دھوکا دیتی ہے۔ یعنی چھوٹی چیز کو بڑی دیکھتی ہے اور بڑی کو چھوٹی اور دور کو نزدیک اور بد صورت کو خوب صورت پس جب ایسی حالت میں محبت کا یہ حال ہو جاتا ہے تو جمال ازلی اور ابدی کی محبت کا یہ امر کیسے محال ہو سکتا ہے، اس جمال کے کمال کی بھی کچھ نہایت ہی نہیں اور اس کا اور اک چشم بصیرت سے ہوتا ہے جس میں کبھی غلطی نہیں ہوتی اور نہ اس پر موت آتی ہے بلکہ بصیرت باطنی بعد موت کے باقی رہتی ہے، اور خدا تعالیٰ کے نزدیک زندہ اور اس کے رزق سے خوش ہو کر بعد موت زیادتی متنبہ اور انکشاف سے بہرہ ور ہوتی ہے۔ اس بات کو اگر چشم عبرت سے دیکھو تو صاف ظاہر ہے اور اس کا پایا جانا اور عاشقوں کے احوال و اقوال اس پر شاہد ہیں، چنانچہ حضرت شفیق بلخی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد سرمی سقطلی سے پوچھا کہ عاشق کو بلا کی تکلیف ہوتی ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ اگرچہ تلوار سے مارا جائے، آپ نے فرمایا کہ گو تلوار سے ستر زد پر زد لگائی جائیں اور بعض اکابر فرماتے ہیں کہ مجھ کو وہی اچھا معلوم ہوتا ہے جو اس کو پسند ہو یہاں تک کہ اگر وہ میرے لئے دوزخ پسند کرے تو میں دوزخ میں جانا محبوب جانتا ہوں۔

حکایت (۸۹۲) بشر بن عمارت کہتے ہیں کہ بغداد کے محلہ شرقیہ میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہزار کوڑے لگے اس نے کچھ اف نہ کیا پھر اس کو قید خانے

میں لے گئے، میں اس کے پیچھے گیا، اور پوچھا کہ تجھ کو کیوں مارا اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ میں عاشق ہوں، میں نے کہا کہ تو چپکا کیوں رہا، اس نے کہا کہ میرا معشوق میرے سامنے مجھے دیکھتا تھا، میں نے کہا کہ پھر کیا اچھا ہو جو تو عاشق حقیقی کی طرف دیکھے یہ سنا اس نے چیخ ماری اور پھاڑ کھا کر مر گیا۔

حکایت (۸۹۳) بشر کہتے ہیں کہ میں نے شروع سلوک میں جزیرہ عبادان کا قصد کیا وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ اندھا اور کورٹھی اور مجنون اور مرگی زدہ ہے، اور چوٹیاں اس کا گوشت کھا رہی ہیں، میں نے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور کچھ کہتا رہا۔ جب اس کو ہوش آیا تو کہا، یہ کون اجنبی آدمی ہے جو میرے اور میرے پروردگار کے معاملے میں دخل دیتا ہے۔ اگر وہ میرا ایک ایک جوڑ کاٹ ڈالے گا تب بھی میں اسکی محبت زیادہ ہی کروں گا بشر کہتے ہیں کہ بعد اس معاملے کے جب کبھی مجھ کو اس طرح کا معاملہ بندے میں اور پروردگار میں معلوم ہوا میں نے کبھی اس کو برا نہیں جانا۔

حکایت (۸۹۴) حضرت عبداللہ بن عمر کا ایک لڑکا بیمار ہوا آپ کو بہت شدت سے اس کا غم ہوا یہاں تک کہ لوگوں کو خوف ہوا کہ کہیں اس لڑکے کے سبب آپ کو کچھ ہو نہ جاوے۔ وہ لڑکا جب مر گیا تو آپ اس کے جنازے کے ساتھ ہوئے اور کسی شخص کے چہرے پر ایسی خوشی ہوتی ہوگی جیسی آپ کو اس وقت تھی لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی بیماری سے اس کے ترس آتا تھا، اس لئے عمگین تھا، اب جو مشیت الہی ہو چکی تو میں اس پر خوش ہوں۔

حکایت (۸۹۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک شخص اندھے برص والے اپاہج دونوں طرف سے فالج زدہ پر گزرے کہ اس کا گوشت جذام کے باعث بکھر گیا تھا اور وہ یہ کہتا تھا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے ایسے امراض سے صحت دی جس میں بہتوں کو مبتلا کر رکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ بھلا وہ کونسی مصیبت ہے جو تیرے اوپر نہیں، اس نے کہا کہ اے روح اللہ میں اس شخص سے بہتر ہوں جس کے دل میں خدا تعالیٰ نے وہ چیز نہیں ڈالی جو میرے دل میں اپنی معرفت ڈالی ہے آپ نے

فرمایا درست کہتے ہو، اپنا ہاتھ لاؤ اس نے جو اپنا ہاتھ دیا آپ کے ہاتھ میں آتے ہی چہرہ سبکے عمدہ اور صورت بہت اچھی ہو گئی اس کا سبب مرض جانا رہا۔ وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہ کر عبادت کرنے لگا۔

حکایت (۸۹۶) حضرت عروہ بن زبیر کا پاؤں سڑ گیا تھا، انہوں نے زانو سے پاؤں تک کٹوایا پھر فرمایا خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ سے ایک لے لیا۔ تیری ذات کی قسم ہے اگر تو نے لے لیا تو تو نے ہی باقی رکھا تھا۔ اور اگر تو نے بیمار کیا تھا تو تو نے ہی عافیت دی تھی۔ پھر اس رات یہی ورد پر صبحے رہے۔

حکایت (۸۹۷) حضرت عمران بن الحصین کو استسقاء کا مرض تھا تیس برس تک پشت پر لیٹے رہے نہ اٹھ سکتے تھے نہ بیٹھ سکتے تھے۔ قضاے حاجت کے لئے چارپائی کے بان کاٹ دئے گئے تھے، ان کے پاس مطرف اور ان کے بھائی علاء سے، ان کا حال دیکھ کر رونے لگے، انہوں نے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو، کہا تمہارے اوپر یہ بڑی سختی دیکھ کر روتا ہوں، انہوں نے کہا مرت روؤ اس واسطے کہ جو چیز خدا تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے وہی مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں غالباً خدا تعالیٰ اس سے تم کو نفع دے گا۔ مگر میرے مرنے تک اس کو تم کسی سے نہ کہنا وہ بات یہ ہے کہ فرشتے میری زیارت کرتے ہیں میں انس پاتا ہوں اور مجھ کو سلام کرتے ہیں میں ان کا سلام سنتا ہوں، اس سے میں جانتا ہوں کہ جس مرض میں یہ بڑی نعمت ہو وہ عذاب نہیں۔ پس جو شخص اپنی مصیبت میں ایسے امور مشاہدہ کرے بھلا وہ کیسے راضی نہ ہوگا۔ مطرف کہتے ہیں کہ پھر سوید بن شعبہ کی عیادت کو گئے ہم نے دیکھا کہ ایک کپڑا ہے ہم کو گمان ہوا کہ اسکے نیچے کچھ نہیں ہے یہاں تک کہ ان کے منہ پر سے کپڑا اٹھایا گیا۔ ان کی بی بی نے کہا کہ آپ کو کیا کھلائیں کیا پلائیں، انہوں نے کہا کہ لیٹے لیٹے کروٹیں دکھ گئیں چوڑا چھل گئے اور دبلا اتنا ہو گیا ہوں کہ اس قدر مدت سے کھانا پینا متروک ہے مگر مجھ کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ اس کیفیت میں سے ناخن برابر بھی کمی کروں۔

حکایت (۸۹۸) جب سعد بن ابی وقاص مکہ میں تشریف لائے اور ان کی آنکھیں جاتی

رہی تھیں لوگ ان کے پاس جوق جوق دوڑے چلے آتے تھے اور آپ سے دعا کی استدعا کرتے تھے۔ آپ ہر ایک کے لئے دعا مانگتے تھے اور وجہ دعا مانگوانے کی یہ تھی کہ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ حضرت عبداللہ بن الصائبؓ کہتے ہیں کہ میں بھی ان دنوں لڑکا تھا، آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو اپنا نشان بتایا، آپ نے مجھ کو پہچانا اور فرمایا کہ اہل مکہ کا تو قاری ہے۔ میں نے کہا کہ البتہ، پھر اور گفتگو ہوئی۔ یہاں تک کہ آخر کو میں نے کہا کہ چچا جان آپ اور ول کے واسطے دعا کرتے ہیں، اپنے واسطے بھی دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ آپ کی بینائی جوں کی توں کر دے۔ آپ نے قسم فرما کر کہا بیٹا خدا سے پاک کے حکم کی رمنامیرے نزدیک بنیائی سے اچھی ہے۔

حکایت (۸۹۹) ایک صوفی کا لڑکا چھوٹا سا تین دن تک نہ بلا اور نہ اس کا حال معلوم ہوا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ اس کو واپس لاوے اور تم سے لاوے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حکم کیا اس پر اعتراض کرنا میرے نزدیک لڑکے کے جاتے رہنے سے زیادہ سخت ہے۔

حکایت (۹۰۰) بعض عابد کہتے ہیں کہ میں نے ایک بڑا سخت گناہ کیا تھا جس کے عوض میں ساٹھ برس سے روتا ہوں، اور یہ عابد نہایت محنت عبادت کرتے تھے کہ کسی طرح تو بہ اس گناہ سے قبول ہو۔ لوگوں نے پوچھا وہ کونسا گناہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک بات ہو گئی تھی، میں نے اس کو کہا تھا کہ نہوتی تو خوب تھا۔

حکایت (۹۰۱) بعض سلف کا قول ہے کہ اگر میرا جسم مقراضوں سے کتراجائے تو میرے نزدیک اس بات سے محبوب ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی ہو اس کو میں کہوں کہ اگر نہ کرتا تو خوب تھا۔

حکایت (۹۰۲) ایک جماعت حضرت شبلیؒ کے پاس مارستان میں گئی جہاں وہ قیند تھے۔ اور اپنے سامنے ڈھیلے اکٹھے کر رکھے تھے۔ ان لوگوں سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے دوست ہیں۔ آپ ان کی

طرف ڈھیلے مارنے لگے، یہاں تک کہ وہ بھاگ گئے پھر آپ نے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے، تم میری محبت کا دعویٰ کرتے ہو، اگر سچے ہو تو میری مصیبت پر صبر کرو۔

حکایت (۹۰۲) روایت ہے کہ بازار میں آگ لگی لوگوں نے حضرت سترکی کو خبر دی کہ بازار جل گیا اور تمہاری دوکان نہیں جلی، انہوں نے فرمایا کہ الحمد للہ! پھر کہا کہ میں نے الحمد کیسے کہا، صرف میں ہی توجپا ہوں اور مسلمان تو نہیں بچے۔ پس تجارت سے توبہ کی، اور زندگی بھر دوکانداری اس لئے چھوڑ دی کہ صرف اپنے بچنے پر الحمد للہ کہا تھا، اس سے توبہ اور استغفار چاہئے۔ تو توبہ اور استغفار کے لئے کاروبار سے دست بردار ہو گئے۔

حکایت (۹۰۳) ایک روز وہب بن الورد اور سفیان ثوری اور یوسف بن سباؓ اکٹھے ہوئے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا، آج سے پہلے مجھ کو اچانک موت بڑی معلوم ہوتی تھی، مگر آج میں چاہتا ہوں کہ مر جاؤں حضرت یوسف بن سباؓ نے ان سے سب پوچھا، آپ نے فرمایا کہ وجہ یہ ہے کہ میں فتنے سے ڈرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ مجھے تو زیادہ جینا بڑا نہیں معلوم ہوتا۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے پوچھا، کیوں، انہوں نے فرمایا کہ اس توقع پر کہ شاید کوئی روز ایسا مل جائے جس میں مجھ کو توبہ نصیب ہو اور کوئی نیک عمل کروں، پھر حضرت وہب سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں تو کچھ پسند نہیں کرتا۔ جو کچھ اللہ جل شانہ کو محبوب ہے وہی مجھ کو محبوب ہے۔ خواہ زندہ رکھے یا وفات دے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ بخدا یہ روحانی ہے۔

حکایت (۹۰۴) حضرت ابو یزید بسطامیؒ سے ایک بار کسی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا جو مشاہدہ آپ کو ہوتا ہے۔ اس کا حال ہم سے ارشاد فرمائیے، آپ نے چیخ ماری اور فرمایا تمہاری شان کے شایاں نہیں کہ تم اس کو جانو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ کے باب میں جو سخت سے سخت مجاہدہ آپ نے اپنے نفس پر

کیا ہووے کہہ دیجئے۔ فرمایا کہ تم کو اس سے واقف کرنا بھی جائز نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ شروع طریقت میں جو کچھ اپنے نفس کی ریاضت آپ کیا کرتے تھے وہی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں، اس طرح سے کہ میں نے اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا، اس نے کشتی کی، میں نے اس کو قسم دیدی کہ ایک برس نہ پانی پیوں گا نہ خواب کا ذائقہ چکھوں گا۔ پس نفس نے اس کو پورا کر دیا۔

حکایت (۹۹۶) حضرت سہیلؒ کے مریدان کے پاس صبح ہوئے۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ظالموں کو دفع کرے۔ آپ چپ ہو رہے، پھر فرمایا کہ اس شہر میں اللہ کے بندے کچھ ایسے ہیں کہ اگر ظالموں پر بددعا کریں تو صبح تک کوئی ظالم زمین کے پرے پر زندہ نہ رہے ایک ہی رات میں سب کا خاتمہ ہو جائے۔ مگر وہ بددعا نہیں کرتے سبحوں نے پوچھا کیوں، آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ جو چیز خدا تعالیٰ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی اس کو وہ بھی اچھی نہیں سمجھتے۔

حکایت (۹۹۷) بعض عارفین فرماتے ہیں کہ مجھ کو مکاشفہ میں ایسا معلوم ہوا کہ چالیس حوریں ہوا میں دوڑتی ہیں اور ان پر لباس اور زیور سونے اور چاندی اور جواہر کا چمن چمن بولتا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ پھرتا ہے۔ میں نے ان کو ایک نظر دیکھ لیا، اس کے عوض میں چالیس روز کی سزا مجھ کو ملی۔ پھر بعد اس کے ایسی حوریں نظر آئیں کہ پیشتر کی حوروں سے حسن و جمال میں زیادہ تھیں اور مجھ سے کہا گیا کہ ان کی طرف دیکھ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سجدہ کیا اور عرض کیا کہ الہی تجھ سے میں ترے سوا سے پناہ مانگتا ہوں۔ مجھ کو ان کی حاجت نہیں، اسی طرح تضرع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے پاس سے سٹالیا۔

حکایت (۹۹۸) بعض اکابر سے مروی ہے کہ مجھ کو شوق حضرت خضرؑ کے دیکھنے کا بہت ہوا۔ میں نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ ان کی زیارت مجھ کو کرانے تاکہ مجھے وہ بات تعلیم کریں جو سب سے زیادہ میرے لئے مہم ہو، خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور ان کی زیارت مجھ کو ہوئی۔ اس وقت مجھ کو اور کچھ نہ سوجھی میں نے

یہی کہا کہ اے ابوالعباس آپ مجھ کو ایسی چیز سکھائیے کہ جب میں اس کو پڑھوں تو لوگوں کے دلوں سے محبوب ہو جاؤ اور ان کے دلوں میں میری کچھ قدر نہ رہے اور میری نیک بختی اور دیانت کوئی نہ جانے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کر اللھم اے علی کنتیف سترک وحط علی سواوقات حجبک واجعلنی فی مکنون غیبک واجببنی عن قلوب مخلقتک۔ پھر آپ غائب ہو گئے نہ میں نے ان کو پھر دیکھا نہ کبھی مشتاق ہوا۔ مگر جو دعائیں انہوں نے سکھائی تھی اس کو ہمیشہ پڑھتا رہا۔ بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کی تاثیر ان پر اتنی ہوئی کہ ذلت و اہانت اور بے قدری اس درجہ کو پہنچتی کہ ذمی لوگ بھی ان سے تمسخر کیا کرتے تھے اور بیگار میں پکڑ کر اپنا بوجھ ان کے سر پر رکھتے، اور چونکہ ان کی وقعت کچھ ان کی نظروں میں نہ تھی یہ سب کچھ برداشت کرتے۔ رٹ کے ان کا جدا کھیل بناتے حاصل یہ کہ ان کے دل کا چین اور درستی حال ذلت اور گنہامی میں تھی۔

حکایت (۹۰۹) ابن کرنی جو حضرت جنید کے استاد تھے فرماتے ہیں کہ میں ایک محلے میں اترا اور وہاں نیک بختی میں انگشت نما ہوا، میرا دل اس سے پریشان ہوا۔ اس لئے میں حمام میں گیا اور وہاں قصداً عمدہ کپڑے کسی کے اٹھائے اور ان کو پہن کر ان کے اوپر اپنی گڈڑی پہن لی اور باہر نکلا آہستہ آہستہ چلنے لگا، لوگوں نے مجھ کو آپکڑا اور میری گڈڑی اتار کر وہ کپڑے مجھ سے لے لے اور خوب دھول چیت سے میری خبر لی آئندہ کو میں حمام کا چور مشہور ہوا۔

حکایت (۹۱۰) حضرت رابعہ عدویہ نے ایک روز فرمایا کہ کوئی ہے جو ہم کو ہمارا حبیب کا پتہ بتادے ان کی خادمہ نے کہا کہ ہمارا حبیب ہمارے ساتھ ہے مگر دنیا نے اس سے علیحدہ کر رکھا ہے۔

حکایت (۹۱۱) عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ایک عابدہ عورت کو دیکھا کہ رو رو یہ کہہ رہی تھی اور آنسو چہرے پر بہا رہی تھی۔ مجھ کو میں خدا تعالیٰ کے شوق میں اور اس کی طلاقات کے اشتیاق میں زندگی سے تنگ آگئی ہوں یہاں تک کہ اگر موت بکتی ہوتی تو میں اس کو خرید لیتی راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس عابدہ سے پوچھا کہ تجھ کو اپنے عمل پر اطمینان ہے اس نے کہا کہ اطمینان تو نہیں مگر میں اس سے محبت رکھتی ہوں اور اس پر

مجھ کو حسن ظن ہے تو کیا تم کو یہ خیال ہے کہ باوجود محبت کے وہ مجھ کو عذاب دیگا۔
حکایت (۹۱۲) بعض مشائخ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص گندم گوں لغزین کو
 جیل سگام میں بچھا۔ کہ پتھر پر سے دو ستر پر کو تاتا تھا اور کہتا تھا سہ

ترے شوق الفت نازا جال پھنسا یا مجھے اور کیا ہے یہ حال

حکایت (۹۱۳) بنی اسرائیل کے قصوں میں ہے کہ ایک شخص بالوکے پیوں پر قحط کی
 حالت میں گذرا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ ریت طعام پختہ ہوتا تو میں لوگوں کو بانٹ
 دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی پر وحی بھیجی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ خدا تعالیٰ نے تیرا
 صدقہ قبول کیا، اور تیرے حسن نیت کا مشکور ہوا، اور تجھ کو وہی ثواب دیا کہ اگر بالفرض
 اس قدر کھانا ہوتا تو اس کو بانٹ دیتا۔

حکایت (۹۱۴) حضرت امام احمد بن حنبل کے حال میں لکھا ہے کہ ایک شخص آپ
 کی خدمت میں برسوں سے آمدورفت استفادے کے طور پر رکھتا تھا۔ اتفاقاً آپ نے
 اس سے منہ پھیر لیا اور گفتگو موقوف کی، نظر عنایت سے ڈال دیا۔ اس شخص نے ہر چند
 تغیر مزاج کا باعث پوچھا مگر آپ نہ بتلاتے تھے، آخر بہت اصرار کے بعد فرمایا کہ
 میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے گھر کی دیوار کو سڑک کی جانب سے گارا لگایا ہے اور قید آدم
 مٹی لے لی ہے اور وہ مسلمانوں کی راہ کی خاک ہے، اس لئے اب تجھ میں یساعت نہیں
 ہے کہ علم کی نقل کرے۔

حکایت (۹۱۵) بعض سلف سے منقول ہے کہ میں نے ایک خط لکھا اور چاہا کہ
 ہمسایہ کی دیوار سے اس پر مٹی ڈال کر خشک کر دوں مگر دل نے نہ مانا پھر میں نے کہا کہ
 یہ تو مٹی ہے، اس کی کیا اصل ہے، غرض مٹی سے اس کو خشک کر دیا۔ اس کے بعد
 غیب سے یہ آواز آئی کہ

جو سمجھے ہیں یہ خاک لینی روا قیامت دکھیں گے اس کی سزا

حکایت (۹۱۶) حضرت نوکریا علیہ السلام کے حال میں لکھا ہے کہ کسی کی دیوار گار سے
 کی اجرت پر بناتے تھے دیوار والوں نے آپ کو دروٹیاں لادیں اور آپ کا یہ دستور
 تھا کہ بدون اپنے ہاتھ کی اجرت کے کھانا نہ کھاتے تھے جس وقت آپ کھانے بیٹھے کچھ لوگ
 آپ کے پاس آئے آپ نے ان کی تواضع نہ کی یہاں تک کہ سب کھا چکے۔ لوگوں کو آپ پر

تعب ہو، اس لئے کہ آپ مسخی اور زاہد شہور تھے۔ اور یہ گمان کیا کہ بظاہر تواضع کر لینا بہتر تھا آپ نے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کی مزدوری کرتا ہوں انہوں نے مجھے روٹی اس لئے دی تھی کہ انکا کام کرنے کی طاقت مجھ میں آجائے پس اگر تم بھی اس کھانے میں شریک ہوتے تو نہ تمہارا پیٹ بھرتا نہ میرا اور میں ان کے کام میں ضعیف رہتا۔

حکایت (۹۱۷) روایت ہے کہ ابن سیرین نے حضرت جن بصریؒ کے جنازے کی نماز نہ پڑھی اور فرمایا کہ میرے دل میں نیت حاضر نہیں ہوئی۔

حکایت (۹۱۸) کسی شخص نے اپنی منگوجہ سے بالوں میں کنگھی کرنے کو مانگی کہ بال بچاویں اس نے پوچھا کہ آئینہ لاؤں، وہ بزرگ چپ ہو رہے۔ پھر کہا کہ ہاں، لوگوں نے پوچھا کہ اتنے سکوت کی کیا وجہ تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اول سے میری نیت کنگھی کی تھی اور آئینے کی نیت نہ تھی اس لئے میں نے سکوت کیا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے نیت آئینے کی دل میں مہیا کر دی۔

حکایت (۹۱۹) ایک عالم کوفہ کے حماد بن ابی سلیمان کا انتقال ہوا تو حضرت سفیان ثوریؒ سے کہا گیا کہ آپ ان کے جنازے میں نہیں جاتے آپ نے فرمایا کہ اگر میری نیت ہوتی تو ضرور جاتا۔

حکایت (۹۲۰) حضرت طاؤسؒ بدون نیت حدیث بیان نہ فرماتے، اگر کوئی پوچھتا بھی تو جواب نہ دیتے، اور نیت ہوتی تو بدوں پوچھے شروع کر دیتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ جب ہم درخواست حدیث کے بیان کی کرتے ہیں تو آپ بیان نہیں کرتے، اور اپنے آپ کہنے لگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ بدون نیت میں بیان کیا کروں۔ جب میری نیت حاضر ہوتی ہے تو بیان کرتا ہوں۔

حکایت (۹۲۱) روایت ہے کہ داؤد بن مسجر نے جب کتاب عقل بنائی تو حضرت احمد بن حنبلؒ ان کے پاس آئے اور وہ کتاب مانگ کر ایک نظر اس میں ڈالی اور پھردی انہوں نے پوچھا کہ کیوں واپس کرتے ہو، آپ نے فرمایا کہ اس میں ضعیف اسناد ہیں اور نے فرمایا کہ میں نے اس کی بنا اسناد پر نہیں رکھی اس کو امتحان کی نظر سے دیکھے ہیں نے جو اس میں عقل کے لحاظ سے نظر کی توجہ کو مفید ہوئی۔ امام احمد نے فرمایا تو لاؤ

مجھ کو دو، تاکہ میں بھی اس نظر سے دیکھوں جس نظر سے تم نے دیکھا ہے۔ پھر وہ کتاب لی اور مدت تک ان کے پاس رہی۔ پھر فرمایا کہ تم کو خدا تعالیٰ جزائے خیر سے بھجھو اس کتاب کے فائدہ دیا۔

حکایت (۹۲۲) حضرت طاؤسؓ سے کسی نے کہا کہ ہمارے لئے دعا کرو انہوں نے فرمایا کہ اچھائیں دعا کی نیت اپنے میں پالوں تو کروں۔

حکایت (۹۲۳) بعض کا برے منقول ہے کہ میں ایک مہینے سے ایک شخص کی عبادت کی نیت تلاش کر رہا تھا مجھ میں اب تک درست نہیں ہوئی۔

حکایت (۹۲۴) عیسیٰ بن کثیر کہتے ہیں کہ میں میمون بن مہران کے ساتھ گیا جب وہ اپنے دروازے پر پہنچے تو میں ہٹان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ آپ ان کو رات کا کھانا نہیں کھلاتے فرمایا کہ میری نیت میں نہیں۔

حکایت (۹۲۵) منقول ہے کہ احمد بن خضروییہ نے خدائے عزوجل کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک شخص مجھ سے جنت کا طالب ہے سوائے ابو یزید کے کہ وہ مجھ کو طلب کرتا ہے۔

حکایت (۹۲۶) حضرت ابو یزید نے خواب میں خدائے جل شانہ کو دیکھا اور عرض کیا کہ الہی تیری طرف آنے کا کیا طریق ہے، ارشاد ہوا کہ اپنے نفس سے ہاتھ اٹھا اور میری طرف قدم بڑھا۔

حکایت (۹۲۷) کسی شخص نے حضرت شبلیؒ کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تم سے کیا معاملہ فرمایا۔ کہا کہ کسی دعویٰ پر مجھ سے دلیل طلب نہیں فرمائی، مگر ایک قول پر جو میں نے ایک روز کہا تھا کہ جنت کے خسار سے بڑھ کر کونسا خسارہ ہو گا۔ اس پر البتہ فرمایا کہ میرے دیدار کے خسارے سے بڑھ کر کونسا خسارہ ہے۔

حکایت (۹۲۸) بنی اسرائیل کے حالات میں ہے کہ ایک عابد مدت سے عبادت خدا تعالیٰ کی کیا کرتا تھا، اس کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ یہاں ایک قوم ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا درخت کی پرستش کرتی ہے، وہ عابد اس بات سے غصے میں آیا اور اپنی کلہاڑی کندھے پر رکھ کر درخت کی طرف کوچلا کہ اس کو کاٹ ڈالے۔ راستے میں اس کو

شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا۔ اور پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے عابد نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ فلاں درخت کاٹ ڈالوں، اس نے کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب ہے کہ اپنی عبادت اور شغل چھوڑ کر اور بات میں مصروف ہوتے ہو، عابد نے کہا کہ یہ بھی داخل عبادت ہے، اس نے کہا تو میں آپ کو کھٹنے نہ دوں گا۔ جب زیادہ تکرار ہوئی تو عابد نے شیطان کو زمین پر ڈال کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا، اس نے کہا کہ تم مجھ کو چھوڑ دو تا کہ میں تم سے کچھ کہوں، عابد کھڑا ہو گیا ابلیس نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے تو تیرے اوپر اس کا کٹنا فرض نہیں کیا نہ تو اس کی عبادت کرتا ہے اگر دوسرا کوئی عبادت کرے تو اس کا گناہ تجھ پر ہونے سے رہا، اور روئے زمین پر خدا تعالیٰ کے انبیاء بہت سے ہیں اگر اس کو منظور ہو گا تو کسی شے کو درخت داؤں کے پاس بھیج کر ان کو کھانے کا حکم دے گا تجھ کو ضرور نہیں کہ جو بات تیرے ذمے ہو اس کے درپے ہو، عابد نے کہا میں اس کو ضرور کاٹوں گا شیطان نے پھر قصد کشتی کا کیا، عابد نے اس کو دے مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا، جب ابلیس عاجز ہوا کہنے لگا، کہ آؤ ہم ایک اور بات بتائیں جو تیرے حق میں بہتر اور مفید ہو عابد نے کہا کہ اچھا، اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو بتلاؤں عابد نے اس کو چھوڑ دیا، ابلیس نے کہا کہ تو ایک مرد محتاج ہے اور لوگوں پر پڑا ہوا ہے وہ سب تجھ کو کھانا دیتے ہیں درجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرا دل یوں چاہتا ہے کہ اپنے بھائیوں سے سلوک کرے اور ہمسایوں کی مدارا کرے اور پیت بھر کر لوگوں سے بے پروا ہو جائے، عابد نے کہا یہ بات تو درست ہے ابلیس نے کہا اب تو لوٹ جا، اب میں تیرے سر ہانے ہر شب دو دینار رکھ دیا کرونگا صبح کو تو ان کو لے لیا کرنا، اور اپنے نفس اور کنبے کے خرچ میں اٹھایا کرنا اور بھائیوں کو دیا کرنا۔ یہ بات تیرے حق میں اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں اس درخت کے کاٹنے کی بہ نسبت زیادہ مفید ہوگی، اس کے کٹنے سے کچھ نہ ملے گا۔ عابد نے ابلیس کے قول پر تامل کیا اور کہا کہ یہ بوڑھا سچ کہتا ہے، میں کوئی پیغمبر نہیں کہ اس درخت کا کاٹنا مجھ پر لازم ہو، نہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ اگر نہ کاٹوں گا تو نافرمان نہ ٹھہروں گا، اور یہ جو بات بتلاتا ہے، اس میں زیادہ فائدہ ہے۔ اس کے بعد اس کے قول دہرا کر لیا، اور قسم قسمی ہو گئی۔ عابد اپنے عبادت خانے میں پھر آیا، اور رات کو سویا جب صبح ہوئی تو دو دینار اپنے سر تلے سے پائے ان کو لے لیا۔ دو سر روز بھی ایسا ہی ہوا

تیسرے روز اور آئندہ کو پھر کچھ نہ پایا۔ پھر غصے ہوا اور تبراٹھا یا چل دیا، راستے میں ابلیس پر
مرد کی صورت میں ملا اور پوچھا کہ کہاں کو، اس نے کہا کہ وہ درخت کاٹنے جاتا ہوں ابلیس
نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اب تجھ سے وہ نہیں کٹ سکتا، نہ تو وہاں تک پہنچ سکے گا، عابد نے
چاہا کہ پہلے طرح اس کو دے چکے ابلیس نے کہا کہ اب وہ دن دور ہوئے اور عابد کو اٹھا کر
پھھاڑ دیا۔ عابد اس کے دونوں پاؤں میں چڑیا کی طرح معلوم ہونے لگا۔ پھر شیطان
اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور کہا۔ یا تو اس کام سے باز آہیں تو ذبح کر ڈالوں گا۔ اس نے کہا
تو مجھ پر غالب آیا اب مجھ کو چھوڑ دے۔ اور یہ بتا کہ پہلے میں کیسے غالب ہو گیا تھا اور اب تو
کیسے جیتا۔ اس نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ پہلے تو نے غصہ خدا تعالیٰ کے واسطے کیا تھا اور تیری نیت
آخرت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تیرا دیں بنا دیا تھا اور اب تو نے غصہ اپنے نفس کے واسطے
اور دنیا کے لئے کیا اس واسطے میں نے تجھ کو پھھاڑ دیا۔

حکایت (۹۲۹) بعض اکابر کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم نے
اپنے اعمال کو کیسے پایا انہوں نے فرمایا کہ جو چیز میں نے خدا تعالیٰ کے واسطے کی تھی
اس کو تو پایا یہاں تک کہ انار کی گٹھلی میں نے راستے میں سے ہٹا دی تھی یا ایک بلی میری مرنی
تھی ان کو بھی حسنت کے پلے میں پایا، اور میری ٹونڈا میں ایک دھاگہ لاشیم کا تھا اس کو
برائیوں کے پلے میں پایا اور میرا ایک گدھا سودینار کا مر گیا تھا اس کا ثواب مجھ کو نہ ملا،
میں نے عرض کیا کہ بلی کا مرنا تو حسنت کے پلے میں موجود ہے مگر گدھے کا مرنا اس میں نہیں
مجھ کو حکم ہوا کہ تیرا گدھا وہاں بھیجا گیا، جہاں تو نے اس کو بھیجا تھا۔ یعنی جب وہ مر گیا تھا
اور تجھ کو اس کے مرنے کا حال معلوم ہوا تو تو نے کہا تھا کہ خدا کی لعنت میں گیا اس لئے
تیرا ثواب اس میں باطل ہوا۔ اگر تو کہتا کہ فی سبیل اللہ تو البتہ ثواب پاتا۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایک صدقہ لوگوں کے سامنے دیا تھا تو دو لوگوں کا
میر کی طرف دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اس کا یہ حال ہوا کہ اسپر نہ ثواب ہی ملا نہ عذاب
اور حضرت سفیان ثوری نے جب اس حال کو سنا تو فرمایا بہت اچھا حال ہوا کہ اسپر اس صدقے کے باعث
عذاب نہ ہوا یہ تو عین احسان ہوا۔

حکایت (۹۳۰) بعض سونیہ سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ تہریمی کے پاس کھڑا تھا
اور وہ بعد عصر کے عزم سے دن اپنی زمین جوت رہے تھے اتنے میں ان کا کوئی بھائی

ابدال آیا اور ان سے کچھ آہستہ سے کہا، ابو عبیدہ نے کہا کہ نہیں، وہ وہاں سے بادل کی طرح زمین ناپنے لگے، حتیٰ کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے ابو عبیدہ سے پوچھا کہ انہوں نے آپ سے کیا کہا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کہتے تھے کہ میرے ساتھ حج کو چلاؤ میں نے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ آپ نے حج کیوں نہ کیا انہوں نے فرمایا کہ میری حج کی نیت نہ تھی، میں نے یہ نیت کی تھی کہ اس زمین کو شام تک بھرتوں تو اس بات سے خوف کیا کہ اگر حج کو ان کی خاطر سے ساتھ ہو لیتا تو موجب غضب الہی کا ہوتا کہ خدا کے کام میں دوسری چیز داخل کرتا اس صورت میں جو کام میں کر رہا ہوں وہ میرے نزدیک ستر حجوں سے بڑھ کر ہے۔

حکایت (۹۳۱) بعض اکابر سے منقول ہے کہ میں تری کی راہ جہاد کو چلا۔ ایک شخص نے ہم میں سے ایک تو شہ دان بچنا چاہا، میں نے کہا کہ اس کو مولے یوں جہاد میں کام آوے گا، جب فلاں شہر پہنچو ننگا تو اس کو بیچ ڈالو گا کچھ فائدہ ہو رہے گا، اس خیال سے اس کو لے لیا، اسی رات خواب میں دیکھا کہ گویا دو شخص آسمان سے اترے ہیں ایک دوسرے سے کہتا ہے غازیوں کو لکھو دوسرا بولا کہ لکھ فلاں شخص سیر کے واسطے نکلا اور فلاں تجارت کے لئے اور فلاں خدا کی راہ میں پھر اس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ لکھو یہ شخص تجارت کے لئے نکلا، میں نے کہا کہ خدا سے ڈرو میں تجارت کے لئے کب نکلا ہوں، میرے پاس کیا ہے جس سے میں تجارت کرونگا۔ میں تو جہاد ہی کے واسطے نکلا ہوں، اس نے کہا کہ میاں صاحب تم نے کل تو شہ دان خریدا ہے اور تمہاری نیت ہے کہ اس میں سے کچھ تم کو فائدہ ملے۔ میں رونے لگا اور کہا کہ مجھے تاجر مت لکھو، اس نے دوسرے شخص کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے، اس نے کہا کہ یوں لکھنا چاہئے کہ فلاں شخص غزا کے واسطے نکلا مگر اس نے اٹھا اور راہ میں ایک تو شہ دان مول لیا کہ اس سے نفع ہو، خدا تعالیٰ اس پر جو چاہے گا حکم فرمادے گا۔

حکایت (۹۳۲) بعض اکابر سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی تیس برس کی نماز جو مسجد کی صیف اول میں پڑھی قضا کی اس لئے کہ ایک روز مجھ کو کسی عذر کے باعث دیر ہو گئی تو میں نے دوسری صیف میں نماز پڑھی۔ پس مجھے لوگوں سے شرم

آئی کہ انہوں نے مجھ کو دوسری صف میں دیکھا۔ اس وقت میں نے جانا کہ لوگ جو مجھ کو صف اول میں دیکھتے تھے اس سے مجھ کو خوشی اور راحت قلبی ہوتی تھی اور مجھ کو اس کی خبر نہ تھی۔

حکایت (۹۳۳) منقول ہے کہ کوئی فقیر حضرت ابوسعید خدریؓ کی خدمت کیا کرتا تھا، اور ان کے کاموں میں مدد دیا کرتا، ایک روز انہوں نے حرکات میں اخلاص کے ہونے کا ذکر فرمایا، وہ فقیر ہر ایک حرکت کے وقت اپنے دل کانگراں ہوا اور اخلاص کا طالب اس کیلئے اپنی حاجات کا پورا کرنا بھی متعذر ہو گیا اور حضرت ابوسعیدؓ کو اس سے تکلیف ہوئی کہ کام کرنے میں خود وقت اٹھانی پڑتی۔ اس فقیر سے پوچھا کہ تم اب کام کیوں نہیں کرتے، اس نے کہا کہ میں آپ کے ارشاد کے بموجب اعمال میں حقیقت اخلاص کا اپنے نفس سے کرتا ہوں، مگر اکثر کاموں میں میرا نفس اخلاص سے عاجز ہے۔ اس لئے چھوڑ دیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ایسا مت کر اخلاص عمل کو قطع نہیں کرتا۔ عمل پر مواظبت کر، اور اخلاص کے حاصل کرنے میں کوشش کر، میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا کہ عمل کو چھوڑ دے بلکہ یہ کہا ہے کہ عمل کو خالص کر۔

حکایت (۹۳۴) منقول ہے کہ کسی بزرگ کا ایک شاگرد جوان تھا، اس کی تعظیم وہ بہت کرتے اور اس کو اوروں پر مقدم کرتے، ان کے اور مریدوں نے عرض کیا کہ آپ اس کی تعظیم کیا کرتے ہیں، حالانکہ وہ جوان ہے اور ہم بوڑھے ہیں انہوں نے چند پرند منگائے، اور ایک ایک مرید کو ایک ایک جانور اور ایک ایک چھری دی اور کہا کہ اس کو ایسی جگہ ذبح کرنا کہ کوئی نہ دیکھے، اور اس جوان سے بھی یہی کہا تو سب مرید اپنا اپنا پرند ذبح کر لائے، اور وہ شخص زندہ ہی لوٹا لایا، شیخ نے پوچھا کہ تو نے اپنے ساتھیوں کے موافق ذبح کیوں نہ کیا، اس نے کہا کہ مجھ کو ایسی جگہ کوئی نہ ملی جہاں کوئی نہ دیکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ہر جگہ دیکھتا تھا۔ سب مریدوں نے اس کے مراقبے کو پسند کیا اور اس کی فضیلت کے مقرر ہوئے۔

حکایت (۹۳۵) عبداللہ بن دینارؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ بن خطابؓ

کے ساتھ مکہ معظمہ جانے کے واسطے نکلا آخر شب میں کسی جگہ اترے آپ کے پاس ایک چرواہا پہاڑ پر سے آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ بکریوں میں سے ایک میرے ہاتھ بیچ ڈال اس نے عرض کیا کہ میں غلام ہوں مجھ کو اختیار فروخت نہیں آپ نے فرمایا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ اس کو بھڑیا کھا گیا اس نے عرض کیا تو پھر خدا سے کیا کہوں وہ تو دیکھتا ہے حضرت عمرؓ روئے، پھر آپ اس کے ساتھ ہوئے، اور اس کے آقا سے خرید کر اسے آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اس بات نے تجھے آزاد کر دیا اور مجھ کو تو قہر ہے کہ آخرت میں بھی تجھ کو خدا آزاد کر دے۔

حکایت (۹۳۶) عبد الواعد بن زید سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس زمانے میں بھی کوئی ایسا شخص جانتے ہیں جو اپنے حال میں مشغول ہو کر خلق سے بے خبر ہو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو ابھی تمہارے پاس آئے گا کھڑکی ہی دیر گزری تھی کہ عقبہ غلام داخل ہوئے، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو، انہوں نے کسی جگہ کا نام لیا۔ ایسا کہ اس کا راستہ بازار میں تھا، آپ نے پوچھا کہ راستے میں تم سے کون ملا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔

حکایت (۹۳۷) حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حال میں لکھا ہے کہ آپ چلے جاتے تھے کہ ایک عورت کے جو دھکا لگا تو وہ منہ کے بل گر گئی لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کو دھکا کیوں دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے تو دیوار کے سوا اور کچھ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

حکایت (۹۳۸) بعض اکابر سے منقول ہے کہ میں ایک جماعت پر گزرا کہ وہ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک شخص ان سے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کی طرف کو بڑھا اور چاہا کہ کچھ گفتگو کروں، اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ کا ذکر خوش گو اور زیادہ ہے، میں نے پوچھا کہ آپ تمہا ہیں؟ اس نے کہا کہ میرے ساتھ میرا پروردگار اور دو فرشتے ہیں، میں نے پوچھا کہ ان لوگوں میں سے بڑھا ہوا کون سے، اس نے کہا کہ جس کو خدا تعالیٰ بخش دے۔ میں نے پوچھا کہ راستہ کہاں ہے، اس نے اشارہ آسمان کی طرف کیا اور اٹھ کر یہ کہتا ہوا چل دیا کہ تیری

اکثر مخلوق تجھ سے غافل ہے۔

حکایت (۹۳۹) حضرت شبلیؒ حضرت الحسینؑ نوری کے پاس گئے، دیکھا تو وہ ایک گوٹھ میں چپ چاپ دل جمعی سے بیٹھے ہیں۔ کوئی چیز ظاہر میں حرکت نہیں کرتی۔ حضرت شبلیؒ نے فرمایا تم نے یہ مراقبہ اور سکون کہاں سے سیکھا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے یہاں ایک بلی تھی جب شکار کرنا چاہتی تھی تو بیلوں کے پاس گھات لگا کر بیٹھتی اور اپنا بال تک نہ ہلاتی تھی، اس سے میں نے یہ طریق سیکھا ہے۔

حکایت (۹۴۰) عبداللہ بن خنیف کہتے ہیں کہ میں نے ابو علیؒ کو دوبارہ رومی کی ملاقات کے لئے مصر سے رملہ جانے کا قصد کیا۔ مجھ سے عیسیٰ ابن یونسؒ مصری نے جو زاہد کر کے معروف تھے کہا کہ موضع صور میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ مراقبے کے حال پر ایک جا بیٹھے ہیں اگر تم ان کو ایک نظر دیکھ لو تو غالباً تم کو نفع ہو گا۔ یہ سن کر میں صور میں بھوکا پیاسا داخل ہوا۔ میری کمر میں ایک کپڑا بندھا تھا۔ اور مونڈھے پر ہنہ تھی میں مسجد میں جو گیا تو دو شخصوں کو دیکھا کہ قبلہ رخ بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ سہ بارہ سلام کیا مگر جواب نہ سنا، میں نے ان کو خدا کی قسم دی کہ سلام کا جواب دیں جو ان نے اپنی گڈڑی سے سراٹھایا اور میری طرف دیکھ کر کہا کہ اے خنیف کے لڑکے دنیا تھوڑی ہے اور تھوڑی میں سے بھی تھوڑی رہی ہے تو اس تھوڑی سے بہت کچھ حاصل کر لے اور مجھے کتنا تھوڑا کام ہے کہ ہماری ملاقات کی فرمت پائی، پھر میری طرف دیکھا، میری بھوک پیاس سب جاتی رہی اور ہم تن مجھ کو انہوں نے لے لیا۔ پھر جوان نے اپنا سر جھکا لیا، میں ان دونوں کے پاس یہاں تک رہا کہ ظہر اور عصر وہیں پڑھی۔ جب عصر پڑھ چکے تو میں نے کہا کہ مجھ کو نصیحت کرو۔ اس جوان نے میری طرف سراٹھایا اور کہا کہ اے خنیف کے لڑکے ہم آپ مصیبت واسلے ہیں ہم کو زبان نصیحت کی نہیں، میں ان کے پاس تین دن تک رہا کہ نہ کھایا نہ پیا نہ سویا اور ان دونوں نے بھی خواب و خورش کچھ نہ کی اس کے بعد میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں ان کو قسم دوں کہ مجھ کو کچھ نصیحت کریں، شاید مجھ کو ان کی نصیحت مجھ کو معینہ ہو۔ پس جوان نے سراٹھایا اور کہا کہ اے خنیف کے لڑکے ایسے شخص کی صحبت لازم رکھنا جس کو دیکھنے

سے تجھ کو خدا تعالیٰ یاد آوے اور اس کی ہیبت تیرے دل پر پڑے وہ تجھ کو زبان نعل سے نصیحت کرے زبان قول سے کچھ نہ کہے، والسلام، اب آپ تشریف لیجائیں۔

حکایت (۹۲۱) حضرت عمرؓ جب رات ہوتی تو اپنی ٹانگوں پر درے لگاتے اور اپنے نفس سے فرماتے کہ تو نے آج کیا کیا۔

حکایت (۹۲۲) حضرت ابن سلامؓ کے حال میں ہے کہ انہوں نے ایک لکڑیوں کا بوجھاٹھا یا، ان سے کسی نے عرض کیا کہ آپ کے یہاں غلام تو تھے جو اس کام کو کرتے، آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کا امتحان چاہتا ہوں کہ اس امر کو بڑا تو نہیں جانتا۔

حکایت (۹۲۳) اخف بن قیسؓ کا ایک مرید بیان کرتا ہے کہ میں ان کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اور ان کا دستور تھا کہ رات کو نماز کی جگہ دہلیز اور چراغ کے پاس جا کر اس کے شعلے میں نیبی انگلی رکھنے جب آگ کی حرارت اس کو معلوم ہوتی تو اپنی نفس سے کہتے کہ اے اخف فلاں روز تجھے کیا ہوا تھا۔ کہ وہ کام کیا اور فلاں روز تو نے فلاں کام کس باعث سے کیا۔

حکایت (۹۲۴) توبہ بن ضمرہؓ کے حال میں لکھا ہے کہ وہ موضع زرقہ میں تھے اور اپنے نفس کا حساب کیا کرتے تھے ایک روز انہوں نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساتھ برس کی نکلی، اہل کے دن گئے تو اکیس ہزار پانسو دن ہوئے ایک لاکھ چھیالیس ہزار پانسو دن باقی رہے، اہل حقیقی سے اکیس ہزار پانسو گناہ سے ملوں گا اور جب ہر روز دس ہزار گناہ ہوں گے تو کیا کروں گا۔ پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے معلوم ہوا کہ وفات پائی، لوگوں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، کہ نے اسی روزیں برس کو چلا جا۔

حکایت (۹۲۵) منصور بن ابراہیمؓ ایک عابد کا حال لکھتے ہیں کہ اس نے ایک عورت سے باتیں کرتے کرتے دفتر رفتہ اپنا ہاتھ اس کی ران پر رکھ دیا۔ پھر نادام ہو کر وہی ہاتھ آگ پر رکھ دیا کہ جھلک گیا۔

حکایت (۹۲۶) روایت ہے کہ نبیؐ اسرائیلؑ میں ایک شخص تھا کہ اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا۔ اسی طرح مدت تک رہا، ایک روز باہر کی طرف جھانکا

اور ایک عورت کو دیکھ کر اس پر عارش ہوا، اور قصداً اسے دل میں لایا، اور اپنا پاؤں
 باہر نکالا تاکہ اتر کر اس کے پاس جائے۔ رحمت ازلی جو اس کی سچین ہوئی، اپنے دل
 میں کہنے لگا کہ یہ میں کیا حرکت کرتا ہوں، عرض کہ اس کا نفس ساکن ہو گیا اور خدا تعالیٰ
 نے اس کو بچا دیا، پھر اپنے کئے پر نادم ہوا جب چاہا کہ پاؤں عبادت خانہ میں رکھے
 تو کہا کہ..... کہاں ہو سکتا ہے کہ چوپاؤں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے باہر نکالتا کہ وہ
 پھر میرے ساتھ عبادت خانے میں آوے۔ بخدا یہ کبھی نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر اس پاؤں کو باہر
 نکارہنے دیا مینہ اور برف اور دھوپ لگ لگ کر وہ پاؤں کٹ کر گر پڑا، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ
 سے مشکور ہوا اور اس کا ذکر اپنی بعض کتب میں فرمایا۔

حکایت (۹۴۷) حضرت جنید سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے
 ابن کروی سے سنا ہے کہ وہ کہتے، ایک رات مجھ کو حاجت غسل ہوئی اور جاڑے کی
 رات تھی، میں نے دیکھا کہ میرا نفس نہانے سے قاعد اور سستی کرتا ہے اور چاہتا ہے
 کہ اتنا ٹھہراؤں کہ صبح ہو جائے اور پانی گرم کروں یا حمام میں نہالوں، نفس پر مشقت نہ
 ڈالوں، میں نے کہا کیا خوب! میں نے تمام عمر خدا تعالیٰ کا کام کیا تو اس کا حق میرے اوپر
 واجب ہے وہ جلدی کرتے ہیں تو مجھ کو نسلے گا، توقف اور تاخیر میں مل جاویگا، مجھے
 بھی تم ہے اسی گڈری سمیت ہناؤں گا اور بدن سے نہ امارونگا، نہ اس کو پخوڑوں گا
 نہ دھوپ میں سکھاؤں گا۔

حکایت (۹۴۸) روایت ہے کہ غزوان اور حضرت ابو موسیٰ ایک ساتھ کسی جہاد
 میں تھے کوئی عورت ظاہر ہوئی غزوان نے اس کی طرف دیکھا اور اپنا ہاتھ اٹھا کر آنکھ پر
 اس زور سے طمانچہ مارا کہ دم کر گئی، اور کہا کہ تو ایسی چیز کو دیکھی ہے جو تیرے
 لئے منتر ہو۔

حکایت (۹۴۹) کسی شخص نے ایک عورت کی طرف ایک نظر ڈالی، اس کے
 کفارے میں اپنے نفس پر التزام کر لیا کہ ٹھنڈا پانی عمر بھر نہ پیوں گا، پھر شیشہ گرم پانی پی کر
 تاکہ نفس پریش تلخ رہے۔

حکایت (۹۵۰) منقول ہے حسان بن سنان ایک دریچے پر گڈرے، اور کہا
 یہ کب بن گیا۔ پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا کہ بے فائدہ کیوں سوال

کہتا ہے تیری سزا یہ ہے کہ برس بھر روز روزہ رکھوں گا، پھر سال بھر کے روزے رکھے۔

حکایت (۹۵۱) مالک بن صیفم کہتے ہیں کہ رماح قیسی میرے والد کو چھپے ہوئے بعد عصر کے آئے، ہم نے کہا کہ وہ سوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ اس وقت سوئے ہیں، یہ وقت سوئے کا ہے، پھر چلے گئے ہم نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اگر آپ کہیں تو ان کو جگا دیں۔ وہ آدمی پھر آیا اور کہا کہ وہ اور ہی وطن میں تھے۔ میری بات سمجھنے کی انہیں فرصت نہ تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ قبرستان میں گئے اور اپنے نفس پر عتاب کیا اور کہا کہ تو نے یہ کہا کہ یہ سوئے کا وقت ہے؟ کیا تیرے ذمے یہ کہنا واجب تھا، جس وقت آدمی چاہے سو رہے، تو کون ہے اور تو کیا جانے کہ یہ سوئے کا وقت نہیں، تو نے ایسی بات کیوں کہی، جو تو نہیں جانتا اب خبردار ہو کہ میں خدا تعالیٰ سے پکا عہد کرتا ہوں کہ اس کو کبھی نہ توڑوں گا کہ تجھ کو سوئے کے واسطے برس دن تک زمین پر کمر نہ لگاؤں گا بشرطیکہ کوئی مرض حاصل نہ ہو اور عقل میں فتور نہ آوے۔ ارے بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کب تک اوروں کو جبر کے گا۔ اور اپنی گمراہی سے باز نہ آئے گا۔ یہ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اور ان کو خبر نہ تھی کہ میں بھی وہاں ہوں جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو ان کو اسی کیفیت میں چھوڑ کر واپس آگیا۔

حکایت (۹۵۲) تیم داری سے منقول ہے کہ وہ ایک رات سو گئے اور تہجد کو نہ اٹھے اس خطلے کے عوض نفس کو سزا یہ دی کہ برس روز تک شب بیداری کی اور خواب کو ناجائز کر لیا۔

حکایت (۹۵۳) ابن سماک حضرت داؤد طائی کے یہاں اس وقت گئے کہ آپ کی روح پرواز کر چکی تھی، اور آپ کے اندر زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ اے داؤد تو نے اپنے نفس کو مجبوس رکھا پشیر اس سے کہ محبوب کیا جاوے اور اس کو عذاب دیا جانے سے پیشتر ہی عذاب دیا پس یہ کام جس کے واسطے تو کیا کرتا تھا آج دیکھے گا کہ وہ کیا ثواب دے گا۔

حکایت (۹۵۴) وہب بن منہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مدت تک عبادت

کی تھی پھر اس کو کچھ حاجت خدا تعالیٰ سے پیش آئی اسکے لئے ستر ہفتے تک اس طرح کی ریاضت کی کہ ایک ہفتے میں گیارہ خرے کھاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کی درخواست کی اللہ تعالیٰ نے قبول نہ فرمائی۔ انہوں نے اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہ تو نے جیسا کیا ویسا پایا، اگر تجھ میں کچھ خیر ہوتی حاجت پوری کی جاتی اسی وقت اس کے پاس ایک فرشتہ اترتا اور کہا کہ اے ابن آدم تیری یہ ایک ساعت تیری تمام عبادت زمانہ گذشتہ سے بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تیری حاجت پوری کی۔

حکایت (۹۵۵) عبد اللہ بن قیس کہتے ہیں کہ ہم جہاد میں تھے جب دشمن آ موجود ہوا تو لوگوں میں پکار پڑی سب لڑائی کے لئے تیار ہو گئے اس روز جہاد بہت تیز تھی میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے آگے کھڑا ہوا اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ اے نفس میں فلاں جہاد میں شریک ہوا تو تو نے کہا کہ اپنی زن و فرزند کی طرف چل میں نے تیرا کہنا مان لیا اور لوٹ گیا۔ پھر فلاں فلاں جہاد میں شریک ہوا اور تو نے وہی کہا جو اول کہا تھا اور میں نے تیرا قول مانا، مگر آج بخدا تجھ کو خدا کے سامنے کئے دیتا ہوں، خواہ تجھے پکڑے یا چھوڑے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ مجھے بھی آج اس شخص کو دیکھنا ہے اور اس کو دیکھتا رہا لوگوں نے دشمن پر حملہ کیا تو وہ شخص اول حملہ کرتے والوں میں تھا۔ پھر جب دشمن نے چڑھائی کی تو ادھر کے قدم اکھڑ گئے مگر وہ شخص اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ یہاں تک کہ کئی بار ایسا ہی ہوا، کہ لوگ ہٹ گئے اور وہ کھڑا رہتا رہا، اسی طرح یہاں تک لڑا کہ آخر کو شہید ہوا۔ میں نے اس پر اور اس کے گھوٹے پر ساٹھ ستر نیزے کے زخم شمار کئے۔

حکایت (۹۵۶) مجمع سے مروی ہے کہ آپ نے ایک بار اپنا سر چھت کی طرف اٹھایا اور ایک عورت پر نگاہ جا پڑی، آپ نے اپنے نفس پر لازم کر لیا کہ جب تک دنیا میں رہوں گا اپنا سر آسمان کی طرف نہ اٹھاؤں گا۔

حکایت (۹۵۷) احنف بن قیس رات بھر چرخ جلاتے اور آپکا دستور تھا کہ اپنی انگلی تہی پر رکھ دیتے اور کہتے کہ اے نفس تجھ کو کیا ہوا کہ فلاں روز تو نے فلاں تصور کیا تھا۔

حکایت (۹۵۸) وہب بن اورڈ کو کوئی بات اپنے نفس کی بڑی معلوم ہوئی تو

آپ نے اپنی چھاتی کے چند بال اکھاڑے یہاں تک کہ اس کی تکلیف زیادہ ہوئی پھر اپنے نفس سے کہنے لگے کہ میں تو تیرا ہی بھلا چاہتا ہوں۔

حکایت (۹۵۹) محمد بن بشر نے داؤدِ طالی کو دیکھا کہ افطار روزہ کے بعد روٹی روٹی کھا رہا تھا اور ان سے عرض کیا کہ آپ ننگ سے کھا لیجئے، فرمایا کہ میرا نفس اتنے اتنے روز سے ننگ کا طالب ہے مگر داؤد جب تک دنیا میں ہے ننگ نہیں کھائے گا۔

حکایت (۹۶۰) حضرت عمرؓ کو جب عصر کی نماز جماعت نہ ملی تو نفس پر یہ سزا کی کہ ایک زمین جس کی قیمت دو لاکھ درم تھے صدقہ کر دی۔

حکایت (۹۶۱) حضرت ابن عمرؓ کا دستور تھا کہ جب آپ سے جماعت فوت ہو جاتی تو اس شب تمام رات جاگتے اور ایک بار نماز مغرب میں اتنی دیر ہوئی دو ستار نکل آئے آپ کے دو غلام آزاد کر دے۔

حکایت (۹۶۲) ابن ابی ربیعہ کی فجر کی دو سنتیں قضا ہوئیں تو آپ نے ایک غلام آزاد کر دیا۔

حکایت (۹۶۳) حضرت حسنؓ زیادتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا اور ان میں سے ایسی جماعتوں کے ساتھ رہا کہ وہ دنیا کی کسی چیز کے آنے سے خوش نہ ہوتے اور نہ کسی چیز کے جانے کا غم کرتے دنیا ان کے نزدیک اس مٹی سے بھی ذلیل تھی جس کو تم اپنے پاؤں سے ملتے ہو۔ بعض ان میں سے ایسے تھے کہ عمر بھر بھی ان کے لئے کپڑا نہ رہا اور نہ کبھی اپنی بی بی سے کھانے کی فرمائش کی اور نہ کبھی زمین پر سونے کے لئے کوئی چیز بچھالی اور ان کو میں نے کتاب اللہ اور حدیث پر عامل پایا۔ جہاں رات ہوئی ہاتھ پاؤں پر کھڑے ہو گئے چہروں کو زمین پر رکھتے اور رخساروں پر آنسو بہاتے کہ آخرت میں رہائی پاویں جب کوئی اچھی بات کرتے تو اس سے خوش ہوتے اور اس کے شکر میں جدوجہد بجالاتے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کو قبول فرمانے کی دعا مانگتے اور جب کوئی بُرائی کرتے تو اس سے غمگین ہوتے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرنے کہ ہمارے اس خطا کو معاف فرما لیکن جانو کہ وہ ہمیشہ اسی طرح اسی حال پر رہے اور بخدا کہ گناہوں سے نہ بچے اور بدون مغفرت کے نجات پائی۔

حکایت (۹۶۴) حکایت ہے کہ کچھ لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو بیماری کی حالت میں پوچھنے گئے، آپ نے دیکھا کہ ان میں ایک جوان نہایت دہن ہے، آپ نے پوچھا کہ تیری یہ صورت کیوں ہو رہی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین بیماریوں نے یہ حال کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ سے خدا کے واسطے پوچھتا ہوں سچ بتا، اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ میں نے دنیا کی حلاوت چھپی تو اس کو تلخ پایا اور اس کی حلاوت میری نظروں میں حقیر ہو گئی مجھ کو سونا اور سچتر کساں نظر آتا ہے۔ اور یہ حال رہتا ہے کہ گو اللہ جبل و علا کے عرش کے پاس ہوں اور لوگ جنت اور دوزخ میں داخل کئے جاتے ہیں اسی مالے تمام دن پیاسا رہتا ہوں، اور رات بھر جاگتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے ثواب عتاب کے سامنے یہ حال جس میں میں رہتا ہوں، کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا، نہایت کمتر اور حقیر چیز ہے۔

حکایت (۹۶۵) ابو نعیم کہتے ہیں کہ داؤد ظالمی روٹی کے ریزوں کو پانی میں گھول کر پی جاتے تھے، اور روٹی نہ کھاتے تھے اس کا حال جو ان سے پوچھا گیا کہ روٹی چابنے میں دیر لگ جاتی ہے، چپاس آیتوں کے پڑھنے کا وقت روٹی کھانے میں زیادہ صرف ہوتا ہے۔

حکایت (۹۶۶) ایک شخص ان کی خدمت میں ایک روز آیا اور کہا کہ آپ کے گھر کی چھت میں ایک کڑی ٹوٹی ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا بھتیجے ٹوٹی ہوگی، میں نے میں برس سے چھت کی طرف نہیں دیکھا۔

حکایت (۹۶۷) محمد عبدالعزیز کہتے ہیں کہ احمد بن رزین کے پاس ہم صبح سے عصر تک بیٹھے مگر انہوں نے نہ داہنے کو توجہ دی نہ بائیں کو ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں اس واسطے پیدا کی ہیں کہ بندہ ان سے عظمت الہی کو دیکھے پس جو شخص بدون عبرت کے نظر ڈالے اس پر گناہ لکھا جاتا ہے۔

حکایت (۹۶۸) مسروق کی بی بی کہتی ہیں کہ ان کو جب کسی نے دیکھا تو یہی پایا کہ کثرت نماز کے باعث ان کی دونوں پنڈلیاں ورم کئے رہتی تھیں اور میں آپ کے پیچھے بیٹھ کر آپ کے حال پر ترس کر کے روپا کرتی تھی۔

حکایت (۹۶۹) اسود بن یزید عبادت میں جہاد کرتے اور گرمی میں دوزخ رکھتے

یہاں تک کہ ان کا جسم سبز اور زرد ہو جاتا تو علقمہ بن قیس کہتے کہ تم اپنے نفس کو کیوں عذاب دیتے ہو، فرماتے کہ میں اس کی تکویم چاہتا ہوں، اور آپ کا دستور تھا کہ روزہ اتنا رکھتے کہ بدن سبز ہو جاتا اور نماز اتنی پڑھتے کہ گر پڑتے ان کے پاس انس بن مالک اور حسن تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان امور کا حکم نہیں کیا یعنی اتنا اجتہاد فرض نہیں پھر کیوں کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو غلام مملوک ہوں مسکنت اور عاجزی کی کسی چیز کو بدون کئے نہیں چھوڑتا۔

حکایت (۹۶۰) ثابت بنانی کے حال میں ہے کہ ان کو نماز بہت محبوب تھی اس لئے دعائیں لگا کر تے کہ الہی اگر تو کسی کو قبر میں اپنی نماز کی اجازت دے تو مجھ ہی کو اجازت دینا کہ اپنی قبر میں نماز پڑھوں۔

حکایت (۹۶۱) حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سسری سے زیادہ عابد کسی کو نہیں دیکھا کہ اٹھانوے برس کی عمر ہو گئی تھی مگر بجز مرغن موت کے کبھی کسی نے لیٹے ہوئے ان کو نہ دیکھا۔

حکایت (۹۶۲) ابو محمد معاذی کہتے ہیں کہ ابو محمد جریری ایک سال تک مکہ معظمہ میں مجاور رہے، نہ سوئے، نہ کلام کیا، نہ ستون اور دیوار سے تکیہ لگایا نہ ٹانگیں پھیلانیں ایک روز ان کے پاس ابو بکر کتانی گئے اور سلام کے بعد کہا کہ آپ اس احتکاف پر کس کس چیز سے قادر ہوئے؟ آپ نے فرمایا کہ جس علم نے میرے باطن کو تختہ کر رکھا ہے اسی نے میرے باطن کی مدد کی ہے۔ کتانی اپنا سر نیچا کر کے سوچتے ہوئے چلے۔

حکایت (۹۶۳) کسی نے حضرت داؤد طائی سے کہا کہ آپ اپنی ڈاڑھی میں کنگھی کر لیجئے انہوں نے فرمایا، تو بس میں بیکار ہوں۔

حکایت (۹۶۴) حضرت اوس قرنی کا دستور تھا کہ فرماتے، یہ رات رکوع کی ہے، اس رات کو ایک ہی رکوع میں صبح کرتے اور جب دوسری آتی تو فرماتے کہ یہ سجد کی رات ہے اس کو سجد سے ہی میں بسر کرتے۔

حکایت (۹۶۵) منقول ہے کہ جب عقبہ غلام تابع ہوئے تو کھانے اور پینے کی طرف راعب نہ ہوتے۔ ان کی مادر شفقہ کہتیں کہ بیٹا اپنی نفس پر زمی کرو، جو اب دینے کہ میں آرام ہی کا طالب ہوں۔ تھوڑی سی مشقت مجھ کر لینے دو پھر بد توں

یک آرام کروں گا۔

حکایت (۹۷۶) منقول ہے کہ حضرت مسروقؓ نے حج کیا تو جب مسجد سے ہنسی کی حالت میں سوئے۔

حکایت (۹۷۷) عبداللہ بن داؤد کہتے ہیں کہ بزرگانِ سلف میں سے جب کوئی چالیس برس کا ہوتا تو اپنا بستر یہ کر دیتا۔ یعنی تمام رات میں سونا بالکل موقوف کر دیتا۔

حکایت (۹۷۸) کہیں بن الحسن ہر روز ہزار رکعت پڑھتے پھر اپنے نفس سے کہتے کہ اے سب برائیوں کی جڑ اٹھ کھڑا ہو، جب آپ ضعیف ہو گئے تو پانسو پراکتفا کی اور روپا کرتے کہ افسوس میرا عمل آدھا رہ گیا۔

حکایت (۹۷۹) ربیع بن خثیم کی لڑکی ان سے کہا کرتی کہ باا جان یہ کیا بات ہے کہ سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے، آپ فرماتے کہ بیٹی مجھ کو آگ کا ڈر ہے۔ اور جب ان کی ماں نے ان کا حال روئے اور جاننے کا دیکھا تو کہا کہ بیٹا تو نے شاید کسی کو مار ڈالا ہے جو ایسا رہتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہاں ان ماں نے کہا کہ وہ شخص کون تھا کہ ہم اس کے رشتہ داروں کو ڈھونڈیں اور وہ تجھ کو خون معاف کر دیں۔ اس لئے کہ تیرا حال اگر وہ دیکھیں گے تو ضرور ترس کھا کر معاف کر دیں گے، آپ کہتے کہ وہ تو میرا نفس ہے۔

حکایت (۹۸۰) بشر بن الحارثؓ کے بھانجے جن کا نام عمرو ہے، کہتے ہیں کہ میرے ماموں بشر بن الحارثؓ میری ماں سے کہتے کہ بہن میری پسلیاں اور تہیگاہ مجھ میں گرتی ہیں۔ میری ماں نے کہا کہ بھائی اگر تم کہو تو تمہارے واسطے ایک مسھی میدے کا اپنے پاس سے حریرہ بنا دوں، اس کو پیو گے تو کچھ تو اتانی تم میں جاوے گی ماموں صاحب نے جواب دیا کہ مجھے بیخوف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ نہ پوچھے کہ تیرے پاس آٹا کہاں سے آیا۔ پھر میں کیا جواب دوں گا، میری ماں روئے لگیں اور وہ خود بھی روئے، اور ان کے ساتھ میں بھی رویا راوی کہتے ہیں کہ میری ماں نے جب ان کا حال دیکھا کہ شدت بھوک سے سانس کمزور ہو گیا تو ان سے کہا کہ بھائی کیا اچھا ہوتا کہ تمہاری ماں سے میں پیدا نہ ہوتی، اس لئے کہ تمہارا

حال دیکھ کر میرا جگر ٹکر سے ہوا جاتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ بہن میں بھی یہی کہتا ہوں۔

مرا سے کاش کہ مادرِ نھی زاد و گرمی زاد کس شیرِ نھی داد

میرے ماں ان کے لئے شب و روز رو یا کرتیں۔

حکایت (۹۸۱) ربیع کہتے ہیں کہ میں حضرت اوسین کی خدمت میں آیا تو ان کو نماز فجر پڑھ کر بیٹھا پایا میں بھی بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ ان کے وظیفے میں ہرج ہنونا چاہیے آپ اپنی جگہ سے نہ ہٹے، یہاں تک کہ ظہر پڑھی اور ظہر کے وقت سے عصر تک برابر نماز پڑھتے رہے۔ بعد عصر پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور مغرب تک بیٹھے رہے۔ نماز مغرب کے بعد پھر اپنی بیٹھک پر جے یہاں تک کہ عشاء پڑھی۔ پھر اسی جگہ جم گئے۔ یہاں تک کہ نماز صبح پڑھی پھر جو بیٹھے تو سو گئے، پھر فرمایا کہ الہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھوں سے جو سو جائیں، اور ایسے شکم سے جو سیر نہ ہو، میں نے دل میں کہا کہ مجھ کو ان سے اسی قدر کافی ہے پھر میں واپس آیا اور ایک شخص نے حضرت اوسین سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ آپ بیمار جیسے معلوم ہوتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں کو کیا ہوں کہ بیماروں کو کھانا ملتا ہے اور اوسین نہیں کھاتا، بیمار سوتے ہیں اور اوسین نہیں سوتا۔

حکایت (۹۸۲) ایک عابد بزرگ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو نماز عشاء سے فارغ ہو چکے ہیں میں آپ کو دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ آپ اپنے آپ کو ایک کبیل میں لپیٹ کر لیٹ رہے اور ساری رات کروٹ بھی نہ لی۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی اور موذن نے اذان دی پھر آپ اٹھ کر نماز میں شریک ہوئے اور وضو نہ کیا، یہ بات میرے دل میں کھٹکی، میں نے آپ سے کہا کہ آپ تمام رات تو لیٹ کر سوتے رہے، پھر نیا وضو نہ کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تو رات بھر کبھی جنت کے باغوں میں دوڑتا رہا اور کبھی دوزخ کے جنگلوں میں بھلا اس صورت میں نیند آیا کرتی ہے۔

حکایت (۹۸۳) ثابت بنانی کہتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں کہ نماز پڑھتے پڑھتے رتھک جاتے تھے کہ اپنے بستر پر بدن گھٹنیوں چلنے کے

نہیں آسکتے تھے۔

حکایت (۹۸۴) کہ ابو بکر بن عباس نے چالیس برس اپنی کمزور مین پر نہیں لگائی اور ان کی ایک آنکھ میں پانی اتر آیا، بیس برس تک ان کے گھر والوں کو خبر نہ ہوئی کہ ایک آنکھ سے نہیں سوجھتا۔

حکایت (۹۸۵) منقول ہے کہ سمعون کا وظیفہ ہر روز پانسور کھتیں تھیں۔

حکایت (۹۸۶) ابو بکر مطوعی کہتے ہیں کہ جو انی میں ایک رات دن میں اکتیس ہزار دفعہ **قُلْ هُوَ اللَّهُ** پڑھا کرتا تھا یا چالیس ہزار مرتبہ راوی کو شک ہے کہ کونسا عدد فرمایا۔

حکایت (۹۸۷) منصور بن محتر ایسے حال سے رہتے تھے اگر کوئی دیکھے تو کہے کہ اس شخص پر کوئی مصیبت بھاری پڑی ہے، یہ حال رہتا کہ آنکھیں نیچے کو اواز پست بروقت چشم تراگر ذرا ہلاؤ تو آٹھ آٹھ آنسو گریں ان کی مال ان سے کہتیں، تو اپنے نفس پر یہ کیا کرتا ہے تمام رات رویا کرتا ہے چپ نہیں ہوتا، شاید بیٹا تو نے کوئی خون کیا ہے یا کیا بات ہے۔ وہ جواب دیتے کہ اے مال میں ہی جانوں ہوں جو میں نے اپنے نفس پر کیا ہے۔

حکایت (۹۸۸) کسی نے عامر بن عبداللہ سے پوچھا کہ تم شب بیداری اور دوپہر پیاس پر کیسے صبر کرتے ہو، انہوں نے فرمایا کہ وہ صرف اس طرح ہے کہ دن کے کھانے کو رات پر مال دیا۔ اور رات کے سونے کو دن کے جو اے کر دیا، یہ کچھ بڑی بات نہیں اور یہ فرمایا کرتے کہ میں نے جنت کی مثال اور چیز نہیں دیکھی جس کا طالب سے گیا ہو، اور نہ دوزخ کی مثل جس سے گریز کرنے والا سوتا ہو، اور جب رات آتی تو کہتے کہ آگ کی حرارت نے خواب کو کھو دیا۔ پھر صبح تک سوتے، جب دن ہوتا تو کہتے کہ حرارت آتش نے نیند دور کر دی اور شام تک نہ سوتے اور جب پھر رات ہوتی تو کہتے کہ جو ڈرتا ہے وہ شام ہی سے چل دیتا ہے۔ اور صبح کے وقت لوگوں کو رات کا چلنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

حکایت (۹۸۹) بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ میں عامر بن قیس کے ساتھ چار مہینے رہا میں نے

ان کو کبھی نہ دیکھا کہ رات کو یا دن کو سوئے ہوں۔

حکایت (۹۹۰) ایک شخص حضرت علی کریم اللہ وجہ کے ساتھیوں میں سے راوی ہے کہ میں نے آپ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو اپنی دہنی طرف کو پھر بیٹھے۔ اور آپ پر کچھ اثر عم تھا۔ آفتاب کے نکلنے تک آپ ویسے ہی رہے پھر اپنا ہاتھ پلٹا، اور فرمایا کہ بخرا میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آج ان کے مثل کوئی امر نہیں پایا جاتا، وہ لوگ صبح کو میلے زرد رنگ ابلے بال اٹھتے، رات کو سجدہ و نماز میں کاٹ دیتے، خدا کی کتاب پڑھتے اور پاؤں اور پٹائیوں کو باری باری زور دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو ایسا ہلتے جیسے درخت تند ہوا کے دن ہلتا ہے، اور ان کی آنکھوں سے آنسو اتنے جاتے کہ ان کے آنسو تر ہو جاتے، آپ لوگوں کا یہ حال ہے کہ رات کو خوب غافل ہو کر سوتے ہیں۔

حکایت (۹۹۱) ابو مسلم خولانی نے ایک کوڑا اپنے گھر کی نماز گاہ میں لٹکا رکھا تھا اس سے اپنے نفس کو ڈراتے اور کہا کرتے تھے کہ اٹھ کھڑا ہو نہیں تو یقین جان کہ تجھ کو اتنا گیدوں گا کہ تو ہی تھکے گا میرا کچھ نہ جائے گا۔ پھر جب ان پرستی آتی تو کوڑا لے کر اپنی پنڈلیوں میں مارتے اور کہتے کہ میری سواری کی نسبت تو توہری زیادہ تر سزا وار بننے کا ہے۔

حکایت (۹۹۲) صفوان بن سلیم کی دونوں پنڈلیاں کثرت قیام سے رگی تھیں اور اجتہاد میں اس درجے کو پہنچ گئے تھے اگر بالفرض ان سے کہا جاتا کہ قیامت کل ہوگی تو ان کے اعمال معمولی میں کچھ زیادتی نہ ہونے پاتی، ان کا دستور تھا کہ جاڑے کے دنوں میں چھت پر سوتے اور گرمیوں میں کوٹھڑی کے اندر تاکہ سردی اور گرمی کی وجہ سے نیند نہ آئے، موت ان کی حالت سجدہ میں ہوئی۔ یہ دعائیں لگا کرتے تھے کہ الہی میں تیری ملاقات چاہتا ہوں تو میرے لئے کوپند فرما۔

حکایت (۹۹۳) حضرت قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں ایک روز صبح کو اٹھا، اور میرا معمول تھا کہ صبح اٹھ کر اول اپنی پھوپھی حضرت عائشہ کی خدمت میں جا کر ان کو سلام کر آتا اس روز جو گیا تو دیکھا کہ آپ نماز چاشت پڑھ رہی ہیں اور اس میں یہ آیت فمن اللہ علینا و قانا عن اب السوم۔ پڑھ پڑھ کر رو رہی ہیں، میں کھڑے کھڑے تھک گیا

اور ان کا وہی حال رہا۔ جب میں نے دیکھا کہ ان کو ابھی دیر ہے بازار کو چلا گیا۔ کہ اول اپنے کام سے فراغت پاؤں تو پھر آؤں گا، میں کام سے فراغت کے بعد جو آیا تو پھر بھی ان کو اسی حال میں پایا کہ روٹی جاتی تھیں اور دعا مانگتی تھیں، اور اس آیت کو مکرر پڑھتی تھیں۔

حکایت (۹۹۴) محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ہمارے پاس عبدالرحمن بن اسود حج کے ارادے سے آکر اترے تو ان کے پاؤں میں کچھ مرض ہو گیا تو آپ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر عشاء کے وقت صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

حکایت (۹۹۵) جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ عقبہ غلام رات کو تین چھینوں میں ایسے کیا کرتے اس طرح سے کہ جب نماز عشاء سے فارغ ہوتے اپنا سر دونوں زانو کے درمیان رکھ کر کرتے جب سوم حصہ شب گذرتا ایک چیخ مارتے پھر گھٹنوں میں سر دیکر فکر کرنے لگتے جب یک تہائی اور گذر جاتی تو پھر ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ تیسری چیخ صبح کو مارا کرتے راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان کا حال کسی بصرہ کے رہنے والے سے کہا۔ اس نے کہا کہ تم ان کی چھینوں پر خیال مت کرو بلکہ یہ سوچو کہ دو چھینوں کے درمیان ان پر کیا کیفیت گذرتی ہوگی کہ وہ چیخ مارتے تھے۔

حکایت (۹۹۶) قاسم بن راشد شیبانی کہتے ہیں کہ محصب میں ہمارا پاس ربیعہ اپنی زوجہ اور دختروں سمیت پھڑے ہوئے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ بہت رات سے اٹھ کر نماز پڑھا کرتے، جب سحر ہوتی تو زور سے پکارتے کہ اے آرام کرنے والو! کیا اس تمام رات سوو گے اور اٹھ کر چلو گے نہیں، یہ سن کر سب اٹھ بیٹھے تھے۔ کوئی روتا تھا کوئی دعا مانگتا، کوئی تلاوت کرتا، کوئی و منو کرتا جب فجر ہوتی تو زور سے کہتے کہ صبح کے وقت لوگ رات کے چلنے کو اچھا جانا کرتے ہیں۔

حکایت (۹۹۷) بعض صلحا سے منقول ہے کہ میں بیت المقدس کے پہاڑوں میں پھرتا تھا۔ اتفاقاً ایک جنگل میں آیا اور ایک آواز زور کی سنی اور وہ پہاڑ اس کا جواب دیتے تھے، اور بڑی گونج تھی میں اس آواز کے درپے ہوا تو ایک باغ میں پہونچا جو درختوں سے چھپا ہوا تھا، اس میں ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہوا اس آیت کو مکرر پڑھ رہا ہے۔ یَوْمَ نَجِدُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ

تو دو ان بینہا و بینہ امدًا بعیدا و یخذا کہ اللہ نفسہ - میں اس کے پیچھے بیٹھ کر
سننے لگا وہ یہی پڑھتا رہا یکایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا، میں نے کہا کہ انہوں میں یہ میری
نخواست سے ایسا ہو گیا، پھر میں اس کے افاقے کا منتظر رہا ایک گھنٹہ کے بعد اس کو ہوش
ہوا میں نے سنا کہ یہ کہتا ہے - الہی میں تجھ سے دروغ گو یوں کے مقام سے پناہ مانگتا
ہوں اور جھوٹے مدعیوں کے سے اعمال سے اور غافلوں کی سی روگردانی سے پناہ
مانگتا ہوں تیرے ہی لئے خوف کرنے والوں کے دل خشوع کرتے ہیں، تیری ہی طرف
تصور و اردوں کی توقع جھکتی ہے - تیری ہی عظمت کے لئے عارفوں کے دل دلیل ہو
ہیں پھر اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے اور کہا کہ مجھ کو دنیا سے کیا سروکار اور اس کو
مجھ سے کیا علاقہ، اے دنیا جو تجھ جیسا ہوا سی کے پاس جا اور جو تجھ کو پسند کرے اسی
کے پاس جا کر اپنی آسائش اور نزاروں طرح کے آرام سے فریب دے پھر کہا کہ بھلا
لوگ کہاں گئے زمانہ گذشتہ کے آدمی کہاں ہیں۔ مٹی میں سڑتے ہیں اور چند روز میں
فنا ہو جاتے ہیں - میں نے اس کو پکارا کہ اے بندہ خدا، میں آج دن بھر سے تیرے
پیچھے تیرے فراغت پانے کا منتظر ہوں، اس نے کہا کہ بھلا اس شخص کو فراغت
کس طرح ہوگی جو زمانے سے بستی چاہتا ہے اور زمانہ اسے بستی چاہتا ہے اور ڈرتا ہے
کہ کہیں موت اس کے نفس پر سبقت نہ کر جائے۔ یا وہ شخص کیسے فارغ ہو جس کے
دن تو گذر گئے ہوں اور اس کے گناہ رہ گئے ہوں۔ پھر اس نے میری طرف سے دھیان
پھیرا، خدا تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ان گناہوں کے لئے تو ہی ہے اور شدت
کے واسطے جس کے آنے کی مجھ کو توقع ہے اور یہ آیت پڑھی - **وَبَدَّ اللَّهُ**
مَالَهُمْ لِيَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ۔ پھر ایک اور چیخ ماری کہ پہلی چیخ کی نسبت بہت زور کی تھی اور ہوش
ہو کر گر پڑا، میں نے کہا کہ اس کا دم نکل گیا۔ میں اس کے قریب گیا دیکھا تو ٹرپ رہا ہے
پھر افاقہ پایا اور کہنے لگا - میں کون ہوں اور میرا خطر کیا ہے تو اپنے فضل سے میری برائی
معاف کر اور اپنے پردہ رحمت میں مجھ کو چھپا اور اپنے کرم ذاتی سے میرے گناہوں سے درگزر
فرما جس وقت کہ میں تیرے سامنے کھڑا ہوں - میں نے اس سے کہا کہ تجھے قسم ہے
اس ذات کی جس کی توقع اور اعتماد تو اپنے لئے رکھتا ہے مجھ سے کلام کر، اس نے کہا کہ
کلام اس سے جا کر کرو جس کے کلام سے تم کو کچھ فائدہ ہو، اور اس شخص کے کلام کو جاؤ

جس کو گناہوں نے تباہ کر دیا ہو، میں اس جگہ میں نہ معلوم کس مدت سے ابلیس سے لڑتا ہوں، اور وہ مجھ سے لڑتا ہے آج تک میرا کوئی مددگار نہ ملا کہ اس مصیبت سے مجھ کو نکالتا، ایک تو آیا ہے تو مجھ سے علیحدہ رہ اس لئے کہ تو نے میری زبان کو بیکار کر دیا۔ اور اپنی بات کی طرف مجھ کو دل کو تھوڑا سا مائل کر لیا، میں تیرے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں پھر تو قہر رکھتا ہوں کہ وہ اپنے غصے سے مجھ کو پناہ دے۔ اور اپنی رحمت سے مجھ پر فضل کرے راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کا ولی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں میں اس کو باتوں میں مشغول کروں تو اسی جگہ مجھ پر عذاب آوے اس خیال سے میں اس کو چھوڑ کر واپس آیا۔

حکایت (۹۹۸) ایک اور نیک بخت روایت کرتے ہیں کہ سفر میں چلتے چلتے ایک درخت کی طرف کو گیا، کہ اس کے نیچے ذرا دم لوں دیکھا تو ایک بوڑھا مجھ پر چڑھا آتا ہے اور کہتا ہے کہ اٹھ کھڑا ہو کہ موت میری نہیں پھر سامنے ہی کو چل دیا، میں اس کے پیچھے ہوا اور سنا کہ یوں کہتا تھا، کل نفس ذائقۃ الموت الہی میرے لئے موت میں برکت کر، میں نے کہا کہ بعد موت کے بھی اس نے کہا جو شخص بعد موت کے حالات کا یقین کرے وہ احتیاط اور خوف کے مارے چلنے کے لئے دامن اٹھا لے رہے گا، دنیا میں اس کے رہنے کی جگہ ہونگی پھر کہا کہ اے وہ شخص جس کی ذات کے لئے تمام چہرے سے دلیل ہیں اپنا دیدار دکھا کہ میرے چہرے کو نورانی کر اور میرے دل کو اپنی محبت سے بھر دے اور فردا کی قیامت میں اپنے سامنے کی جھڑکی کی فصیحت سے محفوظ رکھ، اب تجھ سے مجھے شرم آنے کا وقت آپہنچا اور تجھ سے روگرداں رہنے سے اب میں باز آیا، اگر تیرا علم نہ ہوتا تو مجھ کو میری موت بھی نہ کھاتی اور اگر تیرا عفو نہ ہوتا تو میری توقع تیرے پاس کی چیزوں تک نہ پھیلتی پھر وہ شخص مجھ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

حکایت (۹۹۹) کرزبن دہرہ کا دستور تھا کہ ایک روز میں تین بار ختم قرآن مجید کیا کرتے اور عبادات میں اپنے نفس پر مجاہدہ بہت کرتے، لوگوں نے ان سے کہا کہ تم اپنے نفس پر بہت مجاہدہ کرتے ہو، انہوں نے کہا کہ دنیا کی عمر کتنی ہے، کہا کہ

سات ہزار برس، انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن کی کیا مقدار ہے، کہا پچاس ہزار برس، آپ نے فرمایا کہ سات دن کا کام کرنے سے اگر تم اس قیامت کے دن سے محفوظ ہو جاؤ تو اس بات سے تم عاجز نہیں ہو، اس قول سے ان کی عرض یہ ہے کہ اگر بالفرض آدمی دنیا کے برابر سات ہزار برس جئے اور نفس پر اس لئے مجاہدہ کرے کہ اس ایک روز سے جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے نجات پاوے تب بھی اس کو بہت فائدہ ہے۔

حکایت (۱۰۰۰) اب ہم کچھ تھوڑا سا حال مجتہد عورتوں کا لکھتے ہیں۔ جینہ عروہ کے حال میں لکھتے ہیں کہ ان کا معمول تھا کہ جب نماز عشاء پڑھ چکتیں تو اپنی چھت پر کھڑی ہوتیں اور کرتہ اور ڈوپٹہ خوب کس کر لیتیں کہ الہی ستارے چل پڑے اور آنکھیں سو گئیں بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہر ایک جیب اپنے جیب کے ساتھ تنہا ہوا، اب میں تیرے سامنے کھڑی ہوں، پھر نماز پڑھتی رہتی جب فجر ہو جاتی تو کہتیں کہ الہی رات نے منہ موڑا اور دن روشن ہو گیا، مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھ سے یہ رات قبول فرمائی تو میں مبارک باد ہی اپنے آپ کو دوں یا تو نے نامنظور کی تو تعزیت کروں قسم ہے تیری عزت کی جب تک تو مجھ کو باقی رکھے گا اپنا طریق یہی رکھوں گی اور اگر تو اپنے دروازے سے مجھ کو بھڑک دے گا تو میں ہرگز نہ ٹلوں گی۔ اس لئے کہ میرے جی میں تیرے کرم و جود سے بہت کچھ ہے۔

حکایت (۱۰۰۱) عجروہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ نابینا تھیں رات بھر جاگتیں، جب صبح ہوتی تو ایک آواز دردناک سے کہتیں کہ عابدوں نے تیرے ہی لئے تاریکی شب کو بسر کیا تیرا رحمت اور فضل مغفرت کی طرف سبقت کرتے الہی میں تیرے ہی ذریعے سے تجھ سے سوال کرتی ہوں، کسی اور کے ذریعے سے نہیں مانگتی کہ تو مجھ کو سابقین اول زمرے میں کر دے اور مجھ کو علیین میں مقربین کے درجے تک پہنچا دے اور اپنے نیک نخت بندوں میں شامل کر دے، تو میرا کریم ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین اور سب بڑوں کا بڑا ہے پھر سجدے کے لئے ایسی طرح گرتیں کہ اس کے دھماکے کی آواز سنائی دیتی پھر صبح تک دعا مانگتی اور روتی رہتیں۔

حکایت (۱۰۰۲) یحییٰ بن بسطام کہتے ہیں کہ میں شعوانہ مجلس میں حاضر ہوتا اور جو کچھ ان کی فریاد و زاری ہوتی اس کو دیکھا کرتا ایک بار میں نے اپنے ایک یار سے کہا کہ چلو، جب یہ تنہا ہوں تو ان سے کہیں کہ اپنے نفس پر نرمی کریں، اس نے کہا کہ اختیار ہے چلو، ہم ان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اگر آپ اپنے نفس پر نرمی کریں اور نہ رویا کریں جو تمہاری مراد ہے وہ اسپر زیادہ عمد ہوگی وہ یہ بات سن کر روٹیں پھر کہا کہ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اتنا روؤں کہ میرے تن میں آنسو نہ رہے تو پھر خون رویا کروں یہاں تک کہ میرے کسی عضو میں ایک قطرہ خون کا باقی نہ رہے، مگر مجھے رونا کہاں آتا ہے میں کب روتی ہوں، اسی جملے کو بہت دفعہ کہا کہ میں کہاں روتی ہوں پھر بے ہوش ہو گئیں۔

حکایت (۱۰۰۳) محمد بن معاذ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک عابدہ عورت نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل کی گئی ہوں، اور دیکھتی ہوں کہ تمام اہل جنت اپنے اپنے دروازے پر کھڑے ہیں، میں نے پوچھا کہ جنت والے کیوں کھڑے ہیں مجھ سے کسی نے کہا کہ اس عورت کے انتظار میں کھڑے ہیں جس کے لئے یہ جنتیں آئے استہ کی گئی ہیں، میں نے کہا کہ وہ عورت کون ہے مجھ سے کسی نے کہا کہ ایک کالی ٹوٹری ایلہ کے لوگوں کی ہے جس کو شعوانہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ وہ تو میری بہن ہے میں اسے گفتگو میں تھی کہ اتنے میں وہ ایک اونٹنی پر سوار ہوا میں اڑتی آہوئی جب میں نے ان کو دیکھا تو پکارا کہ بہن تم تو مجھ سے محبت کرتی ہو اپنے رب سے دعا کرو کہ مجھ کو بھی تمہارے ساتھ ملائے انہوں نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ابھی تیرے آنے کا وقت نہیں آیا اگر میری دو باتیں یاد کر لے۔ اول تو یہ کہ اپنے دل پر مداغم رکھنا دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے ہوائے نفس پر مقدم رکھنا پھر انشاء اللہ تجھ کو نقصان نہ ہوگا کبھی تیری موت آوے گی۔

حکایت (۱۰۰۴) ابو ہاشم قرظی کہتے ہیں کہ ایک عورت یمن کی باشندہ جس کو سر یہ کہتے تھے ہمارے ایک مکان میں آکر ٹھہری، میں اس کی فریاد و زاری رات روکے سے سنا کرتا ایک روز میں نے اپنے خادم سے کہا کہ اس عورت کو جھانک کر دیکھ کہ کیا کرتی ہے

اس نے جو دیکھا تو معلوم کیا اور کچھ نہیں کرتی یہ کرتی ہے کہ اپنی نظر آسمان کی طرف سے نہیں ہٹاتی، اور قبلہ رخ بیٹھی ہوتی کہہ رہی ہے کہ تو نے سر یہ کو پیدا کیا پھر اپنی نعمت سے اس کو غذا دی اور ایک حال سے دوسرے حال میں رکھا تیرے سب احوال اس کے حق میں اچھے ہیں، تیرے مصائب اس کے عندے میں سلوک ہیں اور وہ باوجود اس کے اپنے آپ کے تیرے غصے کے لئے معترض ہوتی ہے کہ بے تامل تیری نافرمانی کی جرأت کرتی رہتی ہے، کیا تو یہ جانتا ہے کہ وہ یہ گمان کرتی ہو گی کہ تو اس کے افعال بد نہیں دیکھا ہو گا حالانکہ تو عظیم اور خیر اور ہر چیز پر قادر ہے۔

حکایت (۱۰۰۵) احمد بن علی کہتے ہیں کہ ہم نے غفرہ کے پاس جانے کی اجازت چاہی انہوں نے ہم کو اجازت نہیں دی ہم دروازے ہی پر پڑے رہے اور کہیں نہ پہلے ان کو معلوم ہوا تو وہ دروازہ کھولنے کو کھڑی ہوئیں اور یہ کہہ کر دروازہ کھولا کہ الہی میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں اس شخص سے جو تیرے ذکر سے روکے، ہم اندر گئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ضیانت میرے گھر میں یوں کرے کہ تمہاری مغفرت فرمائے پھر ہم سے کہا کہ عطا کسلی نے چالیس برس آسمان کی طرف نگاہ نہ کی اور ایک نگاہ نے جو اپنی خیانت کی تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور پیٹ میں کوئی پردہ بچھٹ گیا۔ کاش غفرہ اپنا سر اٹھائے اور نافرمانی نہ کرے اور کیا اچھا ہو کہ اگر نافرمانی کی ہے تو اس کو دوبارہ نہ کرے۔

حکایت (۱۰۰۶) ابن علاء سعدی کہتے ہیں کہ میرے چچا کی لڑکی کا نام بربہ تھا وہ عابدہ تھیں، اور قرآن شریف بہت پڑھا کرتی تھیں جب ایسی آیت پر آئیں کہ اس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو روتیں، اسی طرح کیا کرتیں یہاں تک کہ رونے کی کثرت سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں چند بھائیوں نے آپس میں کہا کہ چلو ان کو کثرت گریہ کے باب میں طاقت کریں، ہم سب کے سب ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ بربہ تم کیسی ہو جواب دیا کہ یہاں ہیں، اجنبی زمین پر پڑے ہیں اور اس کے منتظر ہیں کہ کب کوئی ہم کو بلاوے اور ہم جاویں، ہم نے کہا کہ پھر یہ رونا کب تک رہے گا آنکھیں تو جاتی

زمین، انہوں نے کہا کہ اگر میری آنکھوں کی خدا کے یہاں کچھ بہتری ہے تو دنیا میں جو کچھ انہیں سے جاتا رہا اس سے ان کا کیا نقصان ہے اور اگر ان کو خدا کے یہاں برائی ہے تو اس سے زیادہ روئیں گی، یہ کہہ کر منہ پھیر لیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں سے اٹھ کھڑے ہو۔ ان کا حال کچھ اور ہی ہے اپنا سا حال نہیں۔

حکایت (۱۰۰۶) معاذہ عدویہ جب دن نکلتا تو کہتیں کہ یہ وہ دن ہے جس میں مروں گی اور شام تک کچھ نہ کھائیں جب رات ہو جاتی تو کہتیں اس رات میں مروں گی اور صبح تک نماز میں مصروف رہیں۔

حکایت (۱۰۰۸) ابوسلیمان درانی فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت رابعہ کے یہاں رہا۔ وہ اپنی محراب میں کھڑی ہوئیں اور میں مکان کے ایک گوشہ میں، اور صبح تک ہم دونوں کھڑے رہے جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ جس شخص نے ہم کو قوت اس رات کے قائم ہوئی عنایت فرمائی اس کا شکر یہ کیا ہے حضرت رابعہ نے فرمایا اس کا شکر یہ ہے کہ دن کو اس کے واسطے روزہ رکھیں۔

حکایت (۱۰۰۹) شعوانہ اپنی دعا میں یوں کہا کرتیں کہ الہی مجھے تجھ سے ملنے کا نہایت شوق ہے۔ اور تیرے بدلہ دینے کی بڑی توقع ہے تو وہ کریم ہے کہ تیرے یہاں توقع کرینوالوں کی امید نہیں ٹوٹتی، نہ مشتاقوں کا شوق تیرے یہاں نکمّا ہوا الہی اگر اب میری موت ہو اور کسی عمل نے مجھ کو تجھ سے نزدیک نہ کیا ہو تو اپنی بیماریوں کا ذریعہ گناہوں کے اقرار کو کرتی ہوں پس اگر تو معاف فرمائے گا تو تجھ سے بہتر اور کون ہے جو ایسا کرے اور اگر تو عذاب دیکھا تو تجھ سے عادل تر کون ہے، الہی میں نے جو اپنے نفس کے لئے نظر کی تو اس پرستم کیا اب اس کے واسطے تیرا حسن نظر رہا ہے اگر تو اس کا مطلب پورا نہ فرما دے گا تو اس کی خرابی اور تباہی ہے۔ الہی تو میری زندگی بھر مجھ پر احسان کرتا رہا تو اس احسان کو موت کے بعد قطع مت فرما اور جو شخص مجھ کو ایام حیات میں میرا ذمہ دار احسان کا ہوا اس سے مجھ کو توقع ہے کہ مرنیکے وقت بھی مجھ پر بخشش کرے، الہی تو تو میری حیات میں ہمیشہ ذمہ دار احسان و سلوک ہی کارہا تو پھر بعد مرنے کے میں تیرے حسن نظر سے کس طرح مایوس ہوں، الہی اگر میرے

گناہوں نے مجھ کو ڈرایا ہے تو جو محبت مجھ کو تجھ سے ہے اس نے اطمینان دلایا ہے پس میرے معاملہ کو اس طرح بھگتا جو تیری شان کے موافق ہو اور اپنا فضل مکرر اس شخص پر کر جو جہل میں معذور ہے الہی اگر تجھ کو میری رسوائی منظور ہوتی تو تو مجھ کو ہدایت نہ فرماتا اور اگر میری فضیحت مقصود ہوتی تو پردہ پوشی کیوں کرتا پس جس سبب سے تو نے ہدایت کیا اسی سے مجھ کو بہرہ ور فرما اور جس باعث سے پردہ پوشی کی اسی کو ہمیشہ کر الہی مجھے گمان نہیں کہ جس مطلب میں میں نے اپنی عمر کا پیٹ اس کو تو نامنظور فرما کر مجھ کو ہٹا دیا الہی اگر میں نے گناہ نہ کیا ہوتا تو تیرے عذاب سے کیوں ڈرتی اگر تیرا کرم نہ پہنچا تہی تو تیرے ثواب کی توقع کیوں کرتی۔

حکایت (۱۰۱) خواص کہتے ہیں کہ ہم رطلہ عابدہ کے پاس گئے انکا حال یہ تھا کہ روزہ رکھتے رکھتے کالی پڑ گئی تھیں اور روتے روتے اندھی ہو گئی تھیں اور نماز پڑھتے پڑھتے بیسکی ہو گئی تھیں نماز بیٹھے بیٹھے پڑھا کرتی تھیں ہم نے ان کو سلام کیا اور کچھ بیان عقوالہی کا کیا تا کہ اپنی معاملہ آسان ہو انھوں نے شکر ایک حج ماری اور فرمایا کہ من آتم کہ من دائم میر نفس کا حال بھی کو معلوم ہے اسی میرا دل زخمی اور جگر پارہ پارہ ہے میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش خدا تعالیٰ مجھ کو تہ پیدا کرتا اور میرا ذکر کچھ دنیا میں نہ ہوتا یہ کہہ کر پھر نماز پڑھنے لگیں۔

حکایت (۱۰۱۱) لقمان اکیلے بہت بیٹھا کرتے ان کا آقا ان کے پاس آتا اور کہتا کہ لقمان تم ہمیشہ تنہا ہی بیٹھتے ہو اگر لوگوں کے پاس بیٹھو تو دل بھی لگے وہ جواب دینے کہ زیادہ تنہا ہونے سے فکر خوب ہوتی ہے اور بہت فکر جنت کی راہ ہے۔

حکایت (۱۰۱۲) حضرت عبداللہ بن مبارک نے عبداللہ سہیل بن علی کو خاموش اور متفکر دیکھ کر پوچھا کہ کہاں پہنچ گئے۔ انھوں نے فرمایا کہ پل صراط پر۔

حکایت (۱۰۱۳) ابو شریح چلے جاتے تھے کہ راستہ میں بیٹھ گئے اور اپنی چادر منہ پر لیکر روتے لگے لوگوں نے ان سے سبب روتے کا پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اپنی عمر کے چلے جاتے اور عمل کم ہونے اور موت کے قریب آجانے کی فکر ہوئی تھی۔

حکایت (۱۰۱۴) اسحاق بن خلف فرماتے ہیں کہ داؤد طائی چاندنی رات میں ایک چھت پر تھے کہ آسمان وزمین کے ملکوت میں فکر کرنے لگے اور آسمان کی طرف کو دیکھ کر روتے جلتے تھے

یہاں تک کہ ایک ہمسایہ کے گھر میں گر پڑے، مالک مکان اپنے بستر سے کودا اور ننگے بدن
 تلوار ہاتھ میں لے کر ان کو چور خیال کر کے دوڑا جب دیکھا کہ داؤد ہیں تو تلوار رکھ دی
 اور پوچھا کہ آپ کو چھت سے کس نے گرا دیا اصفوں نے فرمایا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔
 حکایت (۱۰۱۵) حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت ام المؤمنین عائشہؓ
 صدیقہؓ سے شکایت اپنے دل کی سختی کی کی آپ نے اس کو فرمایا کہ موت یاد کیا کر تیرا دل نرم ہو جائیگا
 اس نے ایسا ہی کیا اور نرم دل ہو گئی، پھر حضرت عائشہؓ کی شکر گزاری کے لئے آئی
 حکایت (۱۰۱۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب موت کا ذکر ہوتا تو آپ کی
 جلد سے خون ٹپکنے لگتا۔

حکایت (۱۰۱۷) حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے جو ذکر موت اور قیامت کا ہوتا
 تو اتنا روتے کہ آپ کے بند اکلڑ جاتے جب رحمت کا ذکر ہوتا تو سالس اپنی حالت صلی پر آتی،

۱۱/۱۱/۹۳
 اکبر شکرہ روض الریاحین کی دوسری جلد مسہمی یہ
 افانین الیاسمین بھی اختتام کو پہنچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن پاک مستقیم

انوار القلوب

مولانا شافع الدین صاحب اور حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی کے سترہ اور پاکیزہ ترجموں پر فہم قرآن کو اس قدر آسان بنا دیا ہے کہ پڑھنے سے روحانی سرور حاصل ہوتا ہے
 ہڈی کی: غیر مجلد ۲۰ روپے، مجلد پانچواں
 مجلد پندرہ چری ۲۲ روپے

سید ایچ ایم کمپنی

مالکان ایجوکیشنل بکس، ادب منزل پاکستان چوک کراچی

اشرفی
 بہشتی زیور

اکٹبل و مدلل

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا

لا جواب دینی تحفہ

دینی مسائل کی

کوئی اور کتاب اس سے زیادہ مقبول نہیں ہے ہر علم گھرانے میں اسکی موجودگی بہت ضروری ہے۔ یہ کتاب گیارہ حصوں میں منقسم ہے اور ہمارے اس ایڈیشن کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ کتابت جلی رنگی گئی ہے تاکہ ہر عمر اور معمولی استعداد کے لوگ بھی مطالعہ کر سکیں،

قیمت

دو کاندہ - ۱۸/

سفید کاغذ، کلنر - ۲۱/

صفحات

ایک ہزار سے زائد

مالکان ایجوکیشنل بکس

سید ایچ ایم کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

تاریخ معتزلہ

تصنیف: زبیدی حسن جاراٹہ
 ترجمہ: رئیس احمد جعفری

فرقہ اعتزال کی ایک تاریخی دستاویز

تاریخ و مباحث اسلامی کی کتابوں میں معتزلہ اور ان کے افکار اور عقائد کا ذکر ناگزیر ہے

- لیکن یہ معتزلہ کئے کون؟
- ان کے حقیقی اور اصلی عقائد کیا تھے؟
- ان کا پیام اور مقصد وجود کیا تھا؟
- انھوں نے کیسے کیسے انقلاب آفرین کارنامے انجام دیئے؟
- علمائے وقت سے انکے مناظرے کس نوعیت کے ہوتے تھے؟
- اپنے دور اقتدار میں انھوں نے اپنے مخالفین سے کیا سلوک کیا؟

یہ اور ایسی ہی اور بہت سی تاریخی تفصیلات اس تاریخی دستاویز میں موجود ہیں اسلام میں عقلیت پسندی اور یونانی عقائد اور افکار کی تاریخ جلال و جمال

آفسٹ طباعت

دکشن گٹ اپ - ۱۸/

سید ایچ ایم کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

کتاب گارڈ

زائرِ حرم
حمید صدیقی لکھنوی

وحد آفریں معنیہ مجموعہ کلام

عشق رسول ہماری بیش قیمت متاع حیات ہے
یہی وہ ذاتِ اقدس ہے جس کے لیے سعدی نے

بعد از خدا بزرگ ثنوی قصہ مختصر

کہہ کر بیان عظمت بزرگی کے سارے دروازے بند کر دیئے۔

جناب حمید صدیقی نے اسی محبوب

کی محبت میں ڈوب کر

اور اثر انگیز کلام جو کہ

میں ستر پاپا ترشار

پبلشر

سعید ایچ ایم

ادب منزل

پاکستان چوک

کراچی

یہ نعتیہ کلام کہاں کہاں پڑھا

پڑھنے والا عشق رسول

ہو جاتا ہے۔ کلام کے

شایان شان کتابت و

طباعت، سیرق

گنبد خضرا کی دلکش تصویر

سے آراستہ۔ قیمت مجلد ۵/۵۰

فناؤں کے عزیزی

حضرت شاہ ولی اللہ
میرٹھوی کے سوانح
میں سے فیض کا دیا
پڑھنے والوں کے
لئے جاری تھا
لکھنؤ اور پور
لصغریٰ سوانح کی
پہلی اس جلد سے

فناؤں کے
عزیزی کا
قیمت ۱۸/-

فناؤں کے رشتہ دار

آج بھی علماء کرام کے فقیہ
مولانا گنگوہی کے فقہی
ارشادات کو بطور سند
میں لکھتے ہیں اور علامہ ابن
اس سے اپنی دینی ضروریات
پوری کرتے ہیں۔
قیمت، گلبرہ ۱۵/-

قیمت ۱۸/-

مالِ کمان ایجوکیشنل پبلسٹی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

مولانا امین احمد جعفری ندوی کی معرکہ الآراء تصنیف

تاریخ اسلام کا

کاروان اسلام

مستند و معتبر حوالہ جات کے ساتھ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
سے قیام پاکستان تک اسلام کی نکتہ و نکتہ تاریخ
آئی جامع و مانع تاریخ اُردو میں پہلی بار لکھی گئی ہے
اس کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں قاتل
اسلامی مملکتوں کے حالات تفصیل کے ساتھ شامل ہیں
دیدہ زیب کتابت و طباعت اور خوبصورت ڈسٹ کوکھینا

قیمت ۲۶/-

سعید ایچ ایم
ادب منزل
پاکستان چوک کراچی

تاریخ کے پیدائشیوں اور پائے

مدارج النبوة (اردو)

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی کی مشہور و مستند لائق تحسین اور گرانقدر تصنیف۔
ترجمہ: شمس الحسن صاحب بیوی
قیمت مجلد ایک روپے قسم دوم اٹھارہ روپے

صلاح الدین ایوبی

شہرہ آفاق مؤرخ لدینے پورے کے کتاب کے اردو ترجمہ
ترجمہ: میجر خیر الدین صدیقی
خواجہ رفیع اللہ جانتے
نصیب اختر ایم۔ اے
قیمت مجلد ۱۳/۵۰

تاریخ معترزل

تصنیف: زہدی حسن جارا اللہ
ترجمہ: رئیس احمد جعفری
معترزل کے افکار و نظریات کا ایک عادلانہ اور غیر جانب دارانہ تعارف و تبصرہ
آفسے طباعت: علامہ سفید کاغذ
قیمت مجلد اٹھارہ روپے

التبذیر والاشراف

(تاریخ اسلام کا ایک اہم ماخذ)
عرب کے عظیم جلیل مورخ مسعودی کی تاریخی بادشاہت اور متورکیت
تاریخ کا پتھر
ترجمہ: مولانا عبدالرشید العسادی
ترتیب: نصیب اختر ایم۔ اے
قیمت مجلد بارہ روپے

سلاطین ترکیہ

لین پول کی مشہور زمانہ کتاب کا صاف و شستہ لکچس ترجمہ ترک قوم کی شجاعت و بسالت کا دلورہ انگیز تاریخی مرقعہ
ترجمہ: خواجہ نصیب اختر ایم۔ اے
قیمت مجلد: ۱۵/-

احمد شاہ درانی

(از سید رئیس احمد جعفری)
اسلام کے ایک بطل جلیل مرد مجاہد حکمران کی داستان حیات اور حق و باطل کی معرکہ آرائیاں بے حد دلچسپ انداز میں۔
قیمت مجلد: پندرہ روپے

تاریخ اسلام

ملک کے نامور مفکر اور ریس اور عالیہ نازکوئیخ جناب رئیس احمد جعفری کا تاریخی شاہکار

جلد اول: زمانہ قبل نبوت، عہد نبوت، خلافت راشدہ اور دور بنی امیہ - قیمت مجلد ۶۵ - ۱۲ روپے
جلد دوم: عہد بنو عباس، بنو فاطمی، بنو عباس کی خود مختار اسلامی ریاستیں اور سلاطین ترکیہ - قیمت مجلد ۶۵ - ۱۲ روپے
جلد سوم: برصغیر ہندوستان میں اسلامی فتوحات اور دور حاضر کے نو آزادانیم آزاد اور محکوم اسلامی ممالک - قیمت ۵۰ - ۱۰ روپے

(کابل تین حصوں میں)

شاہ عالم ثانی

ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج کے ایک انجنیئر پولیئر کے چشم دید حالات ترجمہ و ترتیب
نصیب اختر ایم۔ اے
عکسوں سے قیمت مجلد چھ روپے

مسلمان انڈس میں

(موردیہ ان اسپینے کا اردو ترجمہ)
تصنیف: ایسٹ لین پول
ترجمہ: منشی حامد علی صدیقی
ترتیب: سنار الحق صدیقی ایم۔ اے
قیمت مجلد: بارہ روپے

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

جنگ آزادی کے حیات آفریں مکمل واقعات یعنی تحریک آزادی کے دلورہ انگیز کارنامے اور تاریخ ساز شخصیات کا مفصل تذکرہ مرتبہ پروفیسر محمد ایوب قادری ایم۔ اے
قیمت مجلد: پندرہ روپے

ناشر: سعید احمد کھانی پاکستان چوک کراچی

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

نزهة البساتين

حصہ دہم

ملقب بہ

افانین الیاسمین

ترجمہ

(حضرت مولانا) جعفر علی صاحب نگیںوی

ناشر

سعید احمد کھٹینی

آب منزلت، پاکستان، چوکے کراچی